الحمد للہ کہ از عمدۂ افادات فاضل نامی و مؤرخ گرامی جناب مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری

حسب فرمایش جناب مخدومی مولوی محمد خادم حسین صاحب باہتمام محمد عبد الواحد عفا عنہ الواحد

در مطبع مصطفائی مصطفیٰ محمد خان ۱۳۰۵ طبع گردید

تمت

فہرست

حسنہ سے متصف کرے جنکی بدولت اگلے لوگون کو صلاح و فلاح و رشد حاصل ہوا اس فن مین ہر زمانے کے حکماء اسلامیین و علماء ربانیین نے کتابین لکھین مگر چونکہ اکثر کتب تواریخ عربی زبان مین ہین عام اہل ہند اونسے متمتع نہین ہوسکتے یہی وجہ ہی کہ انکو خاص ہندوستان کے عبرت انگیز واقعات پر بھی پوری اطلاع نہین اس لیے جمین آیا کہ تاریخ یمینی کا ترجمہ سلیس اردو زبان مین شائع کرنا چاہیے تاکہ مسلمانونکی اولی العزمی ظاہر ہو اور یہ خیال کیا جائے کہ سلاطین نے جنکی اولو العزمی کا قائم مقام اب صرف اونکا نام رہ گیا ہی کس عالی ہمتی سے ایشیا کے طاقتور حصّونمین سلطنت کو جمایا اور تھوڑی ہی مدت مین کیسی لیاقت و خوبصورتی سے اپنے ممالک مفتوحہ و مقبوضہ مین امن و امان پھیلایا یہ تاریخ یمین الدولہ محمود بن سبکتگین کی ہی جسے ابو النصر محمد ابن محمد الشہیر بالجباری نے عربی مین لکھا ہی اس نامی شاعر نے اپنا دردناک واقعہ یون لکھا ہی کہ پہلے مین امیر ناصر الدین سبکتگین کی خدمت مین آیا پھر شمس الکفاۃ وزیر کی خدمت مین مجکو ایک تقرب خاص ہو گیا اور یہ کتاب مین نے مرتب کرکے پیش کی تو اوسنے چاہا کہ مجکو کنج رستاق پر ڈاک کا داروغہ کرے وہان فرعون بن ابو الغوی حاکم تھا اور یہ شخص بہت برا تھا مین جو وہان گیا تو اپنے کام پر مصروف رہا اوسنے چاہا کہ مین بھی خیانت کرون مین نے جو انکار کیا اور میری وضع سے ناامید ہوا تو چاہا کہ کسی آفت یا بلا مین مجکو پھنساوے اور فرزندان سلطان کو میری برائی پر بہکایا جب یہان کچھ کام نہ چلا تو وزیر شمس الکفاۃ کو بہکانا شروع کیا اور کہا کہ جو لوگ تمسے مخالفت رکھتے ہین وہ اونسے موافقت رکھتا ہی یہ امر وزیر کے ذہن نشین ہو گیا اور مجکو موقوف کر دیا آخر میری تجارت ہوی پھر دوسرے دشمن بہت غمازی کرتے رہے مگر کچھ کارگر نہوی اس تاریخ کی عربیت و دقائق غریبہ و لطائف ادبیہ کا کیا کہنا ہی جو ادیب ہے وہ اسکی قدر جانتا ہی یہ تاریخ جامع ہی تواریخ فاضل شیخ مجد الدین کرمانی و تاریخ فاضل قاسم بن حسین اصفہانی کو علامہ تاج الدین عیسی نے اسکا انتخاب کیا اور اوسکا نام بستان الفضلا و ریاحین العقلا رکھا علامہ ابی الفضل بیہقی نے موٹی موٹی چھ جلدونمین ایک تاریخ لکھی جسے تاریخ یمینی کی شرح کہہ سکتے ہین بعضے نامی علما نے یمینی کا ترجمہ بھی کیا لیکن ہمارے ترجمے کا کچھ اور ہی رنگ ہی اسکا عجیب سمان ہی نرالا ڈھنگ ہی ناظرین جب ملاحظہ فرمائین گے لطف اوٹھائین گے اس ترجمے مین چند امور کا لحاظ کیا گیا پہلا امر۔ جو جملے کہ صرف بنظر رعایت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر خدا کو جسنے بنی نوع انسانی سے کسی کو نبی کسی کو پادشاہ بنایا انکے ہاتھون سے دین و دنیا کے سلسلہ
نظام کو مستحکم فرمایا درود حضرت محمد مصطفیٰ پر جنکی امت کے خلفا و سلاطین نے چاردانگ عالم مین فتح و نصرت
کا ڈنکا بجایا اپنی حسن تدابیر سے شیر و بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا اما بعد کہتا ہی فقیر حقیر
وکیل احمد سکندر پوری عفی عنہ کہ ہزارون سال سے روی زمین پر مختلف اقوام مختلف قطاع مین
آباد ہین جنکے رسوم و عادت مختلف ہین اونکے پیشے اور حرفے بھی جدا جدا ہین انکی
زبانون مین ایسا اختلاف ہی کہ ایک دوسرے کی بات نہین سمجھتا یہ لوگ اشخاص و انساب مین بھی باہم
مختلف ہین انکے تمدن کا طور علیحدہ ہی انکے مذہب و ملت مین بھی فرق ہی انکی ہدایت کے لیے مختلف
انبیاء اللہ علیہم الصلوۃ والسلام مبعوث ہوے جنکے احکام جداگانہ تھے اور مختلف سلاطین ہوے ان
حکومت انکی جنکی حکومت کا نرالا ڈھنگ تھا پھر ایسا شریف علم جس سے اذوات و احوال مختلفہ
سابقین معلوم ہو علم تاریخ ہی اس علم مین صرف معرفت احوال اشخاص ماضیہ سے بحث کیجاتی ہی
عام ازینکہ انبیا ہون یا علما یا اولیا یا ملوک یا امرا تاکہ آدمی ان حالون کو دریافت کرکے عبرت
حاصل کرے اور زمانے کے تغیرات پر غور کرکے اوسکو ایسا تجربہ حاصل ہو جس سے وہ ایسے اوصاف
رذیلہ سے بچتا رہے جنمین امم سابقہ مبتلا تھین یا جنسے اونکا استیصال ہوا اور آپکو ایسے اوصاف

اور مختلین جاتی رہتی ہین اور پادشاہ نہوتا تو انتظام نرہتا اور سب خاص اور عام برابر ہو جاتے اور
فتنہ اور فساد خوب پھیل جاتا اور اضطراب اور شور بہت ہوتا اور لوگ موافق اپنی اپنی طبیعت کے
سرکشی اور مخالفت کرتے یہانتک کہ اصلاح معاش اور اصلاح عاقبت سے بالکل بے بہرہ ہو جاتے
اور اس کلام کے بھی یہی معنی ہین کہ سلطان جتنا روکتا ہے قرآن اتنا نہین روکتا ہے کیونکہ
بہت لوگ بخوف سیاست اور انتظام ظاہری اور بخوف سزا اور گرفتاری فساد سے باز رہتے
ہین اور ایسا پادشاہ کون ہے کہ قرآن کی آیتون مین فکر کرے اور غور اور تامل سے اونکو دیکھے کہ وہ
سبکو بھلائی پر رہنما ہون اور برائی سے باز رکھین کہ ایسا پادشاہ خوب آراستہ و پیراستہ ہوگا
اور اس کلام کا بھی یہی مطلب ہے بیشک تمہارا ڈر زیادہ ہے اونکے دلمین اللہ کے ڈر سے اس لیے
کہ یہ لوگ سمجھتے نہین سو تلوار عام کے لیے ہے یہ دونو امر اور نہی مین مشترک ہین پر عوام تو تلوار سے
ڈرتے ہین اور خواص حق ہی کی متابعت کرتے ہین ان دونون مین بہت فرق ہے یعنی عوام غیر کے
تابعدار ہین اور خواص تابع پروردگار ہین اور مجکو اس کلام کا بھی خیال آیا کہ ہمنے اپنے رسولونکو علامتین دیکر بھیجا
اور اونکے ساتھ کتاب اور ترازو اوتاری کہ لوگ انصاف پر قایم ہین اور ہمنے لوہا اوتارا کہ اوسمین سختی اور
منفعت بہت ہے کہ اس سے بہت کام نکلتے ہین اور یہ معنی اس لیے خیال مین آئے کہ کتاب اور
ترازو اور تلوار مین کچھ مناسبت نہین نہ ہم صورت نہ ہمجنس پھر اونکو اس کلام مین کیون جمع کیا ہے
اور بہت مفسرین اور علما سے مین نے اسکا سبب پوچھا پر اونکے جواب سے تو میری کچھ تشفی
نہوئی اور مین نے خود ہی سوچا تو معلوم ہوا کہ قرآن قانون شریعت ہے اور احکام دین کا دستور العمل ہے
جسمین عبادت کا بیان ہے اور فرائض مجمل کی تفصیل ہے اور تن اور جانکی مصلحت ہے کہ زیادتی
اور ستمگاری اور سرکشی اور خصومت سے باز رکھتا ہے اور آسمان سے جو بارش ہوتی ہے تاکہ زمین پھٹ کر
رزق پیدا ہووے تو حکم ہے کہ وہ بقدر استحقاق اور کسب کے تقسیم ہووے تاکہ کوئی تغلب کرنے اور
کوئی محروم نرہے تو اس انصاف اور برابری کے لیے ایک آلہ کی ضرورت پڑی سو اللہ تعالی
نے دلمین خیال ڈالا کہ ترازو بناوین اور اپنے لینے دینے مین استعمال کرین کہ آپس مین ظلم نہو اور
نہین تو تباہ ہونگے اور عیش جاتا رہیگا اور اسکی دلیل یہ کلام ہے کہ اللہ تعالی نے آسمان بلند کیا اور میزان
مقرر کی کہ تم تولنے مین زیادتی نکرو اور وزن انصاف سے کرو کہ کم نہو اور برابری بے ترازو کے

قافیہ اور عبارت آرائی کے لائے گئے ہین وہ ترک کیے گئے اس لیے کہ مطلب جملۂ اول سے حاصل ہو چکا ہی
دوسرا امر - اشعار جو صرف مدائح یا ذمائم مین ہین اور اونمین سوای مبالغۂ شاعرانہ کے اور کچھ مقصود
نہین ہی ترک کیے گئے مگر اول شعر کا ترجمہ کیا گیا ہی اور اسیطرح عبارت نثر جو صرف مدائح مین بہت
دراز لکھی گئی ہی ترک کی گئی **تیسرا امر** - جو امر کہ صرف دین اور مذہب سے متعلق تھے مجمل یا مفصل سب وہ
ترک کیے گئے اور اسی بنا پر جو لفظ اور جملہ بنسبت اہل ہند اور اہل چین کے خلاف اخلاق لکھا ہوا تھا
اوسکو ترک کیا یا دوسری لفظ سے بدلا اور ان سب مین ضرور لحاظ ہوا کہ حالات تاریخی فوت نہووین
چوتھا امر - لفظی ترجمہ نہ کیا گیا بلکہ رعایت محاورہ ملحوظ رہی **پانچوان امر** - صرف برعایت
محاورہ غلام کا غلام ترجمہ کیا گیا اگرچہ عربی مین غلام اوس لڑکے کو کہتے ہین کہ قریب جوانی کے ہو
چھٹا امر - اگرچہ اختلاف عبارت اکثر نسخون مین ہوتا ہی لیکن مینے ایک نسخے کو جو نہایت
پرانا و معتمد علیہ ہی اصل مقرر کیا اور اوسی کے موافق ترجمہ کیا **ساتوان امر** - سال عیسوی بمقابلہ
سال ہجری کے حاشیے پر لکھا گیا اور چونکہ جنتری مفصل میرے پاس نہین ہی اس لیے تاریخ اور روز اور
مہینے کی تطبیق نہوسکی **آٹھوان امر** - نظم کا نظم ترجمہ ہی **نوان امر** - اس کتاب مین
صرف ۴۰۹ھ ہجری تک کا ذکر ہی اوس سے زیادہ حال محمود غزنوی کا اسمین نہین ہی اور ہندستان پر
صرف نو حملونکا ذکر ہی اس ترجمے سے جسطرح تاریخی حال معلوم ہوتے ہین اوسیطرح اصل تاریخ یمینی کے مطالعے
آدمی قادر ہوتا ہی بشرطیکہ زبان عربی سے اوسکو کچھ مناسبت اور لگاؤ ہو چونکہ اس زمانے مین عالیجناب
مستطاب بندگان عالی متعالی حضور پر نور **نواب میر محبوب علیخان بہادر رستم دوران**
فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و دولتہ
فرمانروای ملک دکن کو اشاعت علم کیطرف ایک خاص توجہ ہی مجھے امید ہی کہ یہ ناچیز ترجمہ جسکا نام
آئینۂ حبیبی ترجمۂ تاریخ یمینی ہی منظور نظر قبول ہو - **ترجمۂ کتاب** - دین اور بادشاہ
دونون ہمزاد ہین دین بنیاد ہی اور بادشاہ نگہبان جس چیز کا کوئی نگہبان نہووے وہ برباد ہوگی اور جو چیز
کہ بے بنیاد ہوگی خراب ہوگی پادشاہ زمین پر خدا کا سایہ ہی اور اوسکی مخلوقات پر اوسکا قایم مقام ہی اور
اوسکی طرف سے اوسکے حق کی رعایت کے لیے ایک معتمد ہی کہ اوس سے انتظام کامل ہوتا ہی اور خاص و عام
سب کے کام درست ہوتے ہین اور سب آفتین اور فتنے اوسکی دہشت سے زائل ہوتے ہین اور سب دبے

حلاوت اوسنی سے جانتا تھا اور اوسکی ہوا سے خوشبو لیتا تھا اور اوسکے برکت سے کار دبنوا آسمان
جانتا تھا اور جبتک کہ محمود سن تمیز کو پونہچا اپنے باپ کے سینے سے جدا نہوا اور درجہ بدرجہ ترقی مراتب
اوسکو ہوتی گئی یہانتک کہ خراسان کا سپہ سالار ہوگیا اور یہ وہ رتبہ ہی کہ اوسکے لیے بہت سے ہزاروں
نے اور پہلوان بہادروں نے اپنی جان دی مگر سوای چند لوگوں کے کہ جنکا ذکر زندگی اور زبانون پر
ہی اور کسیکو یہ رتبہ نہ ملا آوسنے باوجود نوجوانی اور نو عمری کے پندرہ برس کی عمر مین لشکر اپنے
تابع کر لیے اور اوسکے ہم عمر ایسے شغلو نمین رہے کہ وہ اونکو لے بیٹھے اور اسکو ہمت پادشاہی اور
قوت بہادری نے اتنا بڑھایا کہ بڑھتے بڑھتے تمام خراسان اور آخر ملک زاولستان اور تمام
بلاد نیمروز اور غور کے پہاڑون کا کہ اونکے قلعے نہایت مضبوط تھے مالک ہو گیا اور سندھ
اور ملتان پر غالب آیا اور اونکی خوب بیخ کنی کی اور ہندوستان مین بار بار آیا اور اوسکا زخم سر بار
تازہ کیا اوسکے بڑے ناز و نعمت والونکو تابع کیا اور اوسکے مکانات اور منازل کو تلاش
کیا اور گڑھ اور قلعون کو فتح کیا یہانتک کہ لڑکونکو بھی اونکے کھیل مین اوسکے آنے سے
دھمکاتے تھے اور اوسکے تیرون اور جھنڈون سے ڈراتے تھے سو راجہ جیپال اور
اوسکے پہلوانون اور بہادرون کا حال موافق شعر اشجع سلمی کے ہوگیا شعر

ترے دشمنون کا یہ اب حال ہی اگر جاگتے ہین ڈراتا ہی تو	کہ اونپر مقرر ہی شام و سحر جو سوتے ہین آتی ہی دہشت نظر

اور اوسکے نام اور صورت مین ہیبت تھی اور ایسی لڑائیونمین اوسکو فتح ہوئی کہ اونپر جسپر کم ہو سکتا ہی
اور زمین ہلنے لگتے ہی اور اوسکو علم اور حلم مین دسترس کامل تھی ایسی فتوحات اوسکو ہوئین کہ کسی
اور کو کبھی میسر نہوئین پر صرف کہانیونمین سنتے تھے کہ اونمین اظہار کسی امر واقعی کا نہین ہوتا ہی کہ
جسپر مشاہدہ یا برہان موجود ہو صرف قصہ خوانی مراد ہوتی ہی اگر اسلام کے سب پادشاہونکا
حال اور تاریخ ظاہر کیجاوے تو بیشک اوسکی سلطنت سب سلطنتونکی زینت ہووے ایسی
عادتین اور اتنی فخر کی باتین جو کہ اسنے بذات خود اور اوسکے باپنے حاصل کین اور کو حاصل نہین ہوئین
اور اوسکی سیاست اور سلطنت ایسی تھی کہ آردشیر اور منصور پر غلبہ لیگیا اور اوسکی ہیبت اور عدل
ایسا تھا کہ آگ اور پانی بہم ہوگئے اور بھیڑیون اور بکریون مین الفت ہوگئی اور درندونکے دانت

ممکن نہین اسی لیے اللہ تعالی نے اوسکو مقرر کیا اور دو دفعہ اوسکا ذکر کیا اور یہ معلوم ہی کہ قرآن مین احکام
خداوندی درج ہین اور یہ ترازو انصاف اور برابری کے لیے بنائی گئی ہی اور ان دونون کا اتباع اور
اونکے احکام کا التزام صرف تلوار سے ہی اور ظاہر ہوا کہ سلطان اللہ کا خلیفہ ہی اور اوسکا امانت دار
ہی اور سب حاکمون مین بہتر وہ ہی کہ شریف و عزت دار ہو اللہ تعالی کے نزدیک بزرگ وجاہت دار
ہو اور اوسکی توجہ خاطر مددگاری اور حمایت رعیت پر ہو اور سب مردمان دیہات اور قصبات نے
اور ساکنان شہر اور صحرا نے خوب جان لیا ہی کہ جب سے صبح نے اپنے بازو پھیلائے اور پھر اونکو
بند کیا کہ افق مغرب مین گرے ایسا کوئی پادشاہ نہین ہوا کہ علم اور حلم و صفائی اور وفا عہد اور سخاوت
اور شجاعت اور حمایت اور رغبت اور دہشت مین اور شوکت اور جاہ و جلال مین اور وسعت
سلطنت اور دولت و اقبال مین امیر سردار پادشاہ یمین الدولہ امین الملۃ ابی القاسم
محمود ابن ناصر الدین ابی منصور سبکتگین سے بہتر ہووے کہ ممالک شرقیہ اور اوسکے دونون
طرف کا درمیانہ عالم اور اوسکی دونون جانب یعنی اقلیم چہارم کا مع اوسقدر اقلیم ثالث اور
خامس کے جو اوس سے متصل ہی مالک اور پادشاہ ہوا اور ان اقالیم کے امرا اور صاحبان لقب
پادشاہی کی رجوع اوسکی حمایت مین ہوئے اور اوسکو خراج دینے لگے اور سب لوگ
اسکے سایہ ولایت مین پناہ لینے لگے اور ایسا عزت دار ہی کہ دور دور کے پادشاہ اسکے تابعدار
ہین اور اوسکی ہیبت سے ڈرتے ہین اور اگرچہ بہت دور ہین اور کوہستان اور غار حائل ہین
لیکن اوسکے یکایک دوڑ لیجانے سے سب پناہ مانگتے ہین اور اگر اوسکا ذکر ہووے تو ہند اور
روم اپنا مونہہ چھپا لیتے ہین اور اگر اوسکی سرزمین کی ہوا اون تک پہنچے تو اونکے رونگٹے
کھڑے ہوتے ہین اور جب سے اوسکو ہوش آیا اور زبان سے لکنت دور ہوئی تو صرف ذکر خدا اور
تلاوت قرآن مین شاغل و تلوار اور تیر کی درستی پر مائل ہوا اور صرف مہمات امور اور سیاست پر
متوجہ ہوا اپنے ہم عمرون مین بیہودہ کھیل نہ کھیلتا تھا بلکہ واقعی اور دشوار کھیل کھیلتا تھا اور جو امر کہ
اوسکو معلوم نہوتا یا دشوار ہوتا تو ایسی محنت کرتا کہ اوسکو بزور طبیعت اور بتوجہ عقل دریافت کر لیتا
اور نہایت سہل کر دیتا اور امیر مرحوم یعنی ناصر الدین سبکتگین انار اللہ برہانہ دنیا کو اوسی کی آنکھ سے
دیکھتا تھا اور اوسی کے کان سے بات سنتا تھا اور اوسیکی زبان سے کلام کرتا تھا یعنی اپنی زندگی کی

کہ ایک خوبی اس سلطنت کی یہ ہی کہ جو کوئی کچھ بھی قدرت تحریر کی رکھتا ہی اور بلاغت اور فصاحت اوسکی
تقریر مین ہی وہ اسی سلطنت کے احوال و اخبار اوسوقت سے لکھنے شروع کرتا ہی کہ امیر مرحوم حاکم ہوا
اور ابو علی محمد ابن محمد ابن ابراہیم ابن سیمجور کو خراسان سے شکست دیکر نکال دیا اور پھر اوسکو اپنے یہان
قید رکھا اور خراسان کا والی ہوا مع اوس فخر کے کہ اوس نے اپنے ایام سلطنت مین امیر رضی ابی القاسم
نوح ابن منصور کی فریادرسی کی اور اوسکے دشمن کو اوسکی مملکت سے نکالا اور ترک جو مال چھوڑ گئے تھے اوسکے ہاتھ لگا
اور کچھ دھمکی اور کچھ رغبت دیکر اونکو روکا اور نوح کا جو کچھ کہ مال و دولت تھا وہ اوسکو واپس کردیا کہ اوسکے
بزرگون کے حقوق بہت ہین کہ وہ حرمت والونکی قدر اور عزت والونکی عزت کی حفاظت اور اہل حاجت
کی اداے حاجت کرتے تھے اور پھر پادشاہ یمین الدولہ امین الملۃ اوسکا وارث ہوا اور وہ ہی ترتیب
اور تدبیر اور وہ ہی محبت اور الفت اپنے بھائیون اور اقارب سے کی اور اوسی طرح مال و دولت خرچ کیا
کہ اب مستقل سردار ہوگیا اور امراء اطراف نے جھٹ پٹ اوس سے بیعت کی اور اوسکی تعریف مین شاعرونے
ایسے عمدہ قصیدے کہے ہین کہ جس سے دیباجہ وزرکی اور صنعت خسروی اور دقیقے سب گرد ہوگئے اور
مجکو قسم ہی اپنی عمر کی کہ یہ اشعار بہت خوب ہین مگر اس ہی دیار خراسان مین مشہور اور معروف ہین اور
یہانسے باہر جانا اونکو ناپسند ہی پس حق خدمت قدیم اس خاندان کا مجھپر ہی اور وہ حق و احسان جو امیر
مرحوم نے مجھپر کیا اور وہ حق نعمت جو امیر ابو احمد ابن یمین الدولہ امین الملۃ نے میرے لیے مقرر کیا
اسکا باعث ہوا کہ ایک کتاب اس باب مین بزبان عربی لکھون کہ اہل عراق اوسکو اپنی بیداری مین
قصہ بناوین اور اپنے ساتھ حضر اور سفر مین رکھین اور اوسکے شروع مین حال امیر مرحوم کا ہی جب سے
کہ پودہا اوسکا لگا اور باغ اوسکا پھیلا اور جبتک کہ امیر مرحوم سے ابو القاسم نوح ابن منصور نے اپنی
سلطنت کے استحکام مین اور ابی علی ابن سیمجور سے انتقام لینے مین مدد لی کہ ابی علی اور اون ترکون کو
کہ ابو علی کے ساتھ بطمع یا بسفارش متفق ہوکر نوح کے ملک مین گھسے تھے دفع کرے اور سوا اسی
اوسکے اور فتوحات بھی جو امیر مرحوم نے کین اور اوسکے بعد احوال سلطان جلیل یمین الدولہ امین الملۃ
کے جو ہندوستان اور ترک اور خلج مین گزرے مع اوسکے فتوحات کے مذکور ہونگے اور جو کچھ کہ اسکے
اور اسکے سرداران اطراف کے حالات اوسکی صحبت مین گزرے وہ بھی ذکر ہونگے اور
اللہ تعالی مطلب کے حصول پر اور غرض و مقصود کے وصول پر مدد دیتا ہی

اور سینگ والون کے سینگ بیکار ہو گئے اور درس تدریس سے فارغ ہو کر صرف سیاست مین
مشغول ہوا اللہ نے اوسکو اولاد بھی ایسی دی کہ مثل ستارون کے روشن ہین اور مانند شیرون کے
زور آور ہین بزرگی اور جلال اور خوبی اور جمال مین اور سعادت اور اقبال مین اور علم وادب مین اور
لکھنے پڑھنے مین اور یادداشت اور حساب مین اور سختی اور نرمی مین اور قطعاً کارروائی مین اور شجاعت
اور غیرت مین اور سرداری اور بلندی مرتبت مین اور نجابت اور ریاست مین اور بزرگی اور نفاست
مین اور دلیری اور سیاست مین اور خوبی اور نگہبانی اور دانائی اور گھوڑے پر سوار ہونے مین انکے
برابر کوئی نہین دیکھا محمود نے اونکو نہایت شفقت سے پالا اور خوب تربیت کیا اور بہت ادب
سکھایا اور ایسے ہو گئے کہ اپنے زمانے کے آفتاب ہین اور اندھیرے کے ماہتاب ہین گفتگو اور کلام
مین لیر ہین اور میدان کے شیر ہین اور لڑی کے موتی ہین اور اپنے زمانے کے جواہر ہین خلقت
اونکی امیدوار رہنے لگی دوات اور قلم کو بھی انسے فخر ہونے لگا اور تمام اسباب سعادت اور سامان
سرداری اوسکے یہان جمع ہو گیا چنانچہ شیخ جلیل شمس الکفاۃ ابی القاسم احمد ابن الحسین کو اوسکی وزارت
اور تدبیر مملکت کے لیے اللہ تعالی نے بچا رکھا تھا کہ اب وہ اسکا وزیر ہوا یہ شخص ایسا صاحب سخاوت
ہے کہ دنیا کو منجملہ اون ذرون کے کہ روشندان ہوا می سے دھوپ مین منتشر دکھائی دیتے ہین ایک
ذرہ جانتا ہے بلکہ ایک نقطہ منجملہ نقاط موہومہ دائرہ کے سمجھتا ہے اور اوسکی دہلیز فضل اور اہل فضل کا اور
ادب اور اہل ادب کا ٹھکانا ہے سرمایۂ نظم ونثر ہر طرف سے وہان چلا آتا ہے اور بہت اہل ادب اور منشیون
نے بہت کتابین اس زمانے کے ذکر مین موافق اپنی قوت بیان اور تقریر اور طاقت بلاغت اور
تحریر کے لکھی ہین چنانچہ ابو اسحاق ابراہیم ابن ہلال نے جو کتاب مسمی تاجی دیلم کے بیان مین
لکھی ہے بہت خوب ہے اور بسبب کمال بلاغت اور جمال فصاحت کے نہایت مرغوب ہے اور اگر کوئی
سلطنت ایسی ہے کہ اوسکی خوبیان ہمیشہ کے لیے لکھنی چاہیین اور اوسکے احوال دوام کے لیے ضبط
کرنے چاہیین تو وہ یہی سلطنت ہے کہ ہر منشی پر اوسکی خوبیونکا لکھنا واجب ہے کہ اپنے کلام کو اوسکے
ذکر سے زینت دے اور اپنے قلم کو عزت دے اور اگر لکھے مصنف اس سلطنت کو دیکھتے تو آرزو کرتے
کہ کلام اونکا کاش اور سلطنت کے ذکر مین نہوتا اور صرف اس ہی سلطنت کی خوبیونکا ذکر کرتے
اور بیشک اپنے دلمین ایسا عذر کرتے کہ جیسا ابو نواس نے عذر کیا تھا اور مین جانچتا ہون

لڑائی بہت دراز ہوئی اور نہایت تکلیف ہوئی یہانتک کہ خوراک نبڑ گئی اور کھانے سے تنگ ہو گئے
اور ہمارے آگے سوای تلوارون کے اور ہمارے پیچھے سوای میدان اور جنگل کے کچھ نہتھا سو میرے
سب رفیق اس تکلیف سے چلا اوٹھے اور حیلۂ قیام مجھسے پوچھنے لگے مین نے کہا کہ مین نے اپنے لیے کچھ
ستو بچا رکھے ہین سو وہ اب ہم سب برابر بانٹ لین جبتک کہ اللہ تعالی ہمپر رزق کی کشایش کرے
اور یہ تنگی اور تکلیف دفع ہووے سو مین انکے لیے پہلے ستو بناتا اور اپنے لیے پیچھے ایک چھوٹے پیالے
مین بناتا اور اسیطرح صبح و شام کئی دن گزرے اور ہم ایسی سختی اور تکلیف مین مبتلا تھے اور تلوارین اور
تیر چھرے اور سینے پر تھے یہانتک کہ اللہ تعالی نے مدد کی اور ہوا فتح کی چلی سو کوئی تو بھاگا اور
کوئی کشتہ گرد آلودہ تھا اور کوئی زخمی پٹی باندھے ہوے اور کوئی قریب بمرگ اور کوئی قیدی مشکین بندھی
ہوئی اور سبکتگین یہ بھی کہتا تھا کہ جب سلطنت مجکو ملی تو زر کی قلت اور مصارف کی کثرت تھی اور میری اور
میرے رفیقونکی حیثیت یکسان تھی یہانتک حاجت ہوئی کہ اپنے روزمرہ خرچ کے لیے بعوض کار
سلطنت کے اجرت لیتا تھا اور اوسمین سے کچھ بچا رکھتا تھا تاکہ ہفتے مین ایکبار دو بار ہم اسیونکی ضیافت
کرتا رہون اور یہ حال چند دن رہا یہانتک کہ اللہ تعالی نے فراغت دی تو بقدر اسکی یاد کے رفیقونکو
بھی زیادہ دیتا رہا اور پھر سرداری کامل ہو گئی اور مثل اسکے یہ شعر ہین اور کچھ بھی دیر نہ لگی کہ بارہ ولایت
اوسکا پھیلنے لگا اور تنہ درخت اوسکا بڑھنے لگا اور خزانے اوسکے بھرنے لگے اور لوگ اوسکی ہیبت سے
ڈرنے لگے اور اوسکے ساتھ بطمع لگ لیے اور منجملہ اوسکے فتوحات کے ایک ملک بست ہے یہ ملک طغان کا
تھا جو بائی تو نے اوس سے چھین لیا اور اوسکو مار کر نکالدیا طغان امیر مرحوم کے پاس مدد کے لیے آیا
اور وعدہ کیا کہ مین اسقدر مال دونگا اور اوسکے اول مین میرا فرزند گرو رہیگا اور ہمیشہ خدمت اور
طاعت جان و مال سے کرتا رہونگا امیر نے یہ درخواست قبول کی اور اوسکے دشمن پر چڑھ گیا کہ
بست کے دروازے پر جا پونہچا اور بائی توز بھی بمقابلہ آیا سو ایسی لڑائی ہوئی کہ تلوارون سے
ہڈیونکا گودا نکلتا تھا اور سر مین نیزون کی کنگھی ہوتی تھی اور جب دونو لشکر کچھ بیچ ہو گئے امیر مرحوم
نے لشکر کے بیچ مین سے ایک ایسا حملہ کیا کہ اونکو جگہ سے ہٹا دیا اور لیدر پڑا اونپر حملے ہر طرف سے کیے
کہ بائی توز شکست کھا کر بھاگ نکلا اور اوسکی جمعیت پہاڑون اور جنگلون اور گھاٹیون مین منتشر ہو گئی اور
طغان وہانکا جاگیردار ہو گیا اور بیان کیا کہ جو کچھ میرے ذمے ہے اور مین اوسکا ضامن ہون سب واجب الادا ہے

ذکر امیر مرحوم ابی منصور سبکتگین رحمۃ اللہ علیہ کا

یہ امیر اپنی ذات سے نہایت غیرت اور عزت والا تھا اور دل کا بہادر اور سخت گیر اور بزرگ اصل اور پسندیدہ تدبیر اور بلند ہمت اور صاحب حکمت کہ یہ سب باتین اوسکی خصلتون اور عادتون سے ظاہر تھین اور یہ سب امور اوسکے احوال اور ارادون سے روشن تھے ابو الحسین جعفر ابن محمد خازن نے مجھسے کہا کہ سبکتگین امیر منصور ابن نوح کے عہد مین ابو اسحاق ابن الپتگین سپہ سالار خراسان کا داروغۂ امور خانگی و معتمد الخدمت ہوکر بخارا آیا اور سوا اسکے اوسکو کارخانۂ سپہ سالاری مین ایسا اختیار تھا کہ سب کام کا اوسی پر مدار تھا اور اوسکے پیادونکا سردار تھا اور ارکان سلطنت بخارا نے جو اوسکی دلیری اور کارگزاری اور ذہن کی رسائی دیکھی تو معلوم کیا کہ اوسکو ترقی بہت ہوگی اور جب ابو اسحاق بخارا سے بجای اپنے باپ کے غزنہ کا والی ہوکر آیا تو سبکتگین بھی اوسکے ساتھ آیا اور ابو اسحاق یہان آتے ہی کچھ رہکر مرگیا اور اوسکے خاندان مین کوئی ایسا نرہا کہ اوسکی جگہہ سلطنت کے لائق ہوتا اوسکے اور اوسکے باپ کے غلامونکو یہ تردد ہوا کہ کسکو اپنا سردار بناوین کہ بحسن امارت اونکے خواص اور عوام کا ذمہ دار ہووے اور چونکہ اسکی تدبیر سبکو پسند آئی اور اسپر سبکا اتفاق ہوا تو سب نے ہاتھون ہاتھ اپنا سردار بنالیا اور اوسکی بیعت پر اپنے ایمان کی قسم کھائی سبکتگین اپنی عقل درست اور احتیاط پسندیدہ اور اہتمام کامل و حسن آمادگی سے اونکے مصالح امور پر مالک ہوگیا اور اونکو اطراف ہندوستان پر لڑائی کے لیے لے چڑھا اور اوسکے نکالنے پر جب سب ہندوستان اکھٹا ہوا تو بہت سخت لڑائیان ہوئین اور آتش جنگ خوب بھڑکی تلوارین دشمنون پر ایسی پڑین جیسے مینہ برستا ہے اور ایسی سختی کیوقت خوب صبر کیا اور اپنے بدن کو فرش خواب سے دور رکھا اور بھوک پر قناعت کی اور حمیت کے گھوڑے پر سوار رہا اور اپنے ہمراہیون اور رفیقون کو لذت آرزو یا آسایش موت پر آمادہ کرتا رہا عمر ابن اطنابہ انصاری نے جو شعر کہے ہین گویا وہ اسی کے لیے ہین ~~

مری ہمت مرے پیدا نکی سختی
خریداری ثنا کی کر رہی ہے

تقاضائے تعلّی کر رہی ہے
یہ میری جان اوٹھاتی ہے جو سختی

زر خالص کے بدلے میری خاطر
طلب قتل عدو کی کر رہی ہے

اور مجھسے امیر سبکتگین نے منجملہ اپنے واقعات کے ایک واقعہ کا ذکر کیا کہ ہم نے مع اپنے ان رفقا کے دشمنون سے مقابلہ کیا اور ہم نہایت تھوڑے تھے اور وہ بہت اور نوبت بنوبت لڑتے تھے اس لیے

نوکرون مین نامرد ہون اور حضور کو بھی اہتمام اسکا در پیش ہی کہ بائی تو زکس کس شغل اور کام مین ہی تو اقتضا
ان دونون باتونکا یہ ہی کہ آپ مجکو اجازت دیوین کہ مین آپکی سلطنت مین کہین گوشہ گزین ہوکر تنہا بیٹھ
رہون جبتک کہ امیر بائی تو ز اپنے حد کو نہ پونہچ لیوے تو اوسوقت میرا یہ عہدہ خدمت تہمت سے
اور دشمنونکے مکر سے محفوظ ہوگا امیر مرحوم یہ سنکر بہت خوش ہوا اور مینے جو اوسکی ستایش کی تھی ویسا ہی
وہ بھی سمجھا اور مجکو حکم کیا کہ اطراف برخج مین جہان چاہے گھر بناوے جبتک کہ پھر بلایا جاوے سو
مین خوش ہوکر رات کے وقت روانہ ہوا اور قصد یہ تھا کہ اگلی منزل پر صبحکو ٹھہرونگا پس جب صبح ہوئی
تو مین نے اترکر نماز پڑھی اور تسبیح پڑھکر دعا مانگی اور پھر اٹھا کہ سوار ہون تو مینے ایک گانون اپنے داہنے
طرف دیکھا کہ سبزہ زار اوسکے گرداگرد تھا اور پھول و شگوفے طرح طرح کے تھے اور اوسکے روبرو ایک
سرزمین تھی کہ گویا زبرجد کا فرش تھا اور موتی اور مونگے سے آراستہ تھی اور عقیق اور سونے سے جڑاؤ
اور اوسمین نہرین ایسی پیچیدہ جاری تھین کہ گویا سانپون کے نشان ہین اور پانی اونکا صاف مثل آب حیات کے
ہی وہانکی ہوا ہی نسیم نے مشک خالص کی لپٹ اور عنبر خاص کی بو سے مجکو خوش کردیا پس وہ مکان
ایسا آیا کہ گویا اس سے جنت کا تصور ہوتا تھا جو کتاب ادب کی میرے ساتھ تھی اوسمین فال لی کہ یہین
رہون یا آگے جاؤن تو اوس کی اول سطر مین یہ شعر نکلا شعر

پونہچ جاوی گر تو بسوی سلامت ۔۔۔ تو غایت یہی ہی یہانسے نہ جانا

مینے کہا قسم خدا کی یہ حجت ناطق اور قول صادق ہی اپنے عیال کو بھی اس گانون مین بلالیا اور چھ مہینے تک
بہت خوشی اور فراغت سے وہان رہا پھر امیر مرحوم کا فرمان میری طلب مین پونہچا کہ فوراً مین حاضر خدمت ہوا
اور جو لطف کہ اس گانون مین مینے اوٹھایا ابتک خوب یاد ہی اور ابو الفتح کو یہ عہدہ ملا کہ سب حالات اور
واقعات امیر کے لکھا کرے اور زمانہ سلطان یمین الدولہ امین الملۃ تک اسکا یہی عہدہ رہا چنانچہ چند فتوحات
اسکے بھی لکھے کہ قضا کار اوسکی خدمت سے جدا ہوگیا اور ترکستان مین جاکر مر گیا اور کچھ بہبودی اور رفعت اوسکو حاصل نہوئی
اور امیر مذکور جب اس نواح کا حاکم ہوگیا اور اعلی و ادنی سب اوسکے تابعدار ہوگئے تو اپنا ایک خواص معتمد وہان
مقرر کردیا اور چونکہ ولایت قصدار نہایت استوار ہی اور اوسکے رستے بہت دشوار گزار وہانکے حاکم کو خیال ہوا
کہ امیر یہانتک نہ پونہچ سکیگا تو اوس نے سرکشی اختیار کی سو امیر اپنا لشکر لیکر بیخبر اوسکے گھر پر جا چڑھا اور اوسکو ایسا پکڑ لیا
جیسے کوئی اپنے مہمان کے لیے بہت جلد کھانا پکانے کو بکری پکڑتا ہی اور اس جنگ کی دہشت سے ایسا حال ہوگیا کہ گھوڑے

اور باطن مین اوسکا یہ ارادہ تھا کہ وعدہ خلافی کر کے کچھ نہ دیجیے اور وعدہ کر کے یونہین ٹالیے یہانتک کہ
جب وقت داکا آیا اور امیر نے اوس پر سخت تقاضا کیا اور ثابت ہوا کہ سوای انکار کے اور کچھ اوسکو غرض
نہین ہی اتفاقاً یہ دونون مع اپنے غلامون اور نوکرون کے ایک میدان جنگل مین موجود تھے اوّل تو
اسکے دلمین یہ آیا کہ انکار صاف کر دے لیکن اس پر اسکو اکتفا نہوا تو اوس نے امیر مرحوم کے ہاتھ پر
تلوار ماری کہ اوس سے زخم کاری پہونچا اب بیوفائی طغان کی ظاہر ہوئی تو امیر نے بھی اوسی زخمی
ہاتھ سے اوسکی تلوار چھین کر اوسکے کندھے پر ماری کہ اپنا بدلہ لے لیا اور جب چاہا کہ اور مارے تو
بسبب اختلاط فریقین کے باز رہا اور اپنے ان رفیقون اور غلامون کو جمع کر کے کہا کہ بدعہد لوگ
یہانسے نکالے جاوین اور یہ سرزمین اونکے خون زعفرانی سے سرخ کیجاوے تاکہ ان لوگونکے
ظلم سے جو تاریکی ہی دور ہووے اور رفاہیت اور آبادی سے روشن ہووے سو کچھ دن بھی
نہ چڑھا تھا کہ نسبت مین امیر مرحوم پونہچا اور بدعہد لوگون سے خالی ہو کر اوسکے ملک خالصہ ہو گیا اور
اوسکے حکم اور دولت کے ساتھ آراستہ ہوا اور بائی توز اور طغان اطراف کرمان اور سجستان مین
پونہچے اور خواب مین بھی اونکو یہ تصدیہ نہ تھا کہ امیر مرحوم کے پیچھے چل سکین اور سامنا کر سکینگے تو کیا معنی
اور منجملہ اون عمدہ چیزون کے جو امیر کو اس جنگ مین ہاتھ لگین منشی ابوالفتح علی ابن محمد بستی
صاحب تجنیس ہاتھ لگا کہ یہ بائی توز کا منشی تھا جب بائی توز کو شکست ہوئی تو ابوالفتح کو اوسکے ساتھ رہنا دشوار ہوا
اس لیے اوس سے جدا ہوا اور امیر مرحوم کو اوسکی خبر ہوئی تو اوسکو بلا کر اپنا معتمد بنایا اوسکی آرزو پوری
کی کیونکہ ابوالفتح منشی و معتمد بائی توز کا تھا اور امیر مرحوم کو ایسے لوگونکی حاجت تھی کہ اوسکی مدد اور
کفایت اور رہنمائی اور معرفت اور دانائی مین بکار آمد ہووین اور ابوالفتح نے مجھسے کہا کہ جب
مین امیر مرحوم کے یہان نوکر ہوا اور مجکو اپنا معتمد اور امین اپنے کار سلطنت اور رازہای خاص کا
کیا اور بائی توز ابھی زندہ ہی تو میرے دشمن باتین بنانے لگے اور امیر کو میری طرف سے برائیان لگانے
لگے مین ڈرا کہ مین نیا نوکر ہون شاید کسی کا کہنا اونکے دلمین اثر کرے اور کسی کے کہنے سے میری
برائی سچ مان لیوین تو مین ایکدن اونکے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے ہم پیشہ بلند ہمت
اور عالی حوصلہ نہین ہین حضور نے تو مجکو قابل اپنے اختصاص اور اخلاص اور تقریب مراتب اور ترتیب
مناصب کے دیکھکر اپنے رازہای خاص کے لیے پسند کیا ہی پر چونکہ مین نیا نوکر ہون اور مین ابتک بائی توز کے

ان قاصدونکو روکا اور صلح سے انکار کیا کہ بے لڑے اور کچھ فیصلہ نہوگا قاصد یہ حال دیکھکر لاچار چلے
گئے اور راجہ جیپال نے پھر قاصدونکو نہایت عجز اور انکسار کے ساتھ بھیجا اور اوسکا خلاصہ کلام تھا کہ تمکو
ہنود کا حال خوب معلوم ہوگیا کہ موت سے کسقدر ڈرتے ہین تمنے جو بطمع غنیمت اور ہاتھیون اور قیدیون
کے صلح سے انکار کیا ہی تو میرا ارادہ مصمم یہ ہی کہ مال ہلاک کردونگا اور ہاتھیونکو اندھا کردونگا اور لڑکون کو
آگ مین ڈالدونگا اور آپس مین ایک دوسریکو قتل کرڈالیگا تو پھر سوای پتھر اور ریت اور مردون اور چوبہ
ہڈیونکے تمھارے ہاتھ اور کچھ نہ آوے گا امیر نے جب یہ سنا اور جانا کہ نا امید ہوکر جو کہتا ہی شاید سچ ہی
کر بیٹھے مناسب جانا کہ صلح کرلے اور مال اور اسباب لیکر اوسکو چھوڑ دے اب یمین الدولہ امین الملۃ بھی
صلح سے راضی ہوگیا اور اسپر صلح ہوئی کہ دس لاکھ درم سکہ شاہی اور پچاس ہاتھی اور چند قلعہ اور شہر
کہ اوسکے بیچ سلطنت مین واقع ہون امیر کو دیوے ایک معتمد امیر کا اوسپر مقرر رہے اور جبتک کہ یہ زر
صلح وغیرہ ادا کرے تب تک چند آدمی اوسکے خاندان کے امیر کے یہان بطور اول رہین گے
اور امیر نے تو زر صلح وغیرہ لے لیا اور یہ ٹھہری کہ شہرون اور قلعون پر چند دن بعد قبضہ دیگا امیر نے
جیپال کو دو رہبرون کے ساتھ اوسکے وطن بھیجا کہ سیدھی سیدھی راہ بتاوین اور کجروی اور گمرہی سے
بچاوین اور چند معتمد بھی اوسکے ساتھ کردیے کہ شہرون پر قبضہ کرین سو جب دور نکل آیا اور جانا کہ تقاضا
کچھ ہلکا ہوگیا اور گلے کی رسی ڈھیلی ہوگئی تو اوسنے ارادہ کیا کہ وعدہ خلافی کرکے دوبارہ جنگ کرے
اور امیر کے لوگونکو جو اوسکے ہمراہ تھے بدلے اون لوگونکے کہ امیر کے یہان بطور اول کے تھے قید کرلیا
اور امیر کو جو یہ خبر پہونچی تو اوسنے گمان کیا کہ یہ امر جھوٹ اور غلط ہی پر جب یہ خبر ڈر دبر پڑ گئی تو اوسکو
یقین ہوا اب اوسنے اپنی تلوار پھر تیز کی اور چند غلام اور مددگار اپنے رفیق لیکر اٹھا اور چلا کہ دیار ہندوستان
مین گھس آیا سو کوئی لڑنیوالا اوسکے سامنے نہ آیا نہ جیپال کا لشکر اور نہ اوسکا کوئی مددگار سبکو پیسا کچلتا
دلتا چلا آیا اور قصبہ لمغان کو جو حفاظت اور کثرت مال مین بہت مشہور ہی فتح کرلیا اور اوسکے ایکطرف
آگ لگادی اور فتح کرتا ہوا اور لوگونکو قتل کرتا ہوا آگے بڑھا اور قتل و خونریزی بہت ہوئی اوسکا او
اوسکے رفیقونکا بہت مال ہاتھ لگا تو اب وہانسے فتح کرکے اولٹا پھرا اور اطراف و اکناف مین خطوط فتح
جاری ہوے اور سب لوگ خاص و عام بہت خوش ہوے اور جیپال سنے جو اپنی عہد شکنی کی سزا پائی
اور دیکھا کہ اچھے اچھے سردار مارے گئے اور بے یار و مددگار رہگیا تو اوسکو بہت ندامت ہوئی اور اوسپر

گھوڑلوین سے گونگے ہوگئے اور کتے چلانے لگے اور لڑکے چیخنے لگے پھر امیر نے کچھ مال اوس سے لیکر
زرسالانہ مقرر کر کے پھر اوسکو ملک دیدیا اب امیر کے نام کے خطبے پڑھے جانے لگے اور ہر وارد و صادر
کو اوسکے حال سے علم ہونے لگا اور ایسے ہی غائب و حاضر کو بھی پھر اوسنے حملے اطراف ہند پر شروع
کیے کہ بلند پہاڑون پر جو قلعے تھے اور اونمین مال و دولت بہت تھا فتح کر لیے اور سب خزانے اپنی
مملکت مین لے آیا اور حدود ہندوستان پر فتح کرنے لگا کہ اونمین سوای ہندوون کے اور کوئی نہین تھا
اور اب تک اوسمین کوئی پادشاہ اسلام بھی نہ آیا تھا اور راجہ جیپال کو جو یہ خبر ہوئی کہ ایک شخص اوسکی مملکت
قبضہ کرتا چلا آتا ہے اوسکو ایسا قلق اور رنج ہوا کہ بیقرار ہو گیا اور زمین جیسی فراخ تھی ویسی ہی اوسپر
تنگ ہو گئی اوسنے اپنے کنبے اور سردار اور ٹھاکر اور تیز ہاتھیونکو اکھٹا کیا اور آمادہ ہوا کہ امیر سے
انتقام لیوے اور لمغان سے ہوتا ہوا بلاد امیر کے قریب جا پونہچا اور اوسکو اپنی طاقت اور قوت
پر بہت بھروسا تھا اور اپنے ذہن مین ایسے ایسے گمان کرتا تھا جو نہو سکین اور امیر نے جو سنا تو اوسکے
مقابلے کی تیاری کی اور اپنے دوستونکو اکھٹا کیا اور مردان آزمودہ کار کے لشکر درست کر کے غزنین سے
نکلا اور دیکھا کہ درمیان غزنین و لمغان کے ایک ایسا انبوہ ہے کہ گویا شب تاریک ہے اور امیر کے ساتھ اوس وقت
سلطان یمین الدولہ امین الملۃ بھی تھا اور جنگ شروع ہوئی اور چند دن تک متواتر جاری رہی
نیزہ بازی اور شمشیر زنی ایسی ہوئی کہ طرفین کے لوگ بیہوش ہو گئے اور قریب میدان جنگ کی جانب
اہل ہند ایک پہاڑی غوزک نام نہایت بلند تھی اور اوسکے گرد ابر محیط رہتا تھا اور اوسکے پاس پانی کا
ایک چشمہ نہایت صاف و پاک تھا کہ اوسمین نہ کچھ خس خاشاک تھا اور نہ کچھ ناپاکی تھی اگر اتفاقاً اوسمین کچھ
ناپاکی گر جاوے تو ابر اوسپر گھر جاوے اور ہوائین اوسپر چلین اور اندھیرا ہو جاوے اور ہوا ہی سرد
اوسکے گرد پھر جاوے اور ایسی تکلیف ہوتی ہے کہ گویا موت دکھائی دیتی ہے حکم ہوا کہ اوسمین کچھ
ناپاکی ڈالین تو اوسکے ڈالتے ہی اہل ہند پر قیامت برپا ہو گئی اور آسمان سے متواتر آگ پڑنے
لگی اور ابر سے کڑک ہونے لگی اور بہت سخت آندھی چلنے لگی خیمے سردی اور برف کے اوپر تن گئے
اور راستے گم ہو گئے اور گھاٹی بند ہو گئی اب لاچار فرمانبردار ہو گئے راجہ جیپال نے صلح کے لئے امیر کے
پاس قاصد بھیجا کہ کچھ مال لیوے اور جنگ موقوف کرے اور اپنا حکم ہمارے لشکر اور ہماری مملکت مین
جاری کرے امیر نے بھی چاہا کہ اوسکی یہ درخواست قبول کرے سلطان یمین الدولہ امین الملۃ نے

پراگندہ کردیا اور اونکو سوای ہزیمت کے اور کچھ نہ بن آیا یہ اللہ کا ایک احسان ہو کہ سوای سبکتگین ہے کے
اور کسی بادشاہ اسلام کو میسر نہین ہوا بیشک اللہ تعالی نے سب خوبیان اوسکو عنایت فرمائین اور اوسکی محنت
اور جانفشانی کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہ بادشاہت اوسکے بیٹے کو ہوئے اور یہ عزت اوسکے خاندان مین باقی رہے

ترکونکا چڑھ آنا امیر ابوالقاسم نوح ابن منصور پر اور اوسکا انکا لا جانا

امیر ابوالقاسم نوح ٣٦٥ھ سنہ ہجری مین سلطنت سامانیہ کا وراثتاً تخت نشین ہوا سب ارکان اور
امرای دولت اوسکی اطاعت پر متفق ہوگئے اور وہ مال کہ وزراء سامانیہ ابو الفضل بلعمی اور ابی جعفر
عتبی وغیرہ یعنی وزیران سابق نے بڑی محنت اور جانفشانی سے جمع کیا تھا سب خرچ کیا گیا اور
ابو الحسن محمد ابن ابراہیم ابن سیمجور سپہ سالار نیشاپور سے درخواست کی گئی کہ ابو القاسم نوح کی
پادشاہی پر راضی ہوکر اوس سے بیعت کرے اور یہ نسبت اور ارکان دولت کے اوسکا وظیفہ زیادہ
کیا گیا کہ اوسکی طبیعت اوسپر نرم ہوئی اور اوسنے بیعت کی چونکہ ابھی بادشاہ کم عمر ہی اس لیے
ابو الحسین عتبی وزیر مقرر ہوا کہ یہ شخص نہایت شفقت سے کفیل کار اور مددگار رہے گا اور بہ توفیق
خداوندی اوسنے ایسی تدبیر کی کہ سب کام درست ہوگئے اور سب لوگ خوش ہوے اور سب حدود اور اطراف
مملکت کا انتظام کیا گیا اور ہیبت سلطنت کی شرق اور غرب اور بعید اور قریب خوب ہوا بندھی اور
امیر عضد الدولہ تاج الملت کہ قدر اور منزلت اوسکی مشہور و معروف تھی اور ولایت اوسکی خوب آباد اور
تھا اور اوسکی بہت تیز کارگزار ابو الحسین عتبی کے ہر امر مین رضامندی اور دلجوئی کرتا تھا اور ہر حکم و فرمایش
کہ وہ لکھ بھیجتا تھا پسند کرتا اور بجا لاتا اور سرکشی اور بغاوت کا خیال اوسکو اکثر آتا تھا پر جب انجام پر غور
کرتا تھا تو لاچار نرمی قبول کرتا تھا اور احمد خوارزمی عتبی کا خواص جو اس کام پر نوکر تھا کہ ہر سال ملکے اور مدینے
جایا کرے اور وہانکے ساکنین اور مستحقین کو وظیفہ تقسیم کیا کرے مجھ سے کہتا ہو کہ ایک روز مین خراسان
سے آتے ہوے عضد الدولہ کے پاس چلا گیا تو بطور رسم اور تذکرے کے اوسنے مجھ سے ابو الحسین کا
حال پوچھا اور اوسکی استقامت اور خوبی کفالت کا ذکر کیا پھر کہا کیا فرمایش ہی میںنے فہرست اسباب
مطلوبہ کی پیش کی کہ اوسمین ایکہزار تھان بلودار منقش قابل استعمال امیر ابو القاسم نوح کے اور پانسو تھان
منقش ابو الحسین عتبی کے لئے اور ایسے ہی پانسو تھان ابی العباس تاش دربان کے لیے درج تھے
جب اوسکو تامل اور غور سے دیکھا اور جو کچھ کہ اوسمین تھا معلوم کیا تو اوسکو نخوت پیدا ہوئی اور بسبب اپنی

ایک قیامت ہوئی اور چند روز حیران رہا کہ کیا تدبیر کرے اور ادبار کیونکر دور کرے اور اقبال دوبارہ
کہانسے لاوے اور اوسکو غیرت ہوئی کہ اپنا انتقام لیوے تو بہت سوچا اور انجام مین خوب غور کی اور
جنگ کا عزم مصمم کیا اور سبکو بلایا اور اکھٹا کیا اور ایک لاکھ یا زیادہ آدمی تیار کیے اور امیر کو جو یہ خبر ہوئی
تو جھٹ اوسکا استقبال کیا اور مسلمانون کو پھر جنگ پر آمادہ کیا اور نہایت اطمینان سے چلا کہ دونو لشکر
قریب ہو گئے امیر کو ایک بلند گھاٹی پر چڑھ گیا دیکھتا ہی کہ لشکر ہنود مثل چیونٹیون یا ٹڈیون کے پھیلا ہوا ہی
تب تو امیر کو کچھ ڈر لگا جیسے بھیڑ یا بکریون کے ریوڑ سے یا بھوکا شیر پراگندہ چوپایون سے کبھی ڈر جاتا ہی اور پھر اپنی
فوج کو اوبھارا تو وہ اپنے بادشاہ کی حمایت پر موجود ہوئی اور یہ حکم دیا کہ پانچ پانچ سو آدمی جو خوب تیر انداز
ہون حملہ کرین کہ جب یہ جنگ اچھی طرح کر چکین تو لشکر گاہ سے ایک اور پانسو مرد جنگ گاہ مین آوین
کہ وہ آرام کرین اور یہ اونکی جگہ کام کرین اور جب انھون نے خوب کام کیا تو پھر دوسرا گروہ پانسو مرد کا خوب
لڑتا پیستا دلتا ہوا آیا اور یہی حال رہا یہانتک کہ لشکر ہند چیخ اٹھا اور پھر مسلمانون نے یہ ارادہ کیا کہ سب
اکٹھے ہو کر ایکبار حملہ کرین اس سے لشکر ہند کے قدم اوکھڑ جائینگے سو اسوقت آتش جنگ خوب بھڑکی
اور سردار اور سپاہ سب متفق ہو گئے صفین جگہ پر نہ رہین اور سوای تلوار کے سب ہتھیار بیکار ہو گئے
اور اسقدر مختلف زد و ضرب ہوئی کہ کسیکی کھوپری کہین ہی اور کسیکی آنکھ کہین گئی اور ایسا غبار اوٹھا کہ
آدمیونکی شناخت اور دکھائی دینا دشوار ہو گیا اور کچھ تمیز تلوار اور نیزے مین اور آدمی اور ہاتھی مین اور
مسلمان اور ہندو مین نہ رہی جب یہ غبار ہٹا تو معلوم ہوا کہ ہندو کو شکست ہوئی اونکا سب اسباب ہاتھی
گھوڑے برتن ہتھیار لباس وغیرہ رہگیا اور جنگل کشتون سے بھر گئے اہل ہند بہت تو تلوارون سے مارے گئے
اور بہت تیرون سے اور بہت تلوار اور تیر سے زخمی ہوے اور بہت صرف خوف اور دہشت سے
مر رہگئے یہ ایک دستور قدیم سے جاری ہی اسمین کبھی خلاف نہین ہوا یعنی ایک قوم کی ترقی دوسری
قوم کی تباہی پر موقوف ہی۔ اور ہنود نے اپنے سر کی چوٹیان ہلائین کہ اب امان ہووے اب یہ ملک
خاص امیر مرحوم کی ملک خاص ہو گیا اور دولت برس پڑی اور خزانے اوسکے لیے کھل گئے اور دو سو ہاتھی
جنگی ہاتھ لگے کہ اونسے اوسکے لشکر کی رونق ہو گئی اور قوم افغان اور خلج سب اسکے تابع ہوے کہ
اونمین سے ہزارونکو اپنی خدمت مین رکھا اور جب جاڑا آیا اور اوسوقت امیر ابو القاسم نوح ابن منصور والی
خراسان کی اعانت اوسپر واجب ہوئی اور جن ترکون نے کہ امیر نوح کو نکالدیا تھا اونکو اس نے مار کر

مقرر کیا کہ سواری منصور ابن نوح کے ساتھ متعین رہے اور اوسکے سب امور کا نگران ور اوسکے احکام مین
شریک رہے سو یہ بھی تدبیر مملکت اور حفاظت ہیبت سلطنت مین اونکا شریک ہو گیا اور خراسانکی سپاہ سالاری
فقط ابو الحسن محمد ابن ابراہیم ابن سیمجور کو دیگئی سو یہ شخص تنہا تنہا حمایت ملک اور جلدو اور سیاست خلق
مین مصروف ہوا یہانتک کہ دشمنونکی شرارت جڑ سے اوکھاڑ دیگئی اور اونکی آستین اور گریبان سب پارہ پارہ ہوگئے
پھر یہ سلطنت مثل سلطنت سجستان کے تباہ ہوئی اور قصہ اسکا یہ ہے کہ خلف ابن احمد ۳۵۳ ہجری مین حج کرکے
جو واپس آیا تو طاہر ابن الحسین کو بجاے اوسکے منصرم سلطنت تھا اوسکی سلطنت دبا بیٹھا اور رعایا اور فوجکو
ملالیا پس منصور ابن نوح نے مناسب جانا کہ خلف ابن احمد کی مدد کیجاوے اور اوسکی تکلیف اور دقت دور
کیجاوے اور جو فوج اوسنے مانگی وہی اوسکو دیگئی کہ اوسکو اوسکے گھر پر پھر پونہچا دین اور اوسکی مملکت اوسکو
پھر دلادین جب طاہر نے یہ سنا کہ اسطرح مدد اور فوج آتی ہے وہ اسفراز کیطرف بھاگ گیا اور خلف
اپنی جگہہ پر قایم ہوگیا اور اپنے ہتھیار لڑائی کے کھولڈالے اور فوجکو رخصت کیا اب پھر طاہر چڑھ آیا اور خلف کو
نکالدیا اول وہ بادغیش گیا اور پھر منصور کے پاس فریاد اپنی مصیبت کی لیکر آیا امیر نے اوسکی خوب
خاطر جمع کی اور اچھی طرح اوس سے پیش آیا اور بہت فوج اور لشکر اوسکے ساتھ کر دیا کہ سجستان پر جاوین
اتفاقاً طاہر اپنے بیٹے حسین کو اپنی جگہہ پر چھوڑ کر مر گیا اب خلف نے اوسکو آگھیرا اور لڑنا شروع کیا صبح و شام
بہت کوشش اور محنت سے لڑتا رہا یہانتک کہ بہت لوگ طرفین کے مارے گئے اور مدت تک لڑائی
جاری رہی تو حسین نے بخارا عرضی بھیجی کہ مین نے مخالفت سے توبہ کی اور میرا قصور معاف ہووے
اور چاہتا ہون کہ اگر اس تکلیف سے مجکو رہائی ہووے اور گلے کی رسی ڈھیلی ہووے تو حاضر دربار
ہوکر زمین بوسی کرون امیر نے یہ درخواست قبول کی اور دربار مین آنیکی اجازت دی۔ اب پھر سلطنت
سجستان خلف ابن احمد کو ملی اور اوسنے مدت دراز تک سلطنت اور حکمرانی کی اور بہت عزت
حاصل ہوئی اور اوسکے قلعے دولت سے پر ہوگئے اور اب بخارا سے کچھ علاقہ نرہا بلکہ حقوق احسان
جو اوسپر واجب تھے اونکو ٹالنے لگا اور جو احکام کہ بخارا سے اوسپر صادر ہوتے تھے اونکو حقیر جاننے
لگا۔ اب حسین ابن طاہر بسرداری فوج خراسان اوسکے مقابلے کو بھیجا گیا قلعہ ارک مین اوسکو
آگھیرا اور بہت مدت تک لڑائی جاری رہی پھر کچھ فائدہ نہوا اور کوئی راہ فتح کی نملی اور ابو الحسین
عتبی مدد پر مدد اور رسد پر رسد اوسکے پاس بھیجتا تھا اور منجملہ سپہ سالارون کے کیتاش اور

غیرت اور عزت سے جوش آیا اور نہایت غضبناک ہوکر جواب دیا کہ اگر ابو الحسین عتبی اپنی اور اپنے والی کی سلامتی چاہتا ہی تو اوسکے اور اوسکے والی کے حقمین بہتر ہی کہ ان فرمایشون سے مجکو تکلیف نہ دیا کرے ورنہ تیرے پونہچنے سے پہلے مین دریاے جیحون پر گھوڑون کا طویلہ اور نیزدن کا قیام گاہ اور لشکر کا فرودگاہ بناے دیتا ہون سو مین اوسکی سطوت اور شوکت سے ڈرتا ہوا اٹھا اور ہیبت اور دہشت کے مارے قدم گھسیٹتا چلا اور سوار ہوکر اپنی فرودگاہ پر آیا جب سفر حج قریب ہوا عضد الدولہ نے مجکو بلایا مین اوسکے پاس گیا اور اچھی طرح باادب اوسکے سامنے بیٹھا اور سواے قاعدۂ مقرری کے خوب خندہ پیشانی ہوکر یہ کہا کہ ہمنے موافق فہرست کے حکم کردیا ہی ہمکو ناراض ہونا ابو الحسین کا ناپسند ہی کہ یہ دوستی کے خلاف ہی سو تم بھی کاریگرون پر تاکید کرتے جانا کہ تمھارے آنے تک تیار کردین مینے اوسکے کہنے کے موافق کیا اور پھر آیا اور اجناس مندرجہ لیکر بخارا کو روانہ ہوا اور بہت شاعرون نے شیخ ابو الحسین عتبی کے لیے قصیدے مدح کے لکھے ہین خصوصاً ابو طالب مامون نے بہت قصیدے اوسکی مدح مین لکھے ہین منجملہ اونکے یہ شعر ہین شعر

مدد کرتا ہی عتبی اسطرح سے ۔ نہین کرتا کوئی ایسا جہان مین
نہین تیزی رہی سیف و سنان مین ۔ مدد کرتا ہی جس لشکر کی اوسکی
اجازت اونکو گر ملجاے فوراً ۔ تو گھس جاتین وے باغ دشمنان مین
یہ اوسکے عقل کی تیزی ہی مشہور ۔ نہین ہوتی ہین تلوارین میان مین
ہی عتبہ کی تلوارونکی برکت ۔ خلافت ہو گئی روشن جہان مین

اور ابو العباس نے بات کو بڑی بالی ملی اور اوسکو سب کام ہلینے کے اور سرداری بادشاہ کی اور درمیان پادشاہ اور امرای سلطنت کے پیغام رسانی اوسکو سپرد ہوئی کہ اونکی حاجات ادا ہوتی رہین لوگون کے دلمین اوسکی محبت جم گئی اور اوسکی سرداری سے سب خوش ہوے اور ابو الحسین نے اوسپر دروازے بخشش کے کھولدیے کہ اوسکے پاس مال بہت ہوگیا اور اوسکو خوب تقویت اور قوت حاصل ہوئی اور ابو العباس تاش ابی جعفر عتبی کا غلام تھا اور چونکہ وہ بہت ہوشیار اور عقلمند تھا اور عادتین اوسکی بہت پسندیدہ تھین اس لیے عتبی نے اوسکو امیر ابو صالح منصور ابن نوح کی خدمت مین بصورت سوغات بھیجدیا تھا سو اوسکی قوت بازو اور یاوری سے ابو الحسین نے اوسکو اپنا مددگار بناکر سب کام درست کرلیے اور درجہ بدرجہ اوسکو اوس درجے پر پونہچایا کہ جسکا نام قوت اور غلبہ تھا اور سب کام آستانۂ دولت کے اوسکی مددگاری اور اعانت سے بہت اچھی طرح خوبی و جمال اور ہیبت و جلال اور استقامت اور اعتدال سے جاری ہوے اور ابو الحسین فائق کو بحق قدیم خدمت خاص پر

اولاد اور احباب منصور ابن نوح کی خوشامد منظور تھی اور حقیقت مین فریب اور دھوکا تھا کہ نہایت واقف
اسرار اور بہت تجربہ کار تھا اور بہت جلد قہستان چلا گیا تاکہ دیکھے کہ نیا امر کیا پیدا ہوتا ہے اور کیا تدبیر ہوتی ہے
اور وہان پونہچتے ہی خلف ابن احمد پر بھیجا گیا اور اسمین اور خلف مین بہت مدت سے دوستی کامل تھی
سیمجور نے خلف کو یہ رائے دی کہ اپنے قلعے سے نیچے اوتر آوے اور کسی اور قلعہ محفوظ مین چلا جاوے
کہ ظاہر مین یہ لوگ فتح حسین ابن طاہر کی سمجھکر یہان سے چلے جاوینگے اور جب میدان خالی ہوگا پھر آکر اپنے
قلعہ پر قابض ہو جانا اور جو کچھ ہو سکے اپنا انتقام لینا اور حکم اپنا بدستور جاری کرنا خلف نے یہ مشورہ
قبول کیا اور قلعہ طاق مین چلا گیا اور ابو الحسن سیمجور قلعہ ارک مین داخل ہوا اور خطبہ بنام امیر رضی
کے پڑھا اور امیر رضی کو لکھا کہ اللہ نے یہ فتح میرے ہاتھ پر دی اور یہ امر مشکل میری کوشش اور محنت
سے آسان ہوا اور حسین ابن طاہر کو اوسپر امیر مقرر کیا اور اوسکی عملداری جاری ہو گئی اور
سیمجور پھر وہان سے چلا گیا اور باقی ماجرا ابو الحسن سیمجور کا ہم آگے لکھینگے

ذکر حسام الدولہ ابو العباس تاش دربان کا اور مقرر ہونا سپہ سالار یکا اوسکے لیے

ابو العباس تاش بخارا سے نیشاپور بھیجا گیا کہ لشکر و نکی سرداری اور مملکت کی درستی کرے اور
اوسکی مدد کے لیے فائق خاص اور نصر ابن طغرالی اور بنی مالک اوسکے ساتھ کیے گئے اور
ارکان دولت اور امرای سلطنت اوسکے فرمانبردار کیے گئے اور جو کچھ کہ اوسنے مال اور مستعد
اور اسباب اور سامان طلب کیا سب دیا گیا اور پندرھوین شعبان اکسٹھ ہجری کو خوب شوکت
و سامان اور نہایت ہیبت وشان سے نیشاپور پونہچا اور اپنی عقل سے خوب تدبیر کی اور سب متفرقات کا
نہایت احتیاط سے انتظام کیا اور ایسی نرمی سے سیاست اور ریاست کی کہ سبکو اپنی طرف متوجہ
کر لیا اور اتفاقاً انھین دنون شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر اور فخر الدولہ ابی الحسین علی ابن بویہ
اوس جنگ سے جو انمین اور مؤید الدولہ بویہ مین واقع ہوئی تھی فارغ ہو کر نیشاپور پہونچے اور فخر الدولہ اور
عضد الدولہ ابو شجاع دونو بھائی تھے انکے باپ رکن الدولہ نے وصیت نامہ لکھا تھا اور اوسپر
عمل کرنیکے لیے ایک عہدنامہ ان دونو سے لکھایا تھا کہ جسکا ذکر ابو اسحاق صابی نے اپنی کتاب
معروف تاجی مین کیا ہے تو فخر الدولہ نے چاہا کہ عضد الدولہ ابو شجاع کو اوسکی ولایت سے جو بوصیت
پدری اوسکے پاس ہے نکالدے اس لیے یہ جنگ برپا ہوئی تھی لیکن عضد الدولہ نے خفیۃً

بکتاش اور برادران حسین ابن مالک اور اور ارکان دولت اور امرای سلطنت وہان موجود تھے اور
کسیکی کوشش سے کچھ فائدہ نہوا کیونکہ قلعہ بہت سخت تھا اور فصیل بہت مضبوط تھی اور نالون اور کھاٹون مین سے
راستے بہت دشوار تھے اور اوسکے گرد ایک خندق تھی کہ سوار کو اوسکا پھاند جانا اور پیادے کو کود جانا
بہت دشوار تھا اور خلف ابن احمد ایسے حیلون سے لڑتا تھا کہ گمان مین نہ آسکین اور جبر سے شبخون کا
ہوتا تھا اور گویا بہ مین سانپ چھینکتا تھا اور اسی طور پر سات برس گذرے کہ مردان کار مرنے لگے اور مال تباہ
ہونے اور سرمایہ ضائع ہونے لگا اور سوار اور سواریان ہلاک ہونے لگین پس اسوقت سے سلطنت کا
زوال شروع اور سستی بندوبست کا وقوع ہوا ہر امر کی ایک مدت ہی اور ہر قوم کا ایک زمانہ ہی اور ہر سلطنت
کی انتہا ہی اللہ جسکو چاہے مٹا وے اور جسکو چاہے رکھے اوسکے پاس کتاب احکام کی موجود ہی اور بعضی اپنی
ارکان دولت نے ذکر کیا کہ اسوقت سپاہ سالار ابو الحسن سیمجور نیشاپور مین اپنے گھر بیٹھا ہوا ہی اور اس تکلیف
و نقصان کا تدارک نہین کرتا ہی اور سلطنت کے امور مصلحت مین دخل نہین دیتا ہی اور یہ بھی کہا کہ امیر
منصور نے کسقدر احسان اوسپر کیا ہی کہ وہ اپنے مکان پر موجود ہی اور پادشاہ کی مدد نہین کرتا ہی اور
اوسکو لکھ بھیجا کہ تو موقوف ہوا اور یہ عہدہ سپہ سالاری کا ابو العباس تاش کو دیا گیا جب یہ پیغام اوسکو
پونہچا اور سب حاضرین کے روبرو یہ حکم بیان کیا گیا تو غیرت سے قبول نکیا اور اوسوقت غرہ سرکشی
اور آوازہ مخالفت ظاہر کیا خاص اپنے لیے سب امور سلطنت کا دعوی کیا کہ اوسکو اپنی قوت پر
اعتماد اور بھروسا تھا اور اپنی اولاد اور اپنے بھائیون پر اور اپنے لشکر اور سپاہ پر اوسکو گھمنڈ تھا پھر
رات بھر تدبیر سوچی اور فکر کی تو اب یہ خیال آیا کہ لوگ یہ کہین گے کہ جس سلطنت مین بوڑھا ہوا اور مدت
تک نوکر رہا اوس سے نافرمانی اور سرکشی کی اور اون نعمتون کا بھی جو مخالفت مین پیدا ہوتی ہین تصور آیا
کہ جان کا آرام اور آنکھونکی نیند جاتی رہتی ہی اور مال جو جمع کیا گیا ہی چھین جاتا ہی تو مناسب جانا کہ اس
حکم کو قبول کرے کہ اسمین سلامتی تصور ہی اور قاصد کو بلایا اور جو کچھ کہ پہلے کہا تھا اوس قصور کی معافی
کی درخواست کی اور طاعت و اطاعت نہایت نیازمندی اور مستمندی سے ظاہر کی اور کہا کہ مین وہ
درخت ہون جو خود پادشاہ نے لگایا تھا اور اپنے آب کرم سے مجکو سیراب کیا تھا تو پادشاہ کو اختیار
ہی کہ اپنے درخت کو باقی رکھے کہ اوسمین پھل لگین یا اوسکو اوکھاڑے اور سوکھا کر آگ مین جلا دے یہ کہکر
نہایت طاعت اور نرم کلامی سے اوسکو رخصت کیا اور ظاہر مین بہت لطف اور نرمی کی کہ

کہ رستہ میں فخر الدولہ سے ملاقات ہوئی اور اس جگہ انکے سب لوگ شکستہ حال اکھٹے ہو گئے اور یہ حال
ان دونو کا ابو العباس تاش نے امیر ابو القاسم نوح ابن منصور والی خراسان کو لکھا کہ یہ آپکی سلطنت مین آنیکا
قصد رکھتے ہین اور آپسے مدد اور اعانت کی آرزو کرتے ہین کہ جو ملک انکا انسے چھین گیا ہی وہ بغلبہ دولت
آپ کے دلایا جاوے پس امیر نے ان دونونکو خط لکھا کہ جس سے اونکو سہارا معلوم ہووے اور اونکا
دل خوش اور مطمئن رہے اور ابو العباس کو لکھا کہ انکی خوب عزت کیجاوے اور اونکی تعظیم و تکریم کرے
اور ایسی جمعیت انکے ساتھ کر دے کہ یہ دونون اپنے گھر کو بخیریت جاوین سو ابو العباس نے حکم بجالایا اور ہر طرف سے
سوار ونکے پرے کے پرے آنے لگے جب اچھے اچھے مردان کار اکھٹے ہو گئے تو اوسنے ارادہ کوچ کا
لیا اور نیشاپور سے بارادۂ جرجان چلا کہ ولایت امیر شمس المعالی کی مؤید الدولہ سے چھیننے پہلے تو یہ مصلحت
سوجھی کہ قومس اور رے پر فائق کو بھیجے کہ مؤید الدولہ کی رسد اور مدد اسطرف سے روکے اور اودھر کے خبر
اسکے پاس نہ آنے دے کہ ان دو وجہ سے اسکو تشویش ہوگی اور اپنا لشکر اودھر بھیجیگا پھر ہم دونون جانب سے
اسکو گھیر لینگے سو فائق اسطرف گیا اور پھر اسکو یہ امر بہتر معلوم ہوا کہ ایک جانب سبکا اکھٹا ہونا اور ایک دوسرے
کی مدد پر رہنا اچھا ہی اس لیے فائق کو پھر اپنے پاس آزادوار پر بلا لیا اور سب نے متفق ہو کر آگے چلنے کا ارادہ
کیا اور حسام الدولہ تاش مع اس لشکر کے جرجان کو پہنچا اور انکے ساتھ شمس المعالی اور فخر الدولہ بھی تھے
یہ سب تو جرجان کے باہر رہے اور مؤید الدولہ اوسکے اندر محفوظ رہا اور اوسکے گرد ایک گہری خندق تھی اور
رستہ معلوم نہ تھا اور گھاٹون اور درون پر نگہبان پڑے ہوے تھے اس لیے یہ سب رک رہے اور
یہ لڑائی اسقدر دراز ہوئی کہ دو مہینے ایسے گزرے جیسے ایکدن گزرتا ہی اور لڑائی اور کمربندی برابر جاری
رہی اور شہر کے اندر خوراک نبڑ گئی کہ دیلمی لوگ حیران ہو گئے کہ نہ قوت ہی اور نہ قوت ہی اور یہ نوبت
پہنچی کہ جو کی بھوسی جو مٹی اور کیچڑ مین مخلوط ہوتی تھی کھانے لگے اور مجکو معلوم ہی کہ اہل دیلم جو خط روی
بھیجتے تھے اوسمین اپنی تنگی اور لاغری کا حال لکھتے تھے اور اپنے خطوط مین ٹکڑے روٹی کے کہ مثل
روشنائی کے سیاہ تھے لپیٹتے تھے یعنی جتاتے تھے کہ ہمارا یہ حال ہی اور دونون لشکر آپسمین بھڑ گئے اور فخر الدولہ
لشکر کے بائین جانب علی ابن کامتہ سپہ سالار مؤید الدولہ کے مقابلے پر تھا سو خوب داد دلاوری اور
بیہودہ کاری کی دی اور اوسپر حملہ کیا اور زخمی ہوا اور ہزیمت پا کر استر آباد کو گیا اگر فخر الدولہ کو اسوقت
پھر بھی مدد ملتی تو بیشک فتح کر لیتا اور جنگ تمام کرتا پر سب لشکر نے حسد کیا اور اسکو تنہا چھوڑ دیا اور

فخر الدولہ کے لشکر کو اپنی طرف ملا کر اوسکی مخالفت پر خوب برانگیختہ کر دیا اور فخر الدولہ ابھی ہمدان مین تھا
کہ دونو لشکر کا مقابلہ ہو گیا تو جھٹ پٹ لشکر فخر الدولہ کا عضد الدولہ کے پاس امان کے لیے چلا گیا اور
فخر الدولہ سے سب بیوفا پھر گئے جب فخر الدولہ نے دیکھا کہ لشکر نمک حرام نے مجکو چھوڑ دیا اور کل کے
دن اپنے چچا کے بیٹے بختیار کا حال دیکھ چکا تھا کہ کسطرح بیرحمی سے قتل ہوا تو اونکو چھوڑا اور حیران
پریشان دیلم کیطرف اپنی جان بچا کر چلا اور جو گھاٹیان اور راستے کہ اونمین ہر وقت یہ خوف تھا کہ شاید
کوئی جاسوس یا کوئی کردی یا اعراب پکڑ لیگا سب چھوڑ دیے اور مسافت طے کرتا ہوا جرجان پونچا
یہانتک کہ شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر کے پاس ملتجی اور امن کے لیے حاضر ہوا قابوس نے اوسکو امن دیا
اور خوب عزت سے اوسکو رکھا گویا اپنا سایہ اوسکا فرش کیا اور اوسکی آرزو سے زیادہ کچھ اوسکو دیا اور
اپنے ملک مین اوسکو شریک کیا اور اپنی مملکت کہ نہایت نفیس چیز ہی اور اسکے دینے پر اسکو دریغ ہوتا ہی
اوسکو سپرد کر دی کہ اوسکا مال اور اوسکی جان دشمنونکے فساد سے بچے اب عضد الدولہ اور مؤید الدولہ نے
قابوس کے پاس پیغام بھیجا کہ فخر الدولہ کو ہمارے حوالے کیجئے اور اوسکے بدلے اتنا مال لیوے اور اسقدر
ملک لیکر اپنی ولایت مین شامل کر لے اور علاوہ اسکے اور پیمان اور اقرار نئے سر سے کر لے کہ ہم
ہر وقت فراغت اور تکلیف مین باعانت موجود ہونگے قابوس نے انکو یہ جواب دیا کہ امید بھی رشتہ
قرابت ہی اور اوسکا وفا کرنا کرم ہی اور امان کے لیے ہمارے یہان ایسی حرمت ہی کہ اوسکا ضائع کرنا دین
مروت اور شریعت فتوت مین ہر گز مناسب نہین اگر کوئی فخر الدولہ کا قصد کریگا تو قریب ہی کہ اوسپر
تلوارین چمکتی ہونگی اور نیزہ زرد رنگ نوچین گے یہ جواب سنتے ہی انکو غصہ آیا اور آمادہ ہوئے
کہ اس سے لڑکر ملک چھین لیوین اور عضد الدولہ نے اپنے بھائی مؤید الدولہ کو لکھا کہ حاجت سے زیادہ سپاہ
اور مال لیکر قابوس پر کوچ کرے سو مؤید الدولہ دیلمی اور ترکی اور عربی لشکر لیکر رے سے جرجان چلا اور
طبرستان کے شہرون پر اپنا قبضہ اور تصرف کرتا ہوا استرآباد پر پونچا اور شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر اوسکے
مقابلے پر جلد آپونچا اور دونون لشکر جمع ہو گئے اور صبح سے زوال تک لڑائی خوب ہوئی کہ فرش مین
مردان کارزار کے خون سے سرخ ہو گیا اور لشکر جیل یعنی ترک پر ایسی تکلیف پڑی کہ اونسے صبر نہو سکا
اور قدم اوکھڑ گئے اور پریشان اور متفرق ہو گئے شمس المعالی اپنے ایک قلعے مین کہ اموال کثیرہ سے
پر تھا چلا گیا اور اس مسافرت مین اوسکے سامان سے اوسکو بہت مدد ملی اور پھر نیشاپور روانہ ہوا

فی البدیہہ کہنے مین چست ہی اور کلام واقعہ کہنے مین درست ہی اوراپنی اخیر عمر مین شمس المعالی پاس جرجان گیا
کہ اوسنے اپنے خواص مین اوسکو نوکر رکھ لیا آخر وہین مرگیا اور یہی شمس المعالی کی مدح مین جو اوسنے قصیدہ
کہا تھا اور ابو الحسن جوہری جرجانی نے اوس ہاتھی کا حال نظم کیا ہی جو کیچڑ اور دلدل
مین دھس گیا تھا - کہ جسکا شروع قصیدہ یہ ہی مورخ کہتا ہی کہ ہرند نام نہر جرجان کی ہی جسپر سبب
لڑائیان واقع ہوئی تھین اور یہ نہر زمین جرجان مین ایسی پیچیدہ جاری ہی کہ جیسے بہت بڑے
پیچدار سانپ ہوتے ہین اور چشمہ اس نہر کا دینار زار و یہ پہاڑ ہی چشمے پر چشمے اس سے
نکلتے ہین کہ یہ نہر بھر جاتی ہی اور پتھرونکو لڑھکاتے ہین اب ابو الحسین عتبی نے فرمان بہ فرمان حاکمان
خراسان پر بھیجے کہ سب آوین اور اپنے اپنے لشکر لاوین تا مرو پر جاوین کہ وہان سب جمع ہووین اور
وہانسے مع اس سب انبوہ لشکر کے اس خرابی کے دور کرنے پر اور اس شکستگی کی بستگی پر اور اس دھبہ کے
کے مٹانے پر متوجہ ہووین اور ملک کی پھر رونق حاصل کرین اور پھر اس کام کی درستی مین کوشش
کرنے لگا نیشاپور کو اچھے اچھے وعدے لکھکر فرمان جاری کیے اور امیر رضی نے اوسکو ایک خلعت دیا
کہ تدبیر قلم اور شمشیر دونو نکی کرے اور سوا ے لباس وزارت کے لباس ارباب فوج بھی اوسکو پہنایا
کہ یہ دونون عہدے اوسکو دیے گئے پر یہ خلعت اوسکی موتکا سبب ہوا قصہ اسکا یہ ہی کہ ابو الحسن سیمجور نے
فائق سے شکایت کی کہ ابو الحسین عتبی اوسوقت سے میرے قتل کے در پے ہی کہ اوسنے مجکو خدمت سے
موقوف کیا ہی اور ہمیشہ اس گہات مین لگ رہا ہی کہ مجھپر کچھ آفت لاوے فائق نے امیر کے غلامونکو
اشارہ کردیا جو سب بیوقوفی مین یکسان تھے اور شور و شغب اور اجرای کار صرف بزور بازو جانتے تھے
اور عقل سے کچھ اونکو بہرہ نہ تھا اور خفیہ اونکو لالچ دیا اونھون نے آپسمین مشورہ کیا کہ ابو الحسین عتبی
قتل کیا جاوے اور جو حمایت عتبی کے کرتا تھا یا عتبی اوسکی حمایت کرتا تھا اوسکو بخارا سے نکال دیا
اور کسی طرح اس تدبیر کی خبر ابو الحسین عتبی کو ہوگئی اب اوسکو اپنی جان کا ڈر ہوا پھر عتبی نے اس حال
کی شکایت امیر رضی سے کی کہ لوگ میرے قتل کی فکر مین ہین امیر رضی نے یہ سنکر اپنے چند سپہ سالار
بھیجدیے کہ عتبی کو حفاظت سے اوسکے گھر پونہچا دیوین لیکن خبر جو ان لوگونکو ہوئی تو بازو اور پیچہ
لگا کر اوسکے پیچھے دوڑے اور تلوارین اور گرز اوسپر اتنے مارے کہ آخر اوسکو مار ڈالا اور جو پرا چورا
کردیا اور جو لوگ کہ عتبی کے ساتھ تھے اپنی جان بچا کر الگ ہوگئے اور اوسکا یہ حال ہوگیا اور اوسکو

منجملہ لشکر دیلم کے ایک گروہ نے اوباش خراسان پر جو غارت اور لوٹ مین مصروف تھے حملہ کیا اونکو بھیر کر
قتل کر ڈالا اور بعد اسکے ابو سعید شیبی ابو العباس تاش پر مردان خوارزم کو جو خوب دلاور اور تیر انداز ہین لیکر آ پہنچا
اب ان دونون مین لڑائی چمکی اور وہ تیر اندازی ہوئی کہ یا دانت ٹوٹتے تھے یا آنکھین پھوٹتی تھین اور دیلم
کی نامردی ظاہر ہوئی پھر اکدن تک رہے باقی ہمیشہ جنگ قایم اور جاری ہی کہ ہر شخص اپنا انتقام لیتا تھا
اور ابو الفضل منجم ہروی نے مؤید الدولہ سے کہا کہ جبتک مریخ درجہ ہبوط پر پہنچے انکو روکے رکھے کہ اوسوقت
پھر ایک حملے مین یا فتح ہوگی یا شکست سو مؤید الدولہ نے یہ بات اپنے ذہن مین رکھی اور منتظر اوسوقت
رہا رمضان ۳۷۱ہجری بدھ کے دن اپنا اور اپنے بھائی کا لشکر سب اکھٹا کیا اور اہل خراسان کو
گمان تھا کہ یہ ایک ابر ہی جو ابھی پراگندہ ہوجاویگا پر جب دیکھا کہ یہ تو ایک ابر ہی جو نہ برسے اور نہ چلا جاتا ہی
دیلم کے لوگ خندق کے اودھر سے میدان مین آئے اور یہ سخت کارزار دیکھکر بہت بیقرار ہوے آب
آتش جنگ بھڑکی اور ضرب نیزہ و شمشیر چلنے لگی اور لوگ آپس مین یہ کہنے لگے کہ مؤید الدولہ نے فائق
اور اوسکے ہمسر سردارونکو خفیۃً یان بھیجکر حیلہ و مکر سے ملا لیا ہی کہ وہ اونکی موافقت سے جنگ میز
معین سہل انکاری اور سستی کرتے ہین اور بلکہ جب دیلم نے جو انپر حملہ کیا تو یہ سب بھاگ گئے اور صرف
حسام الدولہ تاش اور فخر الدولہ باقی رہگئے کہ بچین لشکر کے تلوار اور گرمی سے لڑتے تھے اور اپنی صدق
نیت اور ثبات خاطر سے اونکے حملونکو دور کرتے تھے کہ اتنے مین آفتاب غروب ہوگیا اور سب
بھاگ گئے اور پریشان ہوگئے فخر الدولہ نے تاش سے کہا کہ زیادہ ٹھہرنے سے اس جگہہ خوف ہی کہ
ہر طرف سے قتال کی کثرت ہی اور ہر جانب سے اہل طمع ہمپر متوجہ ہین سو تاش نے بھی جنگگاہ سے
ارادہ کیا کہ لشکرگاہ مین چلا جاوے تو وہ ہاتھی جو لشکر کا قلعہ تھا کسی جوہڑ اور دلدل مین دھس گیا
تو لاچار ہاتھی کو اوسی حال مین چھوڑ کر اپنی جان سلامت لیکیا اور پھر لشکرگاہ کو بھی فوج سے خالی دیکھا
اور سب مال اور سب سامان جنگ اور غلامان قلعہ اور غلہ چھوڑ کر اسی حال سے نیشاپور پہنچا اور
راتکو وہان داخل ہوا اور یہ سب واقعہ اور اپنا چلا آنا بخارا لکھ بھیجا وہانسے جواب آیا کہ تمھاری تقویت
حال اور ایفاے آرزو کے لئے مدد کا سامان کیا گیا ہی اور عضد الدولہ کے وزیر نے خطوط فتح کے
سب طرف جاری کیے کہ اوسکا ذکر اوسکے رسالونمین ہی اور بجلی شاعر نے جو شعر مؤید الدولہ کی
مدح مین کہے ہین مجکو سناتے تھے شعر بجلی کے پسند طبع ہین اور سخن اوسکا سانچے مین ڈھلا ہوا ہی

اور قاتلان ابو الحسین وزیر کی تلاش کی کسیکو قتل کیا کسیکو تباہ کیا کسیکو جلاوطن کیا اور اب ابو الحسن مزنی
وزیر ہوکر نہایت حیران تھا کہ کیونکر انتظام کرے کہ کارخانہ بالکل خراب ہوا ہی اور ہر شخص اپنے اپنے کام پہ
کامیاب ہی اور ابو الحسن سیمجور بے اجازت سجستان سے خراسان کو روانہ ہوا کہ فتنے جو پھیل رہے ہین اونکو
دیکھے اور یہ بھی معلوم کرے کہ اپنا بازار کسقدر رونق پہ ہی پس ابو الحسن وزیر نے سیمجور کو لکھا کہ یہ کام تیرا بہت
برا ہی اور عقل تیری بہت ناقص ہی اور حکم دیا کہ قہستان سلامتی سے پھر چلا جاوے اور کارخانہ
سلطنت مین اختلاط نکرے اور فرزندان شاہی کہ تیرے تابع اور زیر حکم ہین اپنے فرزند ابو علی کو سپرد
کردے کہ وہ اونکو لیکر سجستان جاوے اور وہانکے امور کا بندوبست اور سب متفرقات کی درستی و اصلاح
کرے اور پرگنہ بادغیش اور گنج رستاق کی آمدنی اوسکی تنخواہ مقرر کرے اور جب اوسکی صدق اطاعت اور
خلوص نیت اور خوش سلیقگی معلوم ہوویگی تو اوسکے علاقے و تنخواہ کا اضافہ ہوگا اور ابو العباس تاش کا
بخارا مین رہنا ابو علی کو غنیمت ہوا کہ خراسان اوس سے اور ساکنان قدیم سے خالی ہوا اب ابو علی نے
فائق کو یہ کہلا بھیجا کہ تاش سے مخالفت اور لڑائی کا ارادہ کیا جاوے اور اوسکی اطاعت ترک کیجاوے
اور فائق بھی تاش کی مخالفت اور عناد پر مستعد اور آمادہ پایا گیا یہ دونون نیشاپور مین متفق ہوے کہ آپسمین
عہد و پیمان مقرر کرلین پہلے ابو علی نے ابو العباس تاش کے نوکرون پر جو نیشاپور مین متعین تھے دورہ مصادرہ
شروع کیا اور جو کارخانہ سلطنت ملکی و مالی اونکے قبضے مین تھا سبکا مطالبہ کیا پھر ابو علی اور فائق دونون
ملکر مرو کو چلے کہ ابو العباس کی حکومت روکین اور اموال اور محاصل آپ لیوین اب ابو العباس تاش
متردد ہوا اور انسے لڑنے پر مستعد ہوا اور خزانہ اور ہتھیار و سامان جنگ لیکر بخارا سے آمل شط کو چلا اور ریگستان مین خیمہ لگایا
اب طرفین سے نامہ و پیغام الفت و دوستی کے جاری ہوے کہ رشتہ الفت بدستور رہے اور سلطنت کی رونق قائم رہے اور
آتش فتنہ فرو کیجاوے آخر اتفاق اسپر ٹھہرا کہ نیشاپور تاش کی حکومت مین رہے اور بلخ پر فائق قابض
ہووے اور ہرات ابو علی کے قبضے مین جاوے اور سب اپنی اپنی عملداری مین چلے گئے اور خوارزمی
شاعر نے ابو علی کے لیے یہ شعر اوسوقت کہے ہین کہ جب وہ ہرات مین داخل ہوا اشعار

مبارک ای ہرات آیا ہی تجھ مین	امیر ایسا کہ تو کمتر ہی اوس سے
مبارکباد ہم دنیا کو دینگے	کہ اوسکی ایک طرف بہتر ہی اوس سے

اور ابو العباس تاش مرو کو چلا اور ابھی بخارا سے نکلا بھی تھا کہ مزنی نے وزارت لیکر ابی محمد عبد الرحمن قاری

سٹرک پر ڈال دیا اور خون اوسکا جاری تھا اور جب ان قاتلین کو ثابت ہو گیا کہ یہ بیشک مر گیا اور کچھ جان
اسمین نہین رہی وہ چھوڑکر چلے گئے اور کسی نے اوسکو باغ مین جو قریب اوسکی قتل گاہ کے تھا لیجا کر ڈال دیا
کہ باغبان اوسکی نگہبانی کرے جب رات بہت گذری اور ہوای نرم سحر کی چلی تو باغبان نے سنا کہ
کچھ آواز کرتا ہی دوڑکر آیا تو دیکھا کہ اوسمین جان ہی پھر جاکر بادشاہ کے محل مین خبر کی وہانسے حکم آیا کہ اوسکو
قلعہ مین لیگئے اور اطبا کو حکم کیا کہ اوسکا علاج کرین شاید وہ تندرست ہو جاوے مگر اوسکا زخم بہت
سخت اور کاری تھا کہ اوسکی موت آپونہچی اور مر گیا سخاوت مین عدیم المثل تھا فضل مین بے بدل تھا
اور پہلی کتابونمین ایسا کوئی وزیر مذکور نہین کہ ہمت اور مروت اوسمین دونون بہم ہون اور فتوت و
بخشش اوسکی ایسی تھی کہ گویا ابر مینہ برساتا ہی اور آندھی ریت اوڑاتی ہی اور سیاست اوسکی ایسی تھی
کہ آنکی مکھی بھی بیٹھ گئی اور ابو جعفر خافی نے شعر مرثیہ کے پڑھے اور اور شاعرونے یہ کہا ہی یہان تو بیچارہ
مارا گیا اور حسام الدولہ اور شمس المعالی اور فخر الدولہ نیشاپور مین سب منتظر ہین کہ عتبی موافق اپنے وعدے کے
اب مدد اور سامان بھیجتا ہی اور میرا ماموں ابو نصر عتبی جو نیشاپور مین ڈاک کا داروغہ تھا مجھ سے کہتا ہی
کہ ابو العباس تاش نے مجکو کچھ دن باقی رہے بلایا مین نے جاکر دیکھا کہ آدمی اس باب مین گفتگو کر رہے
ہین کہ جنگ پھر کیجاوے اور یہ امر جلدی ہووے اس مشورے مین مجکو بھی شامل کر لیا اور کہا کہ عتبی کو
یہ انتظار ہمارا لکھ بھیجیے صرف مدد اور رسد بھیجنے کے منتظر ہین اور شمس المعالی نے مجھ سے کہا کہ عتبی کو لکھنا چاہیے
کہ جنگ مردان کار مین ہمیشہ ڈول ہی کہ کبھی ادھر ہی اور کبھی اودھر ہی اور کبھی دشوار ہوتی ہی اور کبھی آسان
ہی اور مرد وہ ہی جو اپنی کوشش سے باب ظفر کھولے اور صرف عاجزی اور تنگدلی خراب کرتی ہی
اور یہ شعر متنبی کے بطور مثال لکھے جاتے ہین

شعر جو نامرد ہین وہ سمجھتے ہین یہ
کہ ہی عاجزی مین بہت احتیاط
مگر یہ خیال فرومایہ ہی
جو مردونسے رکھتے نہین اختلاط
اگر ہو ارادہ بڑے کام کا
تکرنا فلک سے ذری انضباط
کہ مرنا برابر ہی ہر وقت مین
مگر جو صلے کا رہے ارتباط

میرے ماموں نے کہا کہ اس کلام سے مینے قابوس کی ہوشیاری اور دانائی جانی اتنے مین ابو الحسین
وزیر کے مرنے کی خبر پونہچی سبکو نہایت غم ہوا اور سب بند و بست جاتا رہا سب انتظام درہم برہم
ہو گیا اور بادشاہ کا حکم ابو العباس تاش کی طلب مین پونہچا کہ یہان آکر تدارک نقصان اور انتظام
کرے ابو العباس فورا روانہ ہوا بخارا مین پونہچکر سب کاروبار اور جملہ متفرقات کا بند و بست کیا

لشکر بھر ملے کہ آپمین ہماری خدمتگزاری کی عنایت ہو اور صرف کرم شاہی کا مقتضا ہی کہ درخواست ہماری قبول ہووے اور ہماری طاعت اور خدمت کی آبرو رہے سو ابن عزیز نے انکار کیا اور سب ارکان دولت مین صلاح اور مشورہ جاری رہا اور اہل فوجکو ایسا خط لکھا کہ جس سے اونکو بظاہر امیدوار کیا اور حکم دیا کہ سب اہل فوج یہان آوین کہ اونکو انعام و خلعت وغیرہ دیا جاوے جب سب اہل فوج نے یہ پیغام سنا تو ابو العباس تاش کی اطاعت و رفاقت اور بھی اونکو بہت ضرور معلوم ہوئی

فخر الدولہ کا اپنی ولایت جانا اور آپمین اور حسام الدولہ ابو العباس تاش مین بغرض مددگاری ایک دوسرے کے خطوط جاری ہونا

مؤید الدولہ اور تاش مین جو لڑائی جاری تھی ختم ہونے پائی تھی کہ عضد الدولہ کے مرنے کی خبر مؤید الدولہ کو آئی اب ارکان دولت نے آپسمین مشورہ کیا کہ مؤید الدولہ کی ولایت کسکو دیجاوے اور اسنے یہ خبر چھپائی کہ یہ لڑائی جو بہت دنسے جاری ہی ختم ہو گی تو یہ خبر ظاہر کیجاویگی پر یہ بھی نہوا کہ کہ ابو العباس تاش جب بخارا پونہچا تو مؤید الدولہ بھی مر گیا تو صاحب اسمعیل ابن عباد نے یہ مشورہ دیا کہ چونکہ اس خاندان مین کوئی ایسا نہین ہی کہ سزاوار ریاست اور باعتبار عمر اور استقلال مزاج کے لائق امارت و سیاست ہو تو فخر الدولہ بہر طور مستحق اس جا کا ہی اوسکو یہ ریاست دیجاوے پس فورًا فخر الدولہ کے پاس قاصد دوڑائے کہ بہت جلد یہان آوے کہ اللہ تعالی نے اوسکو یہ ملک نفیس اور اوسکا ذخیرہ مال نہایت سہل وسہ اتنا دیدیا کہ اس باب مین نہ احسان ہی اور نہ کچھ منت کہ کسی کا شکریہ واجب ہووے اور اتنے دنون کہ فخر الدولہ یہان آوے اوسکے بھائی ابو العباس خسرو فیروز ابن رکن الدولہ کو متفرقات اور ضروریات کے انتظام اور درستی کے لیے قایم مقام کر دیا کہ وہ آنکے بذات خود اسکا مالک اور متولی ہو جاویگا پس جیسے برق ایک جانب سے دوسری جانب چمک جاتی ہی اسطرح فخر الدولہ نیشاپور سے اور جرجان آ پونہچا پھر سب لشکر بخوشی خاطر اوسکے استقبال کو حاضر ہوا اور اوسکی تولیت اور ریاست پر بیعت کی اب اسنے سب ملک جو اسکے باپ نے اوسکو وصیت کی تھی اور جو اوسکے بھائی کا ملک تھا سب اپنے تخت شاہی سے متعلق کیا اللہ جسکو چاہتا ہی اسیطرح دیدیتا ہی اور جس سے چاہتا ہی لے لیتا ہی اور ابو بکر خوارزمی شاعر نے قصیدہ فخر الدولہ کی تہنیت اور اوسکے بھائی مؤید الدولہ کی تعزیت مین لکھا ہی

	شعر ترا بھائی ایسا بڑا ہی بزرگ	کہ ایسا بزرگ اور کوئی نہین	

مستوفی کو دیگیی کہ یہ شخص ابوالعباس تاش کا دیوان ریاست تھا اور مزنی بدین گمان موقوف ہوا کہ اوسکا
میل جی آل ابی علی اور فائق کے ساتھ معلوم ہوا تھا اور جب ابوالعباس تاش مرو مین جا پونچا تب عبد الرحمن
سے وزارت لیکر عبد اللہ بن عزیز کو دیگیی اور اوسکی دشمنی اور عداوت آل عتبہ سے مشہور ہی اور یہ ہر وقت
اس خیال مین ہی کہ کسی مکر و حیلے سے اونپر کچھ آفت لاوے اسنے پہلے ہی ابوالعباس تاش کو سپہ سالاری سے
موقوف کیا اور چونکہ اوسکو ابو الحسین عتبی سے ضد تھی اور بدین خیال کہ وہ تو مر گیا اس لیے سب اوسکے امور سے
اور بیکار ہو گئے یہ سپہ سالاری ابو الحسن ابن سیمجور کو دیگیی اور پادشاہی فرمان ابوالعباس تاش پر جاری کیا
کہ سپہ سالاری تمسے لیگیی اور اوسکے بدلے تمکو دو قصبے نسا اور ابیورد دیے گئے اور تمکو حکم ہی کہ تم وہان
جا کر صرف ان دونون پر اپنا گزارہ اوقات مقرر کرو اور لقب امیر زعیم جو تمکو ملا تھا وہ اپنے سے دور کرو
اور صرف دربان جو تمھارا قدیم لقب ہی وہی اپنے اوپر جاری رکھو جب یہ فرمان تاش پر پونچا شرارت
اور فریب عبد اللہ کا معلوم ہوا اور جانا کہ عبد اللہ نے یہ پہلے ہی وار میرے اوپر کیا ہی کہ میری قدر گھٹے
اور میرے رتبے اور جاہ مین رخنہ پڑے پھر تاش نے سب سرداران فوجکو بلایا اور یہ فرمان اپنی
معزولی کا مفصل اونکو سنایا اور بیان کیا کہ تم خوب جانتے ہو جو میری عادت اور طریق ہی کہ سلطان کی
اطاعت اور اوسکے لیے خیر خواہی اور خلوص اور اوسکی مملکت سے دشمنون کے دفع کرنے مین اور اوسکی نعمت قدیم
اور تازہ کے ادای شکر مین مین کیسا ہون اور جب سے کہ تم لوگ میری صحبت مین ہو تمسے مین کیونکر پیش
آتا ہون سبکی حاجات ادا کرتا ہون اور سبکی کوشش کی خوبیان بیان کرتا ہون اور سبکا غمگسار موافق اپنے
مقدور کے رہتا ہون اور لوگ آج خاص میری جان کا قصد کرتے ہین اور پادشاہ کے در دولت سے
مین مردود کیا گیا ہون سو تم صاحبونکو اختیار ہی کچھ کسیکو میری طرف سے ممانعت نہین ہی جہان چاہے
جاو اور جسکے جی مین آوے بخارا جاوے یا جہان چاہے جاوے ان سب سرداران فوج نے تاش
سے مہلت مانگی کہ جلدی نکیجیے کہ یہ سب حال ہم اپنے لشکر اور سپاہ پر ظاہر کرین اور اونکی ادای لیوین کہ مقام
کرنے مین یا جاتے ہین اور اوسکے بعد وہ سب کئی بار مل ملکر بیٹھے اور کئی بار الگ الگ فکر کیا تو سب کی
سمجھ مین یہی آیا کہ تاش کی موافقت اور اوسکی رفاقت اور اوسکی اطاعت کرنی چاہیے اور اسکو چھوڑنا
یا اس سے مخالفت کرنی نچاہیے کہ اوسکے ساتھ ایک زمانہ نرمی اور سختی اور صلح اور جنگ اور خوشی اور غم
مین گذرا ہی اس سب لشکر اور سرداران لشکر نے بخارا اپنی درخواست بھیجی کہ ابوالعباس تاش کو سرداری

که آل عتبه کا دشمن تھا سوای اوس عداوت اور عناد کے که تاش کے ساتھ رکھتا تھا اس باب مین بہت سختی اور
درشتی کی اور امیر رضی اور اوسکی ماکو جو کارپرداز سلطنت تھی یه خوب سمجھا دیا که تاش دیلم کے ساتھ متفق ہی اور ہمیشه
سلطنت کی تباہی کے درپی ہی اگر اوسکو بعفو قصور کچھ اجازت دیجاوے اوسیوقت اس سلطنت پر ماتم کرنا
ضرور ہوگا اور یه نصیحت امیر رضی اور اوسکی ماکے دل مین خوب جم گئی که اونکو یه سب یقین ہوگیا اور
جمله کاروبار اور سب نیک و بد ابن عزیز وزیر کو سونپدیا اور مین نے جو ابن معتز کے دو شعر
اپنی جوانی مین سنے تھے وه اس معاملے مین ایک دوست سے بیان کیے شعر اول شعر

میری آنکھین اگر رووین بجا ہی	جوانی اور محبوبونکی جدائی

تو اوسنے کہا که اسوقت اور اس حال کے موافق یه بیت ہی جو حسین بن مروزی نے کہی ہی شعر

ریاست مین خلل مروا سے ہی	ریاست طفل کی عورت کی تدبیر

اب ابو العباس تاش نے یه فکر کیا که ابو الحسن سیمجور سے کیا مقابله کیا جاوے
اور بخارا کے حکام اور اہل انتظام سے کیونکر خوشامد اور مدارات کرکے رسائی پیدا کرے اور کیا علاج کرے
که رخنه مین بیپ نه پڑسکے یعنی دشمنی زیاده نہو اور ابو الحسن اور اوسکا بیٹا اور اوسکے سب ارکان دولت
اسوقت اور اس فرصت کو غنیمت جانکر لشکر کی درستی اور فوجکی فراہمی پر آماده ہوے اور ابو الحسن سیمجور نے
ابو الفوارس ابن عضد الدوله کو لکھا اوسنے دو ہزار سوار اوسکی مدد کو بھیجدیے اور فائق بھی اپنے خواص غلام
اور جسقدر که اوسکو اطراف خراسان سے لشکر بہم پونچا لیکر موجود ہوا ان سب نے ملکر ابو العباس تاش پر حمله
کیا اور انکا لشکر اتنا بہت تھا که زمین گھر گئی اور اطراف شمال و جنوب سب بھر گئے اور جب نیشاپور کے قریب
گئے تو تاش کی لشکرگاه سے جدا پڑے که تاش اس شہر پر قابض تھا اور وه اپنی قوت اور اقتدار اور حماقت
اور بدذاتی سے جنگ پر آماده تھا که اپنے انبوه اور عبد الله ابن عبد الرزاق ابی سعید شیبی اور اوسکے خواص
غلامونکو لیکر جا لڑا اور طلوع سے غروب تک جنگ قایم رہی اور تاش ہر حملے مین اونکو ایسی شکست
دیتا تھا که اونکے سب اعضا ٹوٹتے تھے اور سب ارکان ڈھئے جاتے تھے اور ہر خس سے اونکے مقام فرودگاه
تک ایسی فاقون اور بھوک کی شدت ہوئی که اونکے کلیجے نکلے پڑتے تھے اور سبنے اراده کیا که بھاگ جاوین
اور میدان تکلیف سے نکل چلین که نجات پاوین اب آخر دن مین ابو العباس تاش نے ایک حمله کیا که گویا
وه جنگ کا خاتمه تھا اس حملے مین اسکا ابو الحسن سیمجور اور اوسکے بیٹے ابو علی سے مقابله ہوگیا که اونکو قوت
استحکام اور ثبات اقدام بدستور تھا اور وه تاش کیطرف متوجه ہوے اور اپنے نیزے سنبھالے اور اسکے
انبوه کثیر پر اپنی تلوارین سونت کر آپڑے پھر تاش اپنے مقام پر جب واپس آیا اور اوسکی نسبت جمعیت

اب ابو العباس تاش کو فخر الدولہ نے یہ سب ذکر لکھا کہ اللہ تعالی نے مجکو حاکم پھر کر دیا اور سب علاقہ میرے قبضے مین
آگیا پر یہ سب آپکی شرکت اور آپکے ارادے پر موقوف ہی اور مجکو اوسکی اسقدر خوشی نہین ہوتی ہی یعنی اپنے زمانے
کی اصلاح اور اپنی دولت کی رجوع سے اتنا خوش نہین ہون کہ تمھاری مددگاری اور اعانت سے مجکو خوشی ہوئی
یہ سب تحریر اوسکی گویا تاش کے احسان کا شکریہ ہی اسپر تاش نے اوسکو جواب تہنیت کا لکھا خدا کا شکر ہی اور اوسنے
تمپر احسان کیا کہ تمھارا ملک تمکو ملا ابن عزیز کی شکایت لکھی کہ اوسنے مجکو سپہ سالاری سے موقوف کیا اسپر فخر الدولہ
نے لکھا کہ آپ میری ولایت اور اوس مال مین کہ میرے قبضے مین ہی شریک اور حصہ دار ہین اور مین آپ کے
جملہ احکام اور امور مین فرمانبردار ہون لازم ہی جو امر کہ مجھ سے ہوسکے اوسکی بنا آپ ڈالین اور اوسکو شروع کرین کہ
مین ملک اور مال اور فوج سے حاضر ہون تاش نے ابو سعید شبیبی کو کہ اوسکو شیخ الدولتین بھی کہتے ہین فخر الدولہ
کے پاس بھیجا اوسنے اسیوقت کچھ مال اور قریب الکھ ار سوار عرب اور ترکی اوسکے ساتھ کر دیے تاش یہ جمعیت
لیکے نیشاپور گیا اور ابو محمد عبد اللہ ابن عبد الرزاق اوسکی مدد پر بمقابلہ ابو الحسن ابن سیمجور کے پونچا آپسمین ایک
دوسرے کی مدد و حفاظت پر اتفاق کر لیا اور تاش بھی نیشاپور پونچا کہ ابو الحسن وہان پہلے سے اوسکے
انتظار مین موجود تھا سب اپنی اپنی جمعیت پر متفق ہوگئے اور سبکے دل دوستی اور خلوص پر جم گئے اور
تاش نے ارادہ کیا کہ نیشاپور مین جاوے پر اوسکی جانب غرب باہر ہی خیمے ڈالدیے اور ابو الحسن نے
جنگ شروع کی کہ وہ قلعہ شہر مین تھا کہ اوسکے دروازے اور نا کے سب محفوظ اور بہت تنگ تھے اور
پھر ابو العباس تاش کے پاس قریب دو ہزار مرد دیلمی اور اشراف اتراک بسپہ سالاری ابو العباس فرزان
ابن حسن کی کمک کے لیے پونچے اور اونکے سردار ایسے تھے کہ لوہے کو بھی چبا ڈالین اور سوئی کے ناکے
مین بھی گھس جاوین جب ابو الحسن سیمجور نے دیکھا کہ اس فوج نے اپنا نیزہ قوت بارادہ جنگ یہان گاڑ دیا ہی
تو رات انکو اپنا شتر سوار ہی تصور کرکے یعنی رات کے وقت پوشیدہ بھاگ گیا اور عیب ہزیمت کو بلباس
تاریکی شب کے ڈھانکے ہوے قہستان پونچا پھر یہ خبر ابو العباس تاش کے لشکر کو ہوئی تو اونکا پیچھا کیا
اور بہت سامان اور بہت اسباب غنیمت ہاتھ لگا اور ابو العباس تاش شہر مین گیا اور
اور جانب شرق فرودگاہ لشکر پر جا نکلا اس واقعہ مین ابو منصور ثعالبی نے شعر کہے ہین شعر

اوسے کہدو کہ اوسکے عشق مین ڈر ہی		کہ اوسکی زلف دل میرا نہ لیجاوے	

اب تاش نے باظہار اطاعت و بامید معافی قصور بخارا کو پے در پے خط بھیجنے شروع کیے غرض ابن عزیز نے

ایک ادنی درجہ مکافات اور پاداش کا ہوگا اور منجملہ حقوق تاش ایک یہ بیان کیا کہ جن دنون مین مین اپنی جان بچا کر
ابو العباس تاش کے پاس گیا تو نہایت محبت اور لطف سے اوس نے اوس حالت غربت مین مجھکو کھا مین
جو اوسکے ساتھ محبت کرتا ہون تو سبب یہ ہو کہ میرے بھائی عضد الدولہ اور مؤید الدولہ نے مجھکو اوس سے مانگا اور
اقرار کیا کہ ہر سال مال کثیر دیتے رہین گے اور بہت عمدہ اسباب اور سامان لباس وغیرہ عراق کے اور اچھے
اچھے گھوڑون کے دینے کا اقرار کیا اور ایسے ایسے لالچ دیے کہ کوئی صورت اوسکے انکار کی نظر نہ آتی تھی
اور مجھکو بھی یہ خبر ہو گئی تو دنکو اندھیرا چھا گیا اور صورت فرار دشوار ہو گئی اور زندگی سے مایوس ہو گیا اور جانا
کہ اب بھاگنے مین کوئی فائدہ نہین اور کہان امید مین کچھ کشش نہین اور رات بھر ایسا سویا کہ جیسا بیمار اشت
جانور سوتا ہی اور دیکھا کہ اب بری قسمت آن پہنچی اور جب صبح ہوئی تو تمام قوت میری زائل تھی اور سب
اعضا میرے اس مرض لاعلاج اور مصیبت سخت کے خوف سے گرے پڑتے تھے کہ تاش کا دربان میرے پاس
اجازت لیکر کھانیکے لیے بلانے آیا اور مین حیران تھا کہ کھانیکو بلاتا ہی یا میری خبر مرگ دیتا ہی یا کھانے کو
بلاتا ہی یا مجھپر دوڑنے آیا ہی یا ضیافت کا پیغام لایا ہی یا کوئی آفت آئی ہی پہ مین نے اوسوقت کھانے کا
پیغام تخمینہ کر کے خوف اور امر تقدیری کو دلمین چھپایا اور سوار ہو کر چلا اور باگ میرے ہاتھ کو اسقدر قوت
تھامنے ہوے تھی کہ میرے ہاتھ مین اتنی قوت نہ تھی مین تاش کی مجلس مین پہنچا تو مین نے اوسکو دیکھا
کہ تعظیم اور تکریم بہت کی اور کلمات تسلی و دلاسا کے اتنے کچھ کیے کہ پہلے کسی صحبت مین نہ کیے تھے اور آخر مجلس تک
ایسا سحر مہربانی وجاہ و کرم کا پڑھتا رہا کہ میرا دل کچھ ٹھہرا اور خوف کچھ دور ہوا اور غم کچھ منتشر ہوا اور بدگمانی
رفع ہوئی پھر تاش نے مجھکو وہ خط دیدیے مین نے اونکو پڑھا اور تاش نے مجھسے کہا کہ مین نے چاہا تھا
کہ یہ سب صورت حال آپسے چھپاؤن کہ آپ وہم اور بدگمانی سے محفوظ رہین پر مین نے جو موافق اوسوقت کے
کہ مین اور آپ ایک حال مین متفق ہین فکر کیا تو مناسب یہ معلوم ہوا کہ مین آپکو حقیقت سے آگاہ کرون کہ
ان خطون مین کیا لکھا ہی اور کیا مطلوب ہی کہ آپکی تسلی کے لیے بہتر ہی اور آپکے دلکا تردد اور خلجان خاطر رفع ہوگا
اور مین قسم کھا کر کہتا ہون کہ تمام محاصل خراسان جو نہایت عمدہ ہی آپ کے ایک بال کے برابر نہین ہی اور
نہ آپ کے کپڑے کے دھاگے کے برابر ہی اور جو کچھ کہ میرا مال ہی منقول وغیر منقول یہانتک کہ اس انگوٹھی کا
نگینہ اور اس کرتے کا تکمہ آپکی جان کے لیے وقف ہی اور آپ کی مصلحت کے لیے موجود ہی اور آپکے حوادث
کے لیے کار آمدنی ہی اور جو لوگ کہ آپ سے حسد کرتے ہین اونسے انتقام لینے مین صرف کیا جاوے

اس حملے سے منتشر ہو گئی اور نیزہ بردار اسکے سب پراگندہ ہو گئے تو سبجو اور اسکے بیٹے نے ایک اور
سخت حملہ کیا کہ جس سے تاش کو بھاگنا اور مقام چھوڑنا پڑا اور ایسے ہی فائق نے بھی دیلم پر پے در پے حملے کرنے
شروع کیے کہ اونکی جمعیت منتشر اور مضطر ہو گئی تو لاچار اب اونھون نے امان مانگی اور جو بھاگ گئے تھے وہ بھاگ کے
بچے اور اور لوگ ذلیل و خوار قید مین گئے پھر اونکو اونٹون پر سوار کر کے بخارا بھیجا تاکہ فخر الدولہ کو بہت
رنج ہووے کہ اوس نے یہ فوج بھیجی تھی اور ان قیدیون کے استقبال کو سبجو باجے گاتے بجاتے
آئے اور حکم ہوا کہ اونکو جیلخانہ کہنہ یعنی قہندز مین ڈال دین کہ اپنی قسمت سے مرین یا بچین

ابو العباس تاش کا جانا جرجان مین اور ابو الحسن ابن سبجور کا سپہ سالاری نیشاپور مین ٹھہرانا

ابو العباس تاش جرجان کو روانہ ہوا اور فخر الدولہ جرجان چھوڑ کر رے کو چلا گیا کہ جرجان ابو العباس
تاش اور اوسکے لشکر کے لیے خالی کر دیا اور جتنا سامان ہمین تھا وہ سب انکے لیے رہنے دیا یہانتک
کہ باورچی خانے مین برتن تانبے اور چاندی اور سونے کے بھی چھوڑ دیے کہ انکو کسی چیز کی حاجت
نہووے اور حکم کیا کہ پچاس ہزار دینار اور تیس لاکھ درہم اور پانسو تھان کپڑون کے اور عمدہ عمدہ
گھوڑے اور اور سواریان خچر وغیرہ کی اور ہتھیار اور نیزے اور گھوڑونکا سامان اور خود اور زرہ اور جوشن
اور ڈھالین سب تاش کو سپرد کیے جاوین اور سواے اوسکے کہ جو تعمیر قلعون اور خاص محافظین کی
تنخواہ مین خرچ ہووے سب آمدنی جرجان اور دہستان اور ابشکور اور استر آباد کی انکے لیے مقرر
کر دی گئی تاش نے یہ سب زر و مال اپنے سپہ سالارون اور سپاہ مین تقسیم کر دیا کہ اونکی حالت درست
ہووے اونکا نقصان رفع ہووے اور اونکو تقویت ہووے اور اونکی تنخواہ مقرر کر دی کہ پے در پے
ملی جاوے سو بہ نسبت خراسان کے انکی حالت اور انکی گزران بہت اچھی ہو گئی اور فخر الدولہ
پے در پے طبرستان سے پرے کے پرے سوارونکے بھیجنے لگا کہ اونکو استحکام زیادہ ہووے اور اونکے لشکر کا
انتظام بڑھے کہ گویا اپنے بھائی سے نفیس چیزونکا سلوک کرتا ہے اور فخر الدولہ کے وزیر ابن عباد کو یہ احسانات
جو فخر الدولہ تاش کے ساتھ کرتا تھا بہت ناگوار تھے اور بمقدمہ تباہی خراسان کے فخر الدولہ کو اوسکے
وزیر صاحب ابن عباد نے پہلے یہ نصیحت کی کہ تمھارے بزرگون نے خراسان سے صلح کی تھی اور اپنی
سلامتی جان غنیمت جانی تھی تو فخر الدولہ نے کہا کہ ابو العباس تاش کے مجھ پر اتنے حق ہین کہ اگر یہ سب جو
اللہ تعالی نے مجکو دیا ہی یہانتک کہ یہ بادشاہی بھی اوسکو دیدون تو اوسکے حق وجب کے لیے

سب وہان گرمی کے مارے سانس گھٹ کر مر گئے اور جسقدر مال و اسباب اور گھوڑے وغیرہ اونکے ساتھ
تھے سب لیے اور اپنے اوپر رسوائی تمام عمر کی پسند کی اور ابوسعید کے ہمراہیون مین سے جو باقی رہے وہ
اپنی جان لیکر ہر کو اسطرح بھاگے کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی وہان پونہچکر سارا حال اور سب ماجرا
خوب مفصل بیان کیا فخر الدولہ کو اوسپر غصہ آیا اور ابو العباس تاش کو بھی اس حال سے ایسا رنج و قلق ہوا کہ
وہ بیمار ہوگیا اور تمام کاروبار سے اوسکا دل سرد اور اوسکا ہاتھ سست ہوگیا اب فخر الدولہ نے تاش
کو لکھا کہ مین نصر پر لشکر تیار کرتا ہون اور تم استراباد اپنی جمعیت لیکر آؤ کہ نصر کو دونون طرف سے دونون
لشکر گھیر لینگے یہانتک کہ اوسپر قتل بحکم خدا جاری ہو یا توس سے اور طرف نکالا جاوے ابو العباس
تاش استراباد پر پونہچا اور ہزار جان پر ڈیرہ ڈالا اب نصر کو اپنی ان سب حرکتون پر ندامت ہوئی اور سمجھا
کہ موت اپنا مونہہ کھولے ہوے ہے اور تلوارین اوسکے آگے اور پیچھے تلاش مین ہین تو اب اطاعت کے
ساتھ پناہ لی اور بیتاب ہو کر نہایت فروتنی کے ساتھ رحم کی درخواست کی اور دونون طرف عذر لکھکر بھیجے اونکا
آئین اپنی اوس حرکت سے شرمندہ ہون جیسے عورت حیض والی اپنے حیض سے شرم کرتی ہے اور حسام الدولہ سے اپنے کردار کی
معافی کے لیے سفارش کروائی حسام الدولہ نے اوسکی گلو خلاصی کے لیے سفارش کی فخر الدولہ نے رعایت اوسکے بڑھانے
اور قرابت کے یہ درخواست تاش کی قبول کی اب ابو العباس تاش جرجان کو پھر آیا کہ خراسان کی تدبیر نئے سر سے شروع
کرے اور فخر الدولہ اپنے بھتیجے بہاؤ الدولہ سے اس لیے ناخوش ہوا کہ اوس نے اوسکی تعظیم و تکریم مین قصور
کیا تھا تو اپنا لشکر لیکر اوس سے لڑنے خوزستان گیا اور بدر بن حسنویہ بہادر اور دلاور لشکر کردو نکالیکر اوسکے
ساتھ ہوگیا اور خوزستان پر فخر الدولہ غالب ہوا اور ابو العباس نے فیروزان بن حسین کو بصرے بھیجا کہ
اوسکو صاف کرکے اور دیار کے ساتھ شامل کرلے جب نصر نہر موسی سے گزرا تو ساکنان لشکر بہاؤ الدولہ
نے اہل بصرہ کو اپنے ساتھ شامل کرکے بمقابلہ نصر کے لشکر بنایا سو منجملہ اس لشکر کے بہتون نے اون
رستون کا قصد کیا جو اہمین اور نصر مین واقع تھے اور نہر اہواز کے سب بند کھولدیے کہ رستے اور
لشکرگاہ سب گم اور بے نشان ہوگیا اور نصر اور اوسکے ہمراہی اوسمین دھس گئے اور کیچڑ مین پھنس گئے
اور اتفاقا ایک لشکر موصل سے باوجود گم ہونے رستون کے ساکنان بصرہ کی مدد پر پونہچا سو ابو العباس
فیروزان کے لشکر نے جو انکو دیکھا اور اونکی شوکت اور کثرت نظر آئی تو اوسیوقت اولٹے پانون بھاگا
اور بدر بن حسنویہ نے جو دیکھا کہ یہ بھاگے جاتے ہین اونکو منع کرنے آیا کہ نہ بھاگین اور آپ وسط مین آ

یہانتک کہ اللہ تعالی آپکو سلطنت نصیب کرے کہ آپ اپنے دشمنون پر فرمان روائی کرین جو کوئی اسطرح بہ
مہربانی صرف اپنی خوشی اور طبیعت سے کرے اور کچھ رغبت مال یا کوئی خواہش نہوئے تو کیا لائق ہے کہ اوسکی مددگاری
مین غفلت کیجاوے اور جسطرف کہ اوسکی مراد برائی ہو اوس سے تجاہل کیا جاوے اور خدا کی قسم اور اپنے باپ
رکن الدولہ کی قسم کہ مین یہ حق فراموش نکرونگا تاکہ لوگ میرے حقمین فراموشی سے واقف ہووین اور بیشک
اب مکافات کرنا اور خدا کی مدد سے مجھکو بدلا دینا بیٹھا اگرچہ مینے اس نکوئی اور احسان کے مقابلے مین
خوب کوشش کی مگر حقیقت مین خوبی تاش کی ہے کہ اوس نے ابتدائً بے وجہ سابقہ احسان کیا تھا سب
حاضرین نے یہ سنکر بہت تعجب کیا کہ اسطرح کا کرم اگلے زمانے مین سنا گیا تھا جو اب مفقود ہے اب بدین لحاظ
کہ یہ احسان اور مدد جو فخر الدولہ کرتا ہے اوس پر حق ہے اور اوسکے حقمین خیر خواہی ہے صاحب ابن عباد وزیر بھی اپنے
بادشاہ کے لحاظ سے ابو العباس تاش کی مدد اور مصالح کار پر مستعد ہوا اور ابو العباس تاش تین برس تک
جرجان مین رہا نہ اوسکو کسی کروٹ قرار تھا اور نہ اوسکو کسی طرح نیند تھی اس شوق مین بیتاب تھا کہ اپنے
سلطان کی خدمت مین پہنچے اور اوسکے حق احسانات کے ادا کرے اور یہ بھی ڈرتا تھا کہ اسکو دیکھ کر دشمن
بیان کرینگے کہ اوس نے حق سلطنت کا انکار کیا اور طوق فرمانبرداری اپنی گردن سے نکال ڈالا اور
اسکا مقصود اوسکا یہ تھا کہ بخارا جاوے اور پھر خدمتگاری سے اور مذمت سے بچے پھر ابو سعید شیبی کو فخر الدولہ
کے پاس بھیجا کہ خراسان کے جانے پر مدد مانگے فخر الدولہ نے اسفار بن کردویہ اور چند سپاہ لا
مع قریب دو ہزار سوار دیلمی کے اوسکے پاس بھیجدیے اور فخر الدولہ نے نصر بن حسن بن فیروزان کو
قومس مین حکم بھیجا کہ یہ جمعیت جو تاش کے پاس گئی ہے تم بھی اوسکے پاس جاؤ اور اس جمعیت کے سردار ہو
اور سب امور کہین اوتارنا کہین سے لیجانا اور کہین صلح اور کہین جنگ وغیرہ سب مین بموجب
حکم حسام الدولہ تاش کے عمل مین لانا اور ابو سعید کو اوسکے ساتھ کیا اور تاش جرجان سے چلتے وقت
جتنا مال چھوڑ گیا تھا اوس سے دو چند ابو سعید کے ساتھ کردیا کہ فوجکی تنخواہ اسمین سے دیجاویگی
پس ابو سعید قومس کو روانہ ہوا اور نصر نے اوسکی اور اوسکے ہمراہیون کی ایسی مہمانداری کی کہ جیسی
تمیم نے علاء بن حضرمی کی کی تھی اور اسکا قصہ یہ ہے کہ نصر نے ابو سعید کو اپنے مکان کے صحن مین
لیجا کر قتل کا حکم دیا کہ اوسپر ہر طرف سے تلوارین پڑین اور مارا گیا اور اوسکے ہمراہیون کو تہخانے
مین قید کیا اور اوسمین آگ سلگا دی اور روشندان سب بند کردیے کہ دھوان باہر نہ جاسکے

قصد کیا اور قلعے والے فخر الدولہ پاس جانیکو آمادہ ہوے مگر وزیر صاحب نے ان سبکو روکا کہ کہین بخارا و
جبتک ابو علی استاد آنکے تمکو انعامات نہ دیوے اور تمھاری آرزو پوری نکرے پر اونکو توقف بسبب خراسان
اور اپنے وطن کے دشوار ہوا اور ٹھہر نسکے آب رود غد پہ ہوتے ہوے نیشاپور کو چلے کہ ابو علی بن سیمجور سے
ملینگے کہ وہ اپنے باپکی جا سپہ سالار ہے اور باقی قلعے والے وہین موجود تھے کہ ابو علی استاد وہان آیا اور اونکی
اسامیان پھر مقرر کین اور اونکے مال اونکو دیے اور رے کو روانہ کیا پس فخر الدولہ نے حکم دیا کہ یہ لوگ
دار السلطنت مین ہین اور اونکی تنخواہ بمد الکرام جاری ہووے کہ انھون نے میری رعایت سے ابو العباس
تاش کے حقوق کی حفاظت کی اور اوسکے لوگونکی مدد کی اور جرجان والے کہ جنھون نے خراسانیون کو
قتل اور ہلاک کیا تھا اب تھر تھر کانپتے تھے کہ ابو علی استاد نے اونکے واسطے جاسوس اور نگہبان
مقرر کیے اور جو ان قاتلین مین سے ہاتھ آیا کسیکو سولی دی کسیکو قید کیا کسیکو تباہ کیا اب فخر الدولہ کی سیاست
کامل ہوئی اور ہیبت اوسکی ظاہر ہوئی اور سب امور درست ہوگئے اور جرجان بعہد
ابو علی استاد کے اہل فساد سے صاف ہوگیا

ابو الحسن ابن سیمجور کا مرنا اور اوسکی جگہ اوسکے فرزند ابو علی کا مقرر ہونا

سب امور خراسان کے سیمجور کے نیشاپور مین رہنے سے درست ہوگئے ابو العباس تاش جرجان
چلا گیا اور لشکر ابو الفوارس کا کرمان اور فائق بلخ اور ابو علی ہرات مین قرار پذیر ہوا اور ابن عزیز ابو الحسن
کو ہمیشہ جرجان کے جانے پر برانگیختہ کرتا تھا اور بیٹھے رہنے پر ملامت کرتا تھا پر ابو الحسن ٹالتا تھا
اس لیے کہ صلح اور سلامت روی امر پسندیدہ ہے اور یہ بھی ڈرتا تھا کہ کوئی خطا ایسی نہو جاے کہ
جس سے ندامت ہووے جیسا کہ ابو العباس تاش کو جرجان مین ندامت ہوئی تھی کہ ہزیمت بھی ہوئی
اور بدنامی بھی ہوئی اب ۳۶۷ھ ہجری مین ابو علی محمد بن عیسی دامغانی وزیر ہوا اور ابن عزیز وزارت سے
معزول ہوا اور خوارزم بھیجا گیا اب ابو علی وزیر نے درستی اعمال اور حفاظت سلطنت مین کوشش
شروع کی چونکہ سلطنت مین رونق نہ تھی اور حدود مین امن نہ تھا اور آمدنی سب کم تھی اور فوج وزیرون
پر ناز کرتی تھی اور اپنے مطلب کے لیے اونپر حکم کرتے تھے اور کسی کا حکم نہ مانتے تھے نہایت تنگ ہوگیا
ناچار ابو علی موقوف ہوا اور ابو نصر احمد بن محمد ابی زید وزیر مقرر ہوا یہ ایسا ہوشیار تھا کہ اپنی انائی
درکار گزاری سے کار پردازان سلطنت پر غالب آیا اب ان کار پردازون کو پھر تردد ہوا اور ابو علی نے کور

معطا

ثابت قدم بمقابلہ دشمنون کے، ہاگر یہ خلل اور خلل انداز کے روکنے سے عاجز ہوگیا اور بھاگتے بھاگتے
فخر الدولہ کے پاس پہونچے کہ وہ اوسوقت بازار اہواز مین تھا اور اپنی تنگی حال اور تکلیف کی شکایت کی
اور تنخواہ طلب کی فخر الدولہ کو ان باتون سے کہ اول تو وہانسے نامردی کرکے بھاگ آے اور پھر اونکا
یہ تقاضاے زر غصہ آیا پر بظاہر آشتی اور صلح کے ساتھ اونکو لیکے ہمدان گیا اور وہانسے رے کو روانہ ہوا
اور یہ واقعہ [illegible] ہجری کا ہی اب ایکبار مرگ زمین جرجان مین واقع ہوئی کہ حسام الدولہ
ابی العباس کے اکثر یار اور لشکر کے سردار اور اوسکے منشی اور عامل اور نوکر اور غلام مرنے لگے اور اوسکو
ایک سخت مرض پیدا ہوا کہ وہ بھی مرگیا اور یاران تاش نے اہل جرجان پر ایسے قواعد اور رسوم مقرر کیے
تھے اور ایسے طریقے ستم اور ظلم کے ایجاد کیے تھے کہ وہ انسے بہت تنگ تھے ابو العباس تاش کا مرنا
سنتے ہی سب اہل جرجان متفق ہوگئے اور ہمراہیان تاش پر سب نے باتفاق حملہ کیا اور شبخون مارا اور
ایسا قتل عام کیا کہ کوئی نہ بچا جہان جو کوئی ملا وہ وہین مارا گیا اور سرداران لشکر کو اس مصیبت قتل عام سے
اتنی فرصت نہ ملی کہ جرجان والون کا استیصال کرسکین اور خلقت کو اونکے ہاتھ سے بچادین اور
اہل جرجان کو ضرورت ہوئی کہ شہر کے باہر جاکر انتظام کرین اور یہ تدبیر کرین کہ کون لیاقت امارت
کی رکھتا ہی کہ اوسکو اپنا امیر بناوین سب نے جمع ہوکر اتفاق کیا کہ ابی احمد تاش کا بھانجا سردار ہووے
اوسکو بلایا اور اوس سے مال بیعت طلب کیا اسنے تاش کا خزانہ اور جو کچھ کہ اوسکے پاس تھا سب اونپر
تقسیم کردیا کہ اوس سے اونکی آگ ٹھنڈی ہوئی اور جرجان سے خراسان پر چڑھائی ہوئی اور اہل جرجان
نے خراسان کی عورتون پر دست درازی شروع کی اہل خراسان کو بہت غیرت آئی کہ ان اشقیا
بدمعاش اور ان خانہ بدوش اوباش سے انتقام لیا جاوے اور جرجان پر بکرآباد کیجانب سے لڑنیکو
چڑھ آے اور یہ اشقیای جرجانی بھی اونسے لڑنے پر اوٹھے گویا اپنی ہلاکت پر ایسے گرے کہ جیسے
پروانہ شمع پر گرتا ہی اب اہل خراسان نے انپر جو حملہ کیا تو لشکر کے سر بے گردن اور ہاتھ بے پونہچا
اور جان بے حفاظت ہوگئی اور لاشہاے خون آلودہ سے اوس میدان پر فرش کیا گیا اور گھرون
اور دکانون مین آگ لگائی گئی اور خوب لوٹ ہوئی اور یہ حال ہوا کہ یزید بن المہلب کے بعد پھر ایسا حال نہوا
تھا اب مشائخ اور صلحاء جرجان نے امان مانگی اور خدا کی قسم دی تو وہ لوگ قتال سے باز آئے اور کوچ کا
قصد کیا اور فتنہ اور شور رفع ہوا اب لشکر مین اختلاف ہوا سرداران لشکر اور غلامان خاص نے تو خراسان کا

ابو بکر خوارزمی نے قصیدہ لکھا ہی شعر اول شعر

جو عورتین کہ پردہ نشین اور پاک ہین	وہ لمین وہی ہین اور ہین سینہ مین بھی وہی

اور ابو الفضل بدیع بھی اوسکے پاس مرو مین یہ قصیدہ مدح لایا شعر اول شعر

نہ آرام دن اونٹ و پالان کو	اندھیرے مین جاؤن بیابان کو

اب بلاد خراسان پر ابو علی مستولی ہو گیا اور اوسکے تمام محاصل اوسکو آنے لگے امیر رضی نے ابو علی کو
لکھا کہ کچھ زر محاصل واسطے اخراجات خاص اور تنخواہ لشکر کی ہمارے پاس بھیجدے اوسنے حیلہ لکھ بھیجا
کہ جملہ محاصل ملک تنخواہ لشکر کو بھی کافی نہین ہی اسکے سوا اور مال کی حاجت رہتی ہی اس سے غرض یہ تھی
کہ اس سب محاصل سالانہ کو صرف اپنی تنخواہ سالانہ کے لیے مقرر رکھے ابو علی کہ در پردہ مخالفت و عداوت
کرتا تھا اور بظاہر دوست اور مطیع و فرمانبردار تھا اسنے خاص اپنی ذات کا دیوان ابو علی نسفی کو مقرر کیا
اور مصادرات اور خراج لینے مین خوب دست درازی کی یہان تک کہ خراسان کو اسقدر سونتا کہ دودھ
کے تھنون مین سے آخر خون آنے لگا اور پیٹ پیٹھ سے لگ گیا اور پھر ابو علی نسفی سے بھی مطالبہ
کیا کہ جسقدر مال تو نے کمایا ہی واپس دے اور اوسکو شکنجہ کیا کہ اوس نے کچھ مال بھی دیا اور آخر کار
اوسی حالت مین مر بھی گیا اور خفیہ ابو علی نے شہاب الدولہ ظہیر الدعوۃ ہارون ابن ایلک بغراخان کو
کہ وہ بلاد ترک مین تھا لکھا کہ خراسان اور ماوراء النہر پر آوے اور امیر رضی پر بخارا مین حملہ کرے اور
شرط یہ لکھی کہ آدھا ملک مجکو تقسیم کردے بس ابو علی کا حال یہ حال ہی شعر

محمد کی خدمت مین تھے استوار	کیا قتل پھر اونکی اولاد کو

لیکن تا کہ یہ عیب ظاہر نہووے اور رعیت مین بدنامی نہووے خطبہ جمعہ بنام سلطان پڑھتا رہا
اور منجملہ دہقانان ماوراء النہر کے ایک قوم ان واقعات دولت سامانیہ سے تنگ ہو گئے
اور تمنا کی کہ اب سلطنت کسی اور کی ہوجاوے پدر پی خطوط بغراخانکو بھیجنے لگے اور اپنا عزم
مصمم اوسکو جتانے لگے کہ وہ یہان آوے بس بغراخان کی مثل باز کے آنکھ کھلی کہ خوب اچھی طرح
دیکھ بھال لیا اور حدود اور اطراف خراسان لینے شروع کیے یہانتک کہ ایک ہی بار پیچاب پر
آن پڑا اب انج دربان شاہی بخارا سے چلا کہ بغراخانکو پکڑے ان دونونمین ایسی بڑی لڑائی
ہوئی کہ اوسکی ہوشت سے سر کے بال سفید ہوگئے اور دنکو ستارے دکھائی دے گئے اور

سغر دل کو پھر لائے اور صدر دیوان مقرر کیا اور اسی اثنا مین ابو الحسن سیمجور کو اتفاق ہوا کہ وہ اپنی ایک
لونڈی کو لیکر خرمک کہ وہ اوسکا سیر گاہ تھا گیا اور اوس لونڈی کے ساتھ صحبت مین مصروف تھا کہ
اسی حالت مین اوسکی جان نکل گئی اور لونڈی کے سینے پر سے مردہ گر پڑا اور جبتک کہ مکان پر لاکر اوسکی
لاش تیار کی گئی خبر مرگ مخفی رہی اور ابو علی اوسکا بیٹا اوسکا وارث ہوا اور گھر اور ریاست اور بھائیون اور
لشکر کا نہایت خوبی اور رعایت اور حسن سیاست سے انتظام و بندوبست کیا اور ابو القاسم وغیرہ سب
اوسکے بھائی بہت خوش ہوے اور خوب اوسکی اطاعت کی اور ابو علی نے سنکر کہ ہرات فائق کو دیگئی
فائق کو لکھا کہ یہ تو میرے لیے مقرر ہوئی ہے تمنے کیون اسپر درخواست کی پر آپسمین اسپر اتفاق ہوگیا کہ ہرات
تو فائق کے قبضے مین رہے اور نیشاپور مع سپہ سالاری کے ابو علی کو ملے اور ان دونون کے
عامل اور گماشتے انکے پرگنون پر مقرر کیے گئے اور بموافق رسم قدیم کے خلعت بخارا سے روانہ ہوا
اور ابو علی کو یہ گمان تھا کہ خاص میرے لیے خلعت آتا ہے مگر جب قاصد شاہی خلعت لیے ہوے
راستے سے فائق کیطرف مڑا تب اسنے جانا کہ صلح کر کے مجھسے مکر اور فریب کیا ہے ورنہ حقیقتہ
مین ابھی اندیشہ باقی ہے اور یہ فریب ان لوگونکا ہمیشہ رہیگا اور میرے خاندان کے لیے رفعت
نہوگی اسنے جو سنا کہ فائق ہرات سے چلا تو یہ بھی جیسا تیر جاتا ہے یا جیسا آسمان کا تارہ چھوٹتا ہے ویسے
چلا کہ ہرات اور قوشنج کے درمیان فائق سے جا ملا اور خوب جنگ کی اور لشکر کو خوب لڑایا کہ اونکا
ناک مین دم کیا تو سب اسکا لشکر بھاگ کر فائق کے پاس مرورود چلا گیا اور ابو علی انکے پیچھے چند اپنے
سوار لیکر دوڑا کہ اونکو پراگندہ کردے کہ آپسمین متفق نہونے پاوین سو مرورود کے پل پر یہ سب متفق
ہوگئے اور ابو علی کے روکنے پر آمادہ ہوے پر ابو علی نے اونکو خوب مارا اور چند آدمی پکڑ کر بخارا بھیجدیے
اور چونکہ اپنے حق خدمت پر اور اپنے بھائی اور اقارب پر اوسکو بھروسا تھا اس لیے اپنے باپ کی
خدمت لینے مرو کو چلا امیر رضی نے اوسکی حاجت پوری کی اور اوسکی درخواست کے موافق اپنا
قاصد روانہ کیا اور سپہ سالاری اسی کے لیے مقرر کی اور سب مصالح امور اوسکو سپرد کیے اور اوسکو
ہرات اور قہستان اور نیشاپور دیا اور عماد الدولہ اسکا لقب ہوا اب ابو علی نے نیشاپور جا کر اپنا ارادہ
پورا کیا اور سب کام درست کیے اور خلقت کا انتظام کیا اور اب اسکا امر دن بدن روشنی پکڑتا
تھا اور قوت اور ترقی پاتا گیا یہانتک کہ امیر الامرا مؤید من السماء لقب ہوا اور اوسکی مدح مین

اور اوسکے ارکان دولت ڈرے کہ تباہی ہووے اور شرارت بڑھے اور بیجا فتنہ سخت ہووے
اور رہا سہا بھی جاتا رہے اس لیے فائق کو فرمان تسلی گیا اور اوسکا قصور معاف ہوکر اجازت دیگئی
کہ بخارا مین آوے تا سلطنت کی مدد کرے اور جسقدر کہ رخنہ اور فتور ہو رہا ہی اسکو بند کرے
فائق حاضر ہوا اور بعد حسن قبول و اقبال کے اور دور کرنے نقصان مال کے سمرقند بھیجا گیا اور
اوسکو سوای بغراخان کے اور کچھ ڈر نتھا اور بغراخان شہباز کے بازو لگاکر فائق پر دوڑا فائق
وہانسی ایسا بے تحاشا بھاگا کہ پیچھے مڑکر بھی ندیکھا کہ حقیقت حال کیا ہی اور اوسنے فوج شاہی کو
جو فائق کے ساتھ تھی بے دریغ قتل کر ڈالا اور یہان گواہیان گذرین کہ یہ بھاگنا فائق کا صرف
اس سبب سے تھا کہ وہ بغراخان سے موفقت رکھتا ہی اور پادشاہی آل سامان سے مخالفت نہ اوسکو وفا عہد
ہی کہ روکے اور نہ اوسکو حیا ہی کہ باز رہے اور نہ اوسکو نعمت شاہی کا خیال اور نہ حرمت پر نظر اور
فائق میدان بخارا مین پھر آیا کہ پادشاہ کو اس سے خوف پیدا ہوا کہ یہ آسمانی
بلا ہی تو پادشاہ کو لاچار مکان چھوڑنا پڑا اور روپوشی اختیار کی

آنا بغراخانکا بخارا مین اور امیر رضی کا بھاگنا بخارا سے اور پھر آنا امیر کا اوسکے جانیکے بعد

بغراخان بخارا مین چلا آیا اور فائق نے اوسکا استقبال کیا کہ گویا اوسکا خاص یار ہی اور اوسی کے
لوگونمین شمار ہی اور اوسکی رونق کو بڑھاتا ہی اور اوسکے فرمان کا نہایت فرمانبردار کہ گویا اپنے عہدہ
قدیم اور صحبت و اتحاد سابق پر دونو متفق اور بہم ہوے یہان بغراخانکی سلطنت جم گئی
تو فائق نے اوس سے اجازت مانگی کہ مین بلخ کو جاؤن اور تمھاری سلطنت مین اوسکو شامل
کرون اور وہان کے اموال اور خزانے بھی لاؤن بغراخان نے اوسکو اجازت دی وہ
یہانسے ترمذ گیا اور ایک انبوہ فوج بلخ بھیجا کہ اوسکا احاطہ کرین اور عامل متعین کیا کہ بندوبست
پرگنون کا کرکے محصل حاصل کرے اور اسوقت امیر رضی نے فرصت پائی کہ بھیس بدل کر
دریامی ہو یہ سے اوتر کر آمل پہنچ گیا اور اوس سے پہلے اوسکے چند خواص بان اور غلام حیران
و پریشان ہو چکے تھے ان لوگون نے اپنے پادشاہ کا آنا عید جانا اور ایسی خوشی ہوئی کہ
گویا دوبارہ زندہ ہوے اور یہ سب جمع ہوے اور کچھ سامان اور انبوہ ہوا اور امیر رضی نے
ابو علی بلعمی کو اپنا وزیر معتمد بنایا کہ اسقدر امارت کا بندوبست کرے تو یہ بیچارہ لاچار ہوا کہ نہ عامل

آنج دربان کو قید کر لیا اور اب تمام بلاد خراسان کے لینے پر اوسکا ارادہ مستحکم ہو گیا

فائق کا ذکر اور اس واقعہ کے بعد جو اوسکا انجام ہوا

فائق نے مرو روذ پر اپنی شکستہ حالی و بد حالی کی اصلاح کے لیے اقامت اختیار کی اور
سامان اور حال درست کر کے بے طلب اور بے اجازت بخارا کا ارادہ کیا امیر کو سنکر شبہہ
ہوا شہلہ گانون پر کہ قریب بخارا کے ہے آن پہونچا اور اوسکے مقابلے مین آنج اور بکتوزون
دربانونکو مع اپنے اور اپنے باپ کے غلامون کے سوم ربیع الاول [illegible] ہجری
کو بھیجا اور مقابلہ ہوا تو فائق بھاگا اور اوسکی جمعیت مین بھی ہزیمت ہوئی کوئی مارا گیا کوئی گرفتار
اور بھاگ کر کنارہ جیحون پر پہونچا اور ناگاہ کشتی ناقص پائی اوسپر سوار ہو کر عبور کر گیا اور بلخ پہونچا
کہ یہان چند دن اقامت کر کے ترمذ گیا اور پے در پے خطوط بغراخان کو بھیجے کہ بہت جلد
آوے اور بخارا سے والی جوزجان ابو الحارث احمد بن محمد فریغونی کو فرمان گیا کہ فائق کو پکڑ
پاوے اوسکو قتل کرے اور ابو الحارث مذکور ایک جمعیت کثیرہ لیکر اوسپر چلا اور فائق کا غلام ارسلان
نام پانسو آدمی ترک وغیرہ لیکر اوسکے مقابل آیا تو لشکر ابو الحارث ان پر ایسا آن پڑا گویا باز
پر پڑتا ہے اور انکو مار کر بالکل تتر بتر اور پریشان کر دیا اور میدان مین لاشونکا فرش ہو گیا اور
مال بیشمار و بے حساب ہاتھ آیا اور یہ فتح کر کے بلخ کو چلے اور جب طاہر ابن الفضل ابو المظفر
ابن احمد کو کہ نہایت جلیل القدر اور مستحکم الرای اور صاحب متانت تھا شکست دیکر صغان
کا مالک ہو گیا تو ابو المظفر فائق کے پاس گیا کہ اوس سے مدد لیوے فائق نے اوسکی مدد کی
اور ایسے لوگ اوسکے ساتھ کر دیے کہ اوسکو اوسکی جگہ پر بٹھلا دیوین اور طاہر ابن الفضل کو
ہمراہیان فائق کا بلخ مین موجود نہونا غنیمت ہوا سو یہ موقع دیکھکر بلخ پر آیا کہ وہان غالب ہو
لیکن اہل بلخ اوسکے مقابلے مین سرگرم ہو کر آمادہ جنگ ہوے اور لڑائی واقع ہوئی اور
نیزہ و شمشیر چلی ایک عرب نے طاہر ابن الفضل کے جو نیزہ مارا تو وہ گھوڑے سے گر گیا عرب نے
اوسکا سر کاٹ لیا اور جب طاہر کا مرنا مشہور ہوا تو اوسکے ہمراہی حیران ہو کے بھاگے
کوئی گھر مین چھپتا تھا اور کوئی پتھر کے نیچے دبکتا تھا اور جب سے آنج حاجب ترک مین قید ہو کر
سلطنت ماوراء النہر مین ضعف شروع ہوا اور ارکان و بنیادہای سلطنت گرنے لگین اور امیر

مطابق ۹۹۹ع

کچھ چھلے اور نہ وہ مٹے نہ وہ چیرے نہ وہ پھٹے اب ابوعلی کو اور بھی ناز ہوا اور زیادت رتبے اور خطاب مین
اور بھی پانون پھیلائے کہ جسقدر اسکے باپ اور اور سپہ سالارونکو بھی وہ خطاب اور رتبہ نہوا تھا پھر امیر
بھی راضی نہوا تھا کہ عنوان نامہ پر لقب اور کنیت منسوب بخطاب ولا ہووے یعنی عماد الدولہ ابوعلی الی
امیر المومنین اور یہ سب غلام آزاد کردہ دولت سامانیہ کے ہین اب امیر رضی نے یہ بھی قبول کیا اور جو
خطاب کہ اوسکی درخواست تھی پورا کیا اور جو درخواست کہ ابوعلی نے پادشاہ سے کی تھی اوسکے نوکر کے
پاس تھی اور اوس نوکر کے پاس ایک قاصد ارسطا طالیس لقب فروکش تھا جبکہ پادشاہ آمل شط پر مقیم تھا
تو اوس قاصد نے کہا کہ ای امیر پادشاہ آج اگر تجکو خطاب امیر دیوے تو ہوسکتا ہی لیکن کل بھی آنیوالی ہی
تو چاہیے کہ ایسا خطاب اختیار کیا جاوے کہ آپ پر زیبا ہووے اور تمھارے ذکر مین مناسب ہووے
پس اوسوقت آنکھین رونے لگین اور دل پگھلنے لگے پر اوسکی وہ ہی سنگدلی رہی اور سوای وعدے اور
تاخیر کے اور کچھ اوس سے نکلا لیکن اللہ تعالی نے امیر رضی کی ایسی مدد کی کہ مصیبت اوسکی دور
ہوتی اور اوسکی ولایت اور اوسکی جگہ پر پھر پونہچا دیا اور امیر رضی کا کام بخیر وخوبی ہوگیا اور غدر والون کو
سوای اپنے فعل بد کے اور کچھ میسر نہوا اور اللہ تعالی اپنے بندون پر ظلم نہین کرتا ہی

بغراخان کا نکل جانا بخارا سے اور امیر رضی کا جانا بخارا مین

بغراخان کو بخارا مین ایک مرض لاحق ہوا کہ اوسکو وہان ٹھہرنا دشوار ہوگیا اوس نے وہانسے کوچ
کیا اور اوسکے باقیماندہ لشکر کو ساکنان بخارا نے اپنے دیار سے نکال دیا اور غزیہ نے کہ قوم ترک
ہی بغراخان کا تعاقب کیا اور بغراخان اپنے مرض کی شدت مین گرتا پڑتا بھاگا چلا جاتا تھا
آخر کار مرگیا امیر رضی کو جب یہ خبر پونہچی تو جو لوگ کہ اوسکے ساتھ تھے اونکو لیکر بخارا آن پونہچا اور
اوسکے آنے سے اور بخارا پر قرار پذیر ہونے سے لوگ ایسے خوش ہوے جیسے روزہ دار عید کے
چاند سے اور اہل قحط بارش سے خوش ہوتے ہین اور بخارا اور سمرقند اور سب اوسکا ملک فساد سے
خالی ہوگیا اب ابوعلی کو جو یہ خبر ہوی کہ سب فتنہ جاتا رہا اور جتنی آگ کہ اوس نے لگائی تھی
سب بجھ گئی اور یہ جانا تھا کہ یہ امر ایسا ہوگا کہ کسی طور نہ ٹلیگا اور یہ سنگ سخت ایسا ہی کہ کبھی نہ ہلیگا
اور سوای اسکے جو شرطین برابری کی کہ آپسمین ٹھہری تھین بغراخان نے اونکی رعایت نکی بلکہ
ابوعلی کو اس طور خط لکھا کہ جیسے پادشاہان بخارا اپنے سپہ سالارونکو لکھا کرتے ہین تو باز وا اوسکے

ہین اور نہ مال ہے نہایت تنگ حال ہے اور لوگونکی کثرت ہوتی جاتی ہے اور پہلے عبد اللہ بن عزیز
وزارت سے موقوف کرکے خوارزم بھیجا گیا تھا اب پادشاہ نے حکم دیا کہ اوسکو فرمان جاری ہو
کہ وہ پھر حاضر ہوکر وزارت اور امور مہمات کا بند و بست کرے ابن عزیز نے یہ غنیمت جانا
بہت جلد آیا اور خوشنودی پادشاہ مین حیلہ ڈھونڈھنے لگا اور پادشاہ نے شروع فساد اور شور
اتراک سے پے در پے فرمان عماد الدولہ ابو علی محمد ابن محمد ابن سیمجور پر جاری کرنے شروع کیے کہ وہ
ولایت اور کار جنگ اور مدد رسانی مین معتمد ہے اور پادشاہ ابو علی کو یہ لکھتا تھا کہ اہل بغی و فساد
کرنا چاہیے کہ ملک انتصاف ہووے اور مال بھی اوسکو دیا اور محاصل خراسان جو
اوسنے دبالئے تھے سب سے چشم پوشی کی تاکہ ابو علی کچھ خوشنود ہووے اور مدد اور کمک شاہی مین
مصروف ہووے اور ابو علی نے چند ماہ تک وعدے کیے کہ مین فراہمی و آمادگی کرکے کو
کرون گا اور اتنی مدت مین نیشاپور سے سرخس اور وہان سے مرو گیا اور یہ ابو علی صرف اسکا منتظر
کہ بغراخان اس ملک مین آوے اور مین اوس سے تقسیم کرون کہ جیحون کا ادہر کا ملک تو
اور اودھر کا ملک یعنی ماوراء النہر اونکا ہے اور ابو علی کے ہمراہی اوسکی اس تمنا کو بہت جلو دیتے
تھے اور کہتے تھے کہ اب اسکا وقت آپہنچا اور قریب ہے کہ دولت ہاتھ آوے کیونکہ ہر طرف
اور ہر وجہ سے سلطنت مین نقصان اور فتور ہے اور جو کوئی کہ اس سلطنت کی مدد پر تکلیف کرے
اوسکو بجز خذلان اور رسوائی کے اور کچھ نہوگا کہ اب زمانہ اوسکے ادبار کا ہے اور اوسکی بنیاد مین سب
سست ہین جب سلطان نے آمل شط پر قرار پکڑا تو لکھا کہ اب پوشیدگی نا اہل ہوئی اور
یہ وقت ہے کہ جو اچھی بات ہے وہ قبول کرو اور اپنے بزرگون کا اقتدار کرو کہ وہ اس سلطنت کے
ساختہ ہین اور باعتبار مدد اور کمک کے اسکے بزرگ ہین اور سوا ہمارے ہمنے سب سے امید قطع
کی ہے اور قبل آنے بغراخان کے بخارا پر پادشاہ نے ابو علی کو بہت خط لکھے اور نہایت فریاد
اور زاری مدد اور کمک کے لیے کی منجملہ انشاء ابو علی دامغانی کے ان خطوط کی ایک فصل ہے
اور وہ یہ فصل ہے سلطنت اپنے ستونکی محتاج ہوتی ہے جب کہ کوئی اوسکی میخین ہلا دیوے
خدا سے ڈر یہ سلطنت تیرے پاس فریادی آئی ہے تجھ سے پناہ لیتی ہے اس خط کی تاثیر ابو علی
اتنی ہوئی کہ جتنی ہوا کی نم سے بھاری پتھر کو ہوتی ہوگی کہ نہ اپنی جگہ سے ہلے اور نہ اوس سے

نہین ہی بسبب بہت نرمی سے مدد کی درخوست کی آور رفقا اور ہمراہیان سبکتگین کو مال کی طمع
دی سبکتگین نے اوس خط اور قاصد کو نہایت خوشی اور اشتیاق سے قبول کیا اور بہت جلد چلا کہ اور انہ
سے اوتر کر امیر رضی سے ملے اور جو اوسکا مقصود ہو وہ سنے اور امیر رضی نے ناحیہ کش پر اوسکے
استقبال کے لیے خیمہ لگایا اور امیر سبکتگین وہان پہونچا اور دونون ملے اور جیسا کہ کچھ اوسکی
اور اوسکے لشکر کی آراستگی اور درستی سنی تھی ویساہی دیکھا اور امیر سبکتگین نے عذر کیا کہ مین بسبب
بڑھاپے کے اپنے مقام فرودگاہ سے موافق رسم و قاعدہ سلاطین کے آداب خدمت بجا لانے کے
لیے حاضر نہین ہو سکتا امیر رضی نے جو اوسکی عنایت منظور تھی کہا کہ یہ تکلیف آپکو معاف ہے مگر جبکہ
صف آرائی ہوئی اور لشکر درست ہوے اور سبکتگین کی نظر بادشاہ امیر رضی پر پڑے
اور اوسکا جاہ و جلال ور رعب اور شان سرداری ور شوکت شاہی اوسکے چہرے سے نمایان
دیکھے تو نیچے اوترا اور آداب خدمت باقاعدہ کہ جسکی معافی ہو گئی تھی خود بخود بجا لایا اور بادشاہ
رضی نے بھی نہایت عزت سے اوس سے ملاقات کی کہ ایسی مجلس ور ملاقات تعظیم و تکریم کی
سنی نہین گئی اور امیر رضی نے حکم کیا کہ سامان ضیافت کیا جاوے امیر نے کہا کہ جو کچھ انکے
ہمراہیون کے لیے لائق ہووے وہ سب دیا جاوے اور بعد اوسکے بادشاہ نے
کہا کہ اب ابو علی اور فائق کے مقابلے مین مصروف ہونا چاہیے کہ فساد رفع ہووے امیر سبکتگین نے
بحسن اطاعت ور حسب قدر استطاعت اوسکو قبول کیا اور اجازت مانگی کہ مین اپنے وطن جاؤن
اور وہان سے سب سامان درست کرکے بکوشش کامل ور سامان تازہ کے اس امر پر متوجہ ہونگا
امیر رضی نے اوسکو رخصت کیا اور خلعت فاخرہ اور اموال کثیرہ جو کچھ کہ شایان قدر شاہی تھا
اوسکو عنایت کیا اور دونون اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوے اور امیر سبکتگین یہان آکر
سامان ور فوجکی تیاری مین اور تیر اور تلوار کی درستی مین مصروف ہوا اب ابو علی کو اس تدبیر شاہی کی خبر ہوئی اور سب
اوسکے اسباب ور طریقے تدبیر کے گم ہو گئے اپنے ہمراہیون سے مشورہ شروع کیا کہ اب اس تدبیر بادشاہی کی کیا تدبیر کیجاوے
تو یہ صلاح ٹھہری کہ فخر الدولہ کو اپنی طرف رجوع کیجیے اور اوس سے عہد و پیمان مضبوط کیجیے کہ روز سختی اور مصیبت مین کام آوے
اور ابو جعفر ابن ذو القرنین کو فخر الدولہ کے پاس بہت ہدیہ لیکر بھیجا اور اسی قدر ہدایا اور مال اوسکے وزیر صاحب اسمعیل
بن عباد کے لیے الگ بھیجے کہ وہ انکی مدد پر ساعی رہے اور مجھ سے ابو جعفر نے کہا کہ مین

ڈھیلے ہوگئے اور رونق اوسکی زائل ہوگئی اور عقل وہمت اوسکی جاتی رہی کیونکہ سب باتین اوسکی تدبیر
خلاف ہوئین اب اوسنے اپنے خیر خواہون سے مشورہ لیا ان سب نے مشورہ دیا کہ اب بادشاہ سے
تقرب کیا جاوے اور نئے سر سے تلطف چاہیے اور ایسا حیلہ کرنا چاہیے کہ جس سے بادشا
کی افروختگی مزاج اور تمہارا داغ معصیت دور ہووے اب اونسے بہت مال وروپیے جمع کر
بادشاہ کی رضامندی اور میلان طبع ہووے اور فائق کو یہ معلوم ہوا کہ بادشاہ اپنی دار السلطنت مین
قرار پذیر ہوا ہی اوسکے دلمین آیا کہ اب دار السلطنت پر زبردستی آبیٹھا اور موافق دستور کے احکام جا
کرنے لگا اور امیر رضی جیسا ابو علی سے ناخوش تھا ایسا ہی فائق سے بھی ناخوش تھا کہ ان دونون نے
اوسکی فرمانبری اور حاضر دربار ہونے اور جو اونپر فرض تھا اوسکو اونھون نے ترک کیا امیر رضی نے
سردار اپنے دربانون اور ڈیوڑھی کے لوگون مین سے فائق پر بھیجے کہ اونھون نے فائق کے سا
ایسی جنگ کی کہ لاشون کا زمین پر فرش ہوگیا فائق وہانسے بھاگا اور خستہ حال اپنی جان بچا کر آمل
چلا کہ اوسکے بچے کچھے لوگ اوس سے آن ملے اونکو لیکہ ابو علی کے پاس روانہ ہوا کہ اوسکے ز
مین شامل ہووے اور اوسکی پناہ مین داخل ہووے اور اوسکے سایۂ اطاعت مین رہے لیکن جو آرزو کہ ا
کی واسطے بربادی اور تباہی فائق کے تھے اب برآئی ابو علی نے نہایت تعظیم اور تکریم اور بہت عزت
خندہ پیشانی اور خوشی خاطر سے اوسکا استقبال کیا فائق نے ظاہر کیا کہ اب بادشاہ کی ہکو پر
نکرنی چاہیے تو جو کچھ کہ ابو علی نے بادشاہ کے لیے سامان کیا تھا وہ سب بارادہ مخالفت
اظہار تمرد و سرکشی روک لیا فائق اور ابو علی دونون آپسمین متفق ہوگئے اور خوب صفائی اور عہد نامہ
ہوگیا اور واسطے فراہمی اسباب وسامان کے نیشاپور کو چلے جب بادشاہ رضی دونون سے مایو
ہوگیا تو یہ فکر کیا کہ اب ایسے شخص سے مدد لیجیے کہ ان دونون سے زیادہ زورآور ہو اور جنگ کی تدبیر
خوب واقف ہو تو اوسکے خیال مین آیا کہ ابو منصور سبکتگین بیشک اسلام اور بہت نیک خواہ خدا
ہی اور جنگ وجہاد جو کرتا ہی صرف رفع فساد کے لیے کرتا ہی ابو نصر احمد ابن محمد فارسی کیل سبکتگین
جو امیر رضی کے پاس متعین تھا اوسکے ہاتھ خط دیکر روانہ کیا اور لکھا کہ مین اپنے غلام ابی علی اور فا
کے ہاتھ سے تنگ ہون کہ نہ اونکو حق نعمت ہی اور نہ پاس نمک ہی اب انھون نے ارادہ بعض ا
سلطنت کا کیا ہی اور کوئی صورت نجات کی انکے ہاتھ سے سوا ہی تمھاری اعانت اور مدد کے

اور بادعیش ہین بھی سب ابو علی کی حفاظت اور احتیاط کے لیے آن موجود ہوئی اور امیر رضی اور
سبکتگین بھی چلکر بلخ پر پونہچے اب ابو علی نے سبکتگین کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ مین اور میرے باپ مین
دوستی قدیم اور اختلاط دایمی تھا اب آپ میرے اور پادشاہ رضی کے درمیان وسیلہ ہوکر خونک
کہ ہماری طرف سے اونکے دلمین ہی دور کرا دیجیے اور اونکی آتش غضب کو بجھا دیجیے کہ
پادشاہ اپنا وقار پھیر قایم کرے اور بدستور پھر حکومت کرے امیر سبکتگین نے ابو علی کی یہ
درخواست قبول کی اور اوسکی درخواست کے موافق صلح کے لیے کوشش کی اور موافق
اپنی عادت کے کہ فتنہ وفساد سے بہت ناراض تھا لڑائی موقوف کردی اور امیر رضی سے یہ پیغام
صلح مشافہۃ اور تحریرا چندبار کہا کہ اللہ تعالی جیسا عفو اور مغفرت اور احسان اور بخشش کرتا ہی
تمکو بھی ایسا ہی لازم ہی کہ معافی اور درگذر اور صلح بہت خوب ہی اور دنیا وعقبی مین نہایت پسند
امیر رضی نے باوجودیکہ اوسکا شعلہ غضب بر سر افروختگی تھا اور اوسکو نہایت نفرت تھی یہ صلح اور
معافی اس شرط پر قبول کی کہ اپنے عصیان کی سزا مین ایک کروڑ پچاس لاکھ درہم تین قسط کرکے
دلوے کہ یہ رسم صلح کی ہی امیر سبکتگین نے یہ صلحنامہ لکھا کہ میرے ہاتھ پر میری کوشش اور تدبیر سے
یہ صلح اس طور پر مقرر ہوئی اور پھر اہیان ابو علی نے ہس زرتاوان کو اپنے اوپر تقسیم کرلیا جن پر اوسکی
مدد واجب تھی اور اونکو غنیمت ہوا کہ ابو علی سلامت رہا مگر ابو علی کے چند جوانون اور نوعمرون کو
یہ صلح کہ جسمین مصلحت ساری خلقت کی تھی ناپسند آئی اور چند کردی اور ترک اور چند مفلس تہیدست
لشکرگاہ امیر سبکتگین پر چڑھ گئے اور اوسکے غلام کو کہ فیلخانے کا داروغہ تھا پکڑکر مار ڈالا اور
جسکو غافل پایا مار دیا اور سوا اسکے یہ ہوا کہ ابو الفضل زیادی ابو علی کا پیادہ جو گھاٹ پر متعین تھا
دامن کوہ مین امیر سبکتگین کے کیپ سے ملا اور کہا کہ تمھاری سعی بیفایدہ ہی اور تمھارا امیر ایسے امر مین سعی
کرتا ہی جو شدنی نہین ہی اور جبتک کہ ہماری آنکھین اپنی سپاہی کی نگہبان ہین اور ہمارے کندھے
پر تلے تلوارون کے لیے ہوے ہین ہم اس صلح کے خواہان اور مددگار نہین شعر

قسم کعبے کی مجکو جب تلک تلوار قائم ہی	نہوگا کام یہ ثابت نہوگی صلح یہ قائم

اس سب واقعے کی خبر امیر سبکتگین کو پونہچی نہایت غضبناک ہوا ابو علی کی قوم کی بدقبالی سے
تعجب کیا اور جنگ پر آمادہ ہوا اللہ تعالی سے اپنی صدق کوشش مین خیر اور برکت مانگی

صاحب ابن عباد کے پاس گیا اور تحفہ دیکر اپنے آقا ابو علی کیطرف سے یہ کہا کہ یہ تحفہ حقیر اور کم قیمت
آپ کے لیے لانا ایسا ہی کہ ہجر مین خرما لیجاوین یعنی آپ کے یہان ایسے ایسے تحفے بہت اور بیقدر
ہین پر صاحب مذکور نے کہا کہ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجر مین خرما صرف تبرک کے
لیے لیجاتے ہین نہ تحفے کے لیے یعنی تحفہ جو تم لائے ہو بطور تبرک ہی اوسکی تعظیم اور تکریم واجب ہی
سو صاحب مذکور نے اس کام مین بہت کوشش کی اور دوستی اور الفت طرفین سے خوب مستحکم و
مضبوط ہو گئی اور خطوط اتحاد و دوستی کے جاری ہونے لگے اور امیر رضی جب آمل شط مین چلا گیا
تھا اوسوقت مامون ابن محمد حاکم جرجان اور ابو عبد اللہ خوارزم شاہ نے بہت کام تقرب اور خدمت کے
کیے تھے مال اور آدمیون سے حاضر خدمت رہتے تھے یہ احسان اونکا پادشاہ کو یاد رہا اور چاہا
کہ اونکے حسن خدمت اور حسن طاعت کا بدلا دیوے تو قصبہ نسا مامون ابن محمد کو اور قصبہ ابی ورد
خوارزم شاہ کو جاگیر دیا اور اونکا عمل اونکو سپرد کر دیا ان دونون نے اپنے اپنے پرگنہ جاگیر کی
درستی اور تدبیر کر لی لیکن چونکہ ابو علی اور مامون مین دوستی قدیم تھی اس لیے ابو علی نے اوسکو تو قصبہ
نسا پر قبضہ دیا اور خوارزم شاہ کو ابی ورد پر قبضہ نہ دیا کہ اس سے دوستی نتھی اور کہا کہ قصبہ ابی ورد
میرے بھائی ابی ابراہیم کی جاگیر ہی جبتک کہ اسکا بدلا اوسکو نہ ملیگا تب تک کوئی اور اسپر قبضہ
نہ کر سکے گا اور ابو علی نے خوارزم شاہ کے ہمراہیون کو اوس سے نکال دیا اور حکم دیا کہ اوسمین
گھسنے نہ پاوین خوارزم شاہ نے اس امر کو اپنے دلمین رکھا اور منتظر فرصت اور وقت کا ہوا کہ
پھر بدلہ لیا جاویگا اسکی شرح ہم آگے بیان کرتے ہین اب موافق وعدے کے امیر سبکتگین خوب
سامان اور مدد لیکر غزنہ سے چلا اور ہندوستان سے جو ہاتھی ہاتھ آئے تھے اونکو آگے
روانہ کیا اور جوزجان پر امیر رضی آ پہنچا اور اوسکے والی امیر ابی الحارث فرغونی کے پاس رہا
کہ اتنے مین امیر سبکتگین بھی وہان جا پہونچا اور اوسکے ساتھ شار پادشاہ ملک غور اور اوسکے
صوبہ وغیرہ سرداران بلاد بھی اپنی اپنی فوج لیکر آن جمع ہوے اسقدر انبوہ اکٹھا ہو گیا کہ
رستے بند ہو گئے اور چراگاہ اور پانی کے گھاٹ سوکھ گئے اور ابو علی اور فائق بھی نیشاپور سے
ہرات کو چلے کہ اس جانب ابو علی کا سپہ سالار اور غلام ایلمنکو نام موجود تھا ابو علی نے ہرات پر خیمے
لگائے کہ دشمنون [illegible]

بچا سوای اوسکے کہ بھاگ نکلا یا کمر سے ہتھیار جوشن زرہ کھولدیے اور امیر کے لشکر کو وہ مال ہاتھ لگا کہ اگر
مقدار فدیہ دیتے تو مقدار سلح ادا ہو کر بہت بچ رہتا اور اونکی آبرو اور جانین بچ جاتین اور یہ جنگ بھی نہوتی
ب ابو علی بھاگا اور نیشاپور پونچا اور لشکر ہزیمت خوردہ بھی اوس سے جا ملا اور وہان جا کر اپنا سامان اور
شکستہ حالی درست کی کہ آگے کا سفر کرے کہ کوئی اہل فوج یہان نہ آجاوے اور پھر لڑائی شروع ہووے
ب امیر رضی اور امیر سبکتگین اور امیر محمود نے ہرات پر خیمے ڈالے کہ کچھ آرام لیا اور ہرات کا مال فراہم کیا اور
میر رضی نے امیر سبکتگین کو ناصر الدین والملۃ اور اوسکے وارث محمود کو سیف الدولہ لقب دیا اور سپہ سالار
بجای ابو علی کے کیا اب سیف الدولہ ایک لشکر لیکر نیشاپور چلا اور لوگون کے دل اوسکی ہیبت سے اور دشمنون
کے دل اندوہ سے بھر گئے اور اس معاملے مین ابو الفتح بستی نے یہ شعر کہے ہین شعر اول شعر

کہ سیف الدولہ نے ایسا کیا نظم | کہ سارے کام فارغ نظم سے ہین

ب اوسکا ذکر بلقب سیف الدولہ ہوگا جبتک کہ اوسکا استحقاق ثابت ہو کر اوسکو سلطنت سے ملے اور
لقب یمین مشہور ہووے اس واقعے مین ابو عامر تجدی سے نے یہ شعر کہا ہے شعر

حوادث کو گہو چھپ جائین ناکام | کہ سیف الدولہ نے روشن کیا پاک

ب یہ سب نیشاپور چلے اور ابو علی وہان سے بھاگا کہ جرجان پونچا اور وہان ٹھہر کر بہ بنا وعدہ
مددگاری کہ فخر الدولہ نے کیا تھا اوسکو اپنا حال لکھا کہ مین بیقرار ہو کر تمھاری ولایت مین آیا
ہون اور سوای تمھاری مملکت کے اور سب سے انقطاع کیا ہے اور ابو نصر حاجب کو بھیجا کہ سارا حال بیان
کرکے درخواست کرے کہ بذات خود مدد کرے اور مال سے بھی مدد دیوے فخر الدولہ نے اپنے وزیر
صاحب کو حکم دیا کہ جو ہمنے وعدہ کیا تھا اور جسقدر مال کہ ہمنے اوسکے لیے جمع کیا تھا وہ ہرروز ابو علی کے
قبیل کو دیتا رہے اور دو لاکھ (۲۰۰۰۰۰) درہم آمدنی خراسان سے اوسکے لشکر کے لیے بھیجے اور ابو علی اور
فائق آخر موسم سرما تک اوس سرزمین مین رہے اور جسوقت امیر سبکتگین اور سیف الدولہ نیشاپور
لیتے تو امیر رضی کو یہ ڈر ہوا کہ یہ دونو ابن عزیز کے درپے ایذا رسانی کے ہین تو امیر رضی اوسکو
دس لیگیا کیونکہ ابن عزیز نے امیر رضی کے ذہن نشین کیا تھا کہ مینے جو آپکو نصیحت کی ہے کہ انکو دونون
سے مناقشہ نکیجیے اس لیے یہ مجھپر ایذا رسانی کا وقت دیکھتے ہین سیف الدولہ محمود اس امر سے
ہرات کے لیے اور اپنی اطاعت جتلانے کے لیے روانہ ہوا اور عبد اللہ کو جو اس تہمت اور

اور ابو علی کو لکھا کہ اپنے تیر اور تلوار درست کر رکھیے مین اب آتا ہون کہ سوای تلوار اور کارزار کے اور کچھ کام نہ ہوگا اور کوچ کیا اور فرونہ کے میدان مین جا پہونچا بدھ کے دن پندرھوین رمضان ۳۸۴ ہجری کو اپنا لشکر درست کیا اور داہنے اور بائین صف آرائی کی اور ہاتھیونکی صفین باندھین گویا پہاڑ یا ابر سیاہ معلوم ہوتے تھے اور امیر رضی محمود سبکتگین کے پاس لشکر کے بیچ مین کھڑے ہوے کہ اونکے

مطابق ۹۹۴ء

شعر

گرد مردان کارزار اور پہلوانان و لاور موجود تھے	ایسے تھے خوفناک کہ ڈرتی تھی موت بھی
ہمت بلند اور بہادر ہین جنگ مین	اب یہ لشکر آگے چلا گویا زمین چلی آتی ہے یا پہاڑ

اوٹھے آتے ہین ستارے بکدر ہو گئے آسمان پھٹا جاتا ہے گویا قیامت ہو گئی اور گھوڑون کی ٹاپون سے یہ گرد اوٹھی کہ گویا آفتاب کو گہن ہو گیا اندھیری رات اولٹی آ گئی اور ابو علی نے بھی اسیطرح لشکر کی ترتیب دی فائق لشکر کے داہنے طرف اور ابو القاسم ابن سیمجور اور الپتگین بائین طرف اور آپ قلب لشکر مین کھڑا ہوا یہ لشکر تلوارون کی چمک سے اور سرخ و سفید ہتھیارونکی دمک سے لشکر طاؤس معلوم ہوتا تھا اور آفتاب جو روشن ہوا تو آنکھونکو چکا چوندی لگنے لگی اور ایک جہان روشن ہو گیا جب دونون لشکر قریب ہوے تو فائق نے اپنی جمعیت کے ساتھ سلطان کے بائین طرف لشکر پہ حملہ کیا کہ اونکو منتشر کر دیا اور اونکے قدم اوکھڑ گئے اور پھر ابو القاسم نے اپنی جمعیت کے ساتھ اپنے مقابلے کے لشکر پہ حملہ کیا اور خوب لڑا کہ متفرق کر دیا پھر دارا ابن قابوس شمس المعالی ابن وشمگیر نے قلب گاہ لشکر ابو علی مین سے حملہ کیا اور انکو یہ گمان ہوا کہ یہ شاید اپنے حقوق النعام سابق اور پیمان و عہد کے لیے کوشش کرتا ہی تا شرف خدمت حاصل کرے یہانتک کہ دونون صفون کے درمیان آیا تو اپنی پشت ڈھال سے چھپائی اور امیر رضی سے امان لیکر اوسکے ساتھ ہو گیا ہم آہنگ ابو علی نے جو دیکھا کہ اوسنے نقض عہد کیا اور ابو علی سے قطع کیا تو اوس سے اولٹے پھرے کہ اور لوگ بھی ایسا نہ کرین اب محمود نے ایسا لشکر لیا کہ زمین پہ بھی بھاری ہووے اور ابو علی کے قلب لشکر پہ حملہ کیا اور ایک غبار اوٹھا کہ آسمان چھپ گیا اور ابو علی والونمین کوئی نہ ٹھہر سکا کہ لڑے یا دفعہ کرے بلکہ سب ایسے بکھر گئے کہ جیسے لڑی ٹوٹ کر دانے بکھر جاتے ہین اور ایسی ہزیمت ہوئی کہ سب ہتھیار نیزے تیر تلوار اولٹے اور اوندھے ہو گئے اور ٹیلے و جنگل اور گھاٹیان سب اونسے بھر گئے پھر امیر محمود نے ایک حملہ اور کیا کہ گھوریون کو چیرتا تھا اور جانون کو زہر ہلاہل دیتا تھا یہانتک کہ کوئی

عباد وزیر فخر الدولہ مرگیا اور چونکہ یہ وزیر ابو علی کا مددگار تھا اور ہر وقت فخر الدولہ کو اسکی امداد اور حمایت پر آمادہ کرتا تھا تو اب ابو علی کو اپنا یہان ٹھہرنا دشوار ہوا اور بہت جلدی کی کہ یہان سے چلے اور انتقام لیوے اور شاعرون نے صاحب ابن عباد کے مرثیے بہت کہے ہین اور ابو سعید رستمی اصفہانی کا یہ شعر اول ہے شعر

بزرگی کی تمنا بعد صاحب	کسیکو ہوگی یہ ممکن نہین ہے

مطابق ۹۹۵

اور غرہ ربیع الاول ۳۸۵ ہجری کو ابو علی جرجان سے سمت جوین کو چلا اور فائق سمت سفراین کو پہلے اوس سے چلا کہ جب نیشاپور سے قریب ہوے تو راستہ کتراکے فائق ابو علی سے آن ملا وہ دونون آمادۂ جنگ ہوکر سیف الدولہ پر چلے سیف الدولہ کو جو خبر ہوئی تو اوس نے امیر سبکتگین کو لکھا اور کچھ فوج لیکر شہر کے باہر آیا اور بانتظار مدد خیمہ لگایا لیکن فائق اور ابو علی نے کچھ انتظار کرنے دیا کہ لڑائی شروع کردی سیف الدولہ نے بھی ایسی لڑائی کی کہ خوب آتش جنگ بھڑکی اور بذات خود مصروف رہا اور طلوع شمس سے غروب تک جنگ رہی ہین خون سے سرخ ہوگئی اور ہاتھیون کے پیرون تلے بہت لوگ روندے گئے کہ وہ جنگ کے گویا ارکان تھے پہلے تو ابو علی کے لشکر نے ارادہ بھاگنے کا کیا پھر اور پکارے کہ اب وقت خلاصی نہین ہے پھر ایک سخت حملہ ہوا اور سیف الدولہ اپنا لشکر لیکر فرودگاہ پدر پر اندھیری رات کو چلا آیا کہ پھر بروز مراجعت لڑائی ہوگی اور انتقام لیا جاویگا اور اونکو اونکی تقدیر پر چھوڑا یہان سیف الدولہ محمود کو شکست ہوئی اگرچہ مورخ حریفون کو دبا گیا اور بہت اسباب اور سامان کہ جنکا لیجانا دشوار ہوا اور بڑے بڑے ہاتھی سیف الدولہ محمود سے یہان رہ گئے اور مردان ہندوستان اور بہت لشکری لوگ اوسکی صحبت اور خدمت سے جدا ہو گئے اب ابو علی کو اس حال سے اپنے استقلال اور حال قدیم کی طمع ہوئی لیکن اللہ تعالی نے یہ واقعہ اوسکے استیصال اور تباہی کا سبب کیا جب ابو علی نیشاپور پونہچا تو مشورہ یہ ہوا کہ سیف الدولہ اور امیر سبکتگین کا تعاقب کرے اور اونکو سامان کے درست کرنیکی فرصت ندے اور قوت اور مدد حاصل کرنیکی مہلت ندے اب ابو علی یہان تباہ حال اور حیران اور پریشان بیٹھا نہ کچھ تاب و توانائی اور نہ کچھ عقل و دانائی اور تہیدست مفلس اس خوف سے کہ اوسکا لشکر اوسکو چھوڑ دیگا یہ بہانہ شروع کیا کہ اونکو قتال اور جنگ کا پیغام دیتا رہے اور بخارا خط لکھنے شروع کیے کہ میرا قصور معاف ہووے اور توبہ اور عذر قبول ہووے اور ایک خط امیر سبکتگین کو لکھا جیسا کوئی سست نہایت غمگین اوسکا ہاتھ اور زبان پر کچھ قابو نہین ہے بے بدی مرضی اور استمزاج کے فائق اور اوسکے لشکر نے میر سیف الدولہ سے لڑائی کی کہ جسمین سیف الدولہ

بیغلنجوری سے اپنی جانکا ڈر ہوا تو رات کے وقت بھاگ گیا اور امیر رضی نہایت اقبال اور مہربانی سے سیف الدولہ کے خیمے مین آکر اوس سے ملا اور نہایت خوشی اور خوبی کے ساتھ اوسکو واپس رخصت کیا اور خود مرو کو چلا کہ ابن عزیز کو ساتھ لیوے اور وہانسے بخارا آنکر اپنے تخت پر جلوس کیا اور امیر سبکتگین اور محمود سیف الدولہ نے نیشاپور مین عدل گستری اور امان بخشی کی اور وہ رسوم خوفناک کہ پہلے سے جاری تھین سبکو ڈھونڈھ ڈھونڈھکر موقوف کیا اور مصلحت عام کے دربے ہوے لوگونکے دل خوش ہوے اور سب کام درست ہو گئے اور رستون مین امن ہو گیا اور قافلہ اور رفقا آنے جانے لگے اب امیر سبکتگین ہرات گیا کہ وہا نکے رسوم دیکھے اور سیف الدولہ العہدہ سپہ سالاری اور سرداری کے نیشاپور مین رہا اور ابو علی منتظر تھا کہ رے سے مال آوے تو اپنا حال اور اپنا لشکر درست کرے سو ابو نصر دربان نے اوسکو لکھا کہ مین نے سب حال اور پیغام فخر الدولہ کو خوب کہہ سنایا مگر جواب فخر الدولہ یہہ ہے کہ مثل بادشاہون کی مثل بڑے دریاؤ نکے ہے کہ اوسکے پانی موج مارتے ہین اونکی نہرین خوب جاری ہین لوگ اونکی کثرت پانی کی اور اونکی موجونکی دیکھتے ہین پر اونکو خبر نہین غافل ہین کہ کتنی نہرین ہمسے جدا ہوتی ہین اور کس قدر نالے ہمسے نکلتے ہین اور اگر ہمکو آمدنی خراسان پر قدرت ہوتی تو اوسکو بیشک ہم اپنی ولایت مین ملا لیتے کہ ناف زمین اور خلاصۂ اقالیم ہے مگر ہمنے جو کچھ کہ میسر ہوا بہیجوا نکی اور عذر ظاہر ہی نہین ہو سکتا ہے ابو علی اس جواب سے پریشان ہوا اور فائق اور اپنے سب سرداران فوج سے صلاح لی کہ آب کیا تدبیر ہے اب ان سبکی راے مین اختلاف ہوا کسی کی یہہ راے ہوی کہ جرجان مین ٹھیرین اور بنام امیر رضی کے خطبہ پڑھین اور فخر الدولہ کے آدمی جرجان سے نکال دین اور امیر رضی کو ایک عرضی بمضمون اطاعت اور ذمہ داری خراج رسانی کے لکھی جاوے کیونکہ اس ولایت کی طلب مین بڑے بڑے بادشاہ عاجز ہو گئے ہین باوجودیکہ جان و مال بہت خرچ کیا اور اب جرجان امیر رضی کو مفت اور بے کھٹکے ہاتھ لگ جاویگا اور نقد مال کو بیچنا بعوض مال گم شدہ کے محال ہے اور نقد کو بعوض قرضہ کے چھوڑنا بیعقلی ہے اور فائق نے یہہ مشورہ دیا کہ سیف الدولہ محمود کی جمعیت اوس سے جدا ہے اور اوسکا باپ بھی یہان نہین ہے اور آب وہوا جرجان کی اوسکے لشکر کو بہت مضر ہے اور اوسکی گرمی سے بھی اونکو تکلیف ہے تو یہہ فرصت کا وقت ہے سیف الدولہ سے لڑنا چاہیے سب لوگ اسپر متفق ہو گئے اس لیے کہ سبکو اشتیاق اپنے وطن کا ہے اور ابو علی کو بھی سب نے تنگ کیا کہ اونکی مدد کرے اتنے مین خبر آئی کہ صاحب ابن

اپنا لشکر بھیجا سوارون اور پیادون نے لڑنا شروع کیا یہانتک کہ سارا دن گذر گیا ابو علی نے اپنے
سردارون سے درباب دیر کرنے لڑائی کے مشورہ کیا تو امیرک طوسی اور اور اہل عقل نے یہ صلاح دی
کہ درہ کوہ پر پناہ لیں کہ بمقابلہ امیر سبکتگین کے ہمکو مدد ملیگی کیونکہ وہ بلند اور رکاؤ کی جگہ ہی اور وہان پانی اور
گھانس اور چارہ بہت ہی اور مردان طوس کو امیر پر برانگیختہ کرتے جاوین کہ لڑائی بہت دراز ہووے اور
شبخون اور غارت اور فساد جاری کرین یہانتک کہ امیر کو بد دلی و ملالت ہوجاوے اور اوسکی فوج
اوس سے جدا ہوجاوے اوسوقت خوب دانائی اور قوت اور استحکام کے ساتھ اوس سے لڑینگے اوسکے
نوجوان لوگون نے سنکر یہ غوغا کیا کہ ہمکو کیا ضرور ہی کہ اورون سے مدد مانگین اور دفع الوقتی کرین اور لوگ
کیا یہ نجانینگے کہ ہم جنگ سے باز رہے صرف ایام گزاری کرتے ہین اور لڑائی سے تھک گئے ہم بیشک اونکو
پیالہ موت کا پلاوینگے سو وہ تدبیر جاتی رہی اور تابع یعنی فوج گویا حاکم ہوگئی اور حاکم مامور اور تابع اب صبح کیوقت
دونون لشکر مقابل ہوے اور آمادہ بجنگ اپنی اپنی صف آرائی کی کہ اوسمین ہزارون آدمی نیزہ و شمشیر سے
آراستہ تھے اور امیر نے اپنا لشکر اپنے ہاتھیونکے ساتھ آراستہ کیا اب دونون فوجین قریب ہوئین اور
ابو علی کی داہنی فوج کو کسی کا ڈر نتھا مگر اوس غبار کا ڈر ہوا کہ اونکے داہنے طرف کے گانون سے اوٹھا تو
معلوم ہوا کہ وہ امیر سیف الدولہ ہی اور اوسکا لشکر گویا دریا ہی یا اندھیری رات ہی اونکے قدم لڑکھڑا گئے اور
عقل گم ہوگئی اور یہ گمان ہوا کہ قلب لشکر ابو علی نے امیر کے قلب لشکر پر حملہ کیا تو اونھون نے گویا اوسکی مدد کی
کہ اسمین سیف الدولہ کے حملے سے بچ گئے اور امیر کے صف بندی کو متفرق کیا اور اونکو جگہ سے ہٹا دیا
امیر سبکتگین اپنے خواص غلامونکے ساتھ کھڑے رہ گئے اور اونکے حملے کو دفع کیا کہ وہ اولٹے ہٹے
اور پیچھے سے سیف الدولہ آگیا سو گھرے رہ گئے اور دونون طرف سے تلوار پڑنے لگی اب ایک غبار
اوٹھا کہ سب مشتبہ ہوگئے اور سواے آواز تلوار کے اور کچھ نہین سنائی دیتا تھا اور ہاتھی سوارون کو اپنی
سونڈونمین لپیٹ کر گھوڑون سے اوٹھا لیتے تھے اور قاتل کو مقتول سے ملا دیتے تھے اور سیف الدولہ
نے اوسسے لڑنے اور بدلہ لینے اور شمشیر زنی مین ایسی کوشش کی کہ اگر رستم اپنے زمانے مین سنتا تو
بیشک اوسکی ستایش کرتا اور اوس سے طریقہ شمشیر زنی اور نیزہ بازی کا سیکھتا اور محصورین مین اگر کچھ جان
باقی تھی تو گرد و غبار سے اور رہی سہی بھی جاتی رہی جب غبار ہٹا تو مقتول غبار آلودہ اور مجروح میدان
مین بچھڑے ہوے اور باقی قید جنگ گاہ مین دیکھے اور اونکے پیچھے سیف الدولہ نے گھوڑا دوڑایا اور

سخت ہزیمت ہوئی اور اگر مین اپنی مراد کے لیے کچھ بھی راہ پاتا اپنی پسند اور خواہش کے موافق آرامگاہ
ملتا تو ہرگز نہ چلتے جی خراسان کو نہ آتا اور یہ خط اس لیے لکھا کہ سبکتگین کی کدورت اور ناخوشی خاطر کا دفعیہ
ہووے اور یہ بھی درخواست کی کہ مجھ سے درگذر کرین اور امیر رضی سے بھی قصور معاف کروا دین اور
اس تحریر سے اوسکی حقیقت کھل گئی کہ اب اوسمین کچھ قوت نہین رہی خوب شکار ہو سکتا ہے اور امیر سبکتگین نے
اپنے دیار اور اطراف مملکت مین فرمان جاری کیے اور سب لشکر اور سردارونکو طلب کیا اور ابو نصر بن
ابی زید کو والی سجستان خلف ابن احمد کے بلانے کو بھیجا اور ابی الحارث فریغونی والی جوزجان کو بھی بلایا
اور بادشاہ امیر رضی کو بھی اپنی آمادگی کی خبر دی سو وہانسے سپہ سالاران نواح خراسان پر فرمان جاری
ہوے کہ امیر سبکتگین کے پاس حاضر ہون اور سب طرف سے مدد آنے لگی اب اسقدر فوج امیر سبکتگین کے
پاس اکٹھی ہو گئی کہ اگر ہوا مین اڑین تو سب پرند اوتر آوین اونکے لیے وہان جگہ نرہے اور اگر دریا مین
اوترین تو اوسکی تہ نکل آوے اب امیر سبکتگین اپنا بدلا لینے چلا گویا ایک اندھیری رات چلی آتی ہے یا ایک
روہی کہ سب رستے گھر گئے ہین اور فائق نے طوس مین جا کر امیر سبکتگین کے پاس منافقانہ خط بھیجنے شروع
کیے کہ مین صلح کر کے حاضر ہونا چاہتا ہون اور ایسے ہی جواب نفاق آمیز امیر نے بھی شروع کیے
اور تار وذ کا امیرک طوسی بھی مثل ابو علی کے متردد تھا کہ اب اطاعت کرے یا مخالفت کرے اب
ابو علی نے ابو القاسم فقیہ کو فائق اور امیرک کے پاس بھیجا کہ اونکو ہمسے مائل کرے اور اور طرف
بہکنے سے روکے سو یہ اونکے پاس گیا اور اون دونون سے عہد و پیمان ابو علی کی اطاعت پر لیے
اور ابو القاسم نے ابو علی کو بلایا کہ یہان جلد آوے تا اون دونونکو اپنے ساتھ شامل کرے ابو علی
چلا اور اون دونون سے طایران پر ملا اور صاف دل ہو کر اتفاق کیا اور اندرخ کو خیمہ گاہ پسند کیا
اور خیمہ ڈالا باوجودیکہ ابو القاسم برادر ابو علی ہر طرح اپنے بھائی کی خدمت مین حاضر تھا اور محبت اور
وفاداری مین مستعد لیکن ابو علی نے ہرات اور اوسکے پرگنے کو ابو القاسم سے لیکر اپنے غلام ایلمنگو کو
دیدیے اس لیے ابو القاسم اوسکا بھائی اپنے کاروبار ضروری کا بہانہ کر کے بیٹھ رہا باوجودیکہ
ابو علی کو نیشاپور سے چلتے وقت اوسکی مددگاری کی بہت حاجت تھی اور چلتے وقت انتظار کیا جب
وقت چلنے کا ختم ہوا تو اوسکے آنے سے مایوس ہو گیا اور اوس سے اور بھی اوسکی رسوائی اور تباہی
زیادہ ہوئی امیر سبکتگین نے بمقابلہ ابو علی بیسوین تاریخ جمادی الثانی روز شنبہ ۳۸۴ھ ہجری کو

تدبیر مناسب کیجاوے اور عبد الرحمن ابن احمد کو حکم ہوا کہ قید کیا جاوے سو جیسے اور قید تھے وہ بھی قید
کیا گیا اور بنام والی جرجان ماموں ابن محمد حکم صادر ہوا کہ کسی منشی کو پہلے بھیجدے کہ ابوعلی کا حال بیان
کرے اور جو کچھ اوسکے حقمین تدبیر ہوئی ہے اوسکا ذکر کرے فائق کو غصہ آیا کہ اوسکا قاصد پکڑا گیا اور
ارادہ کیا کہ ماوراء النہر یعنی جیحون سے اوترکر ایلک خان کے پاس اپنی فریاد لیکر جاوے اور اپنی مصیبت
اوس سے مدد مانگے اور ابوعلی کو بھی مشورہ دیا کہ میری مدد کرے اور اس امر مین شامل رہے اس حکم سے کہ ابوعلی
جرجان مین جبتک ٹھہرے کہ اوسکے لیے تدبیر مناسب ہووے یہ مقصود تھا کہ ابوعلی اور فائق مین
تفرقہ ہووے کہ ایکدوسرے کا مددگار نرہے اور جو امر کہ اونھون نے بمخالفت سلطنت اپنے اختیار
یا بے اختیاری سے کیا ہے نہ قابل چشم پوشی ہے اور نہ قابل فراموشی پھر ابوعلی نے فائق سے جدائی
اختیار کی اور یہ منجملہ اسرار الٰہی کے ہے کہ یہ جدائی رسی کٹنے کا باعث اور کیجاوہ گرنیکا سبب ہے شعر

خدا جسکو گرائے کون اوٹھائے | خدا جو بات چاہے کون ٹالے

فائق تو نہر کے اوس جانب عبور کر گیا کہ ایلک خان کے پاس پہنچکر دلیوے اور اوسکے پیچھے بکتوزون چاجب چلا اور حملہ ور ہوا
دونونکی لڑائی ہوئی اور کچھ لڑ بھڑ کے اپنی اپنی راہ لی ایلک خان نے فائق کا استقبال نہایت اچھی طرح
کیا اور خوب سامان سے اوسکی مہمانی کی اور اوسکی وفا امید کا ذمہ لیا اور اوسکے علاقے پر عمل دلانیکا
اقرار کیا مگر ابوعلی نے پھر خطا کی اور توفیق سے محروم ہوا اپنے گناہونکا بوجھ سر پر رکھکر چلا اوسکی
آنکھونمین حیرانی اور پشیمانی کا سرمہ لگایا گیا اور تقدیر سے رستہ اوسپر گم ہوگیا جیسے رتوندیا اونٹ
چلتا ہے کسی شاعر نے یہ شعر ابو محمد حنفی کے لاکر میرے روبرو پڑھے شعر اوّل شعر

خدا کا جو ہے حکم کرتے ہین وہ | اگرچہ وہ دانا ہی تدبیر ہون

اب ابوعلی جانب جرجان موضع ہزار اسیب پر پہنچا کہ یہ جانب غرب مقابل خوارزم ہے تو
خوارزم شاہ نے اپنے آدمی کو حکم دیا کہ اوسکی دعوت کرے اور عذر پیش کرے اور وعدہ کیا
کہ کل ہم خود دریا پار آکر آپ سے ملاقات کرینگے اور حق مہمانی ادا کرینگے اور قریب دو ہزار اوباش
بدمعاش اپنے لشکر مین سے جنگل مین چھپا دیے کہ تاریکی شب مین اوسکو مار ڈالین اور ابوعلی خوش
نامی نے کہ ابوعلی کا معتمد تھا اور اوسکو خوارزم شاہ کے پاس قاصد بھیجا تھا مجھ سے کہا کہ خوارزم شاہ نے
ابن معتز کے چند شعر پڑھے کہ ابوعلی کے پاس بطور نصیحت کے پہنچا وے مین یہ اشعار

جو لوگ کہ درنہ کوہ مین بچ سکے اور راستے گم ہو گئے اونکو پکڑ لیا یہ لوگ ابو علی ابن بغرا اور بکتگین فرغانی
اور ارسلان بیگ اور ابو علی ابن نوشتگین اور اماسار ابن سجان اور جیلی اور لشکرستان ابن ابی جعفر دیلمی تھے
کہ یہ سب سردار اور مددگار اور آبرو ابو علی کی فوج کے تھے اور ابو علی ان گھاٹیون اور پہاڑون مین گھس گیا
یہانتک کہ قلعہ کلات پر پہونچ گیا کہ وسپر جاتے ہوے ہوا کے گھوڑے بھی سہم گھس جاتے ہین اور
گھاٹیون اور چوٹیون پر نظر چڑھتے ہوے پھسلتی ہے اور پھر امیر کے طوسی بھی آیا اب معلوم ہوا کہ اسقدر سب
آگے پیچھے آتے اور راستے جمع ہوے اور اسقدر متفرق ہین اور جو ہاتھی کہ نیشاپور مین ابو علی کے ہاتھ
آئے تھے اونکو اپنے عیال و اتباع کے ساتھ بھیجدیا تھا ابو علی ابن بغرا وغیرہ سب قیدیون نے ابو علی کو لکھا
کہ ہمکو امیر سبکتگین نے بلایا اور آرزومند کیا اور انعام اور بخشش کی اور فرمایا کہ اگر ہاتھی واپس آجاوینگے
تو تمھاری رہائی ہو جاویگی اور درخواست کی کہ ہاتھی بھیجدیے تاکہ ہم چھوٹین امیر ابو علی نے امیر کو حکم دیا
کہ ہاتھی واپس کردین اور ابو علی اور فائق دونون جنگل مین گئے کہ اس تنگ جگہ سے نکلین اور امیر کے نے
ہاتھی امیر کے پاس بھیجدیے اور لکھا کہ یہ کام خاص مینے کیا ہے تاکہ کچھ اوسکا رتبہ ہووے اور ابو علی کا
کچھ خیال نہووے اور ابو علی اور فائق دونون ابی ورد ہوکر قصبہ نسا کو چلے اور فائق کو جو ایک کام پیش ہوا
تو ابو علی کو چھوڑکر اور اپنے غلام لیکر سرخس چلا گیا جب ابو علی کو یہ خبر ہوئی تو فائق کو کہلا بھیجا کہ مین تمکو
کسی حالت مین نچھوڑون گا خوشی ہو یا غم تنگی ہو یا فراغت سختی ہو یا نرمی اور یہ طریق ابتدا مین تو ہمکو بہتر
معلوم ہوا تھا اب تمکو کچھ اور تدبیر سوجھی ہین تمھاری رای کا تابع ہون دیکھو مین تمھارے پیچھے آتا ہون
اور چلا کہ اوس سے جا ملا اور سرخس گئے اور وہانسے مرو گئے جب امیر سبکتگین کو خبر ملی کہ یہ دونون ابو علی او
فائق ابی ورد سے مڑ گئے انکے پیچھے اوٹھا اور امیر سیف الدولہ کو علاقہ نیشاپور پر چھوڑا اور اوسکا ذمہ کیا
کہ ابو علی اور فائق کی خبر لیتا رہے ابو علی اور فائق اپنا کام مرو مین جب کر چکے تو آمل شط کے جنگل مین نکلے
کہ یہان کوئی نہ آسکے کا کیونکہ مسافت بہت سخت ہے اور راستے بند ہین اور چشمے خشک ہوے ہین اور
یہین قرار پذیر ہوے اور ابو علی نے اپنے وزیر ابو الحسین محمد بن کثیر کو اور فائق نے اپنے وزیر
عبد الرحمن ابن احمد فقیہ کو بخارا بھیجا کہ امیر رضی سے عفو قصور کرادین اور اوسکی رضا جوئی کرین اور اوسکے
غلامون اور اولیا سلطنت کی خوشامد کرین سو ابو الحسین ابن کثیر کو اچھی طرح واپس بھیجدیا گیا
اور ابو علی کو لکھا گیا کہ امیدوار و آرزومند رہے اور جرجان مین جا کر ٹھہرے جبتک کہ اوسکے باب مین

استقبال کیا اور ابوعلی کی بہت عزت اور تعظیم کی اور خوارزم شاہ کی بہت ذلت اور خواری کہ کہی نہین جا سکتی
اور ابوعلی کی تعظیم کی کہ اوسکو آدھا مال اپنا تقسیم کر دیا اور اوسکے سب آدمیونکو انعام دیا کہ اونکا حال درست
ہوگیا اور اونکے لیے سامان ضیافت نہایت آراستگی کے ساتھ کیا گویا صنعا کے کاریگرون نے یہ
دستی کی ہی اور اصرار کیا گیا کہ شراب پیوے کیونکہ ابوعلی نے بہت دن سے شراب چھوڑ رکھی تھی لیکن
اسوقت مامون ابن محمد کی خاطر سے پی اب یہ ہوا کہ خوارزم شاہ بلایا گیا وہ اسی حالت قید مین آیا اور
جو کچھ کہ اوس سے پوچھا گیا کچھ جواب ندیا بجز اسکے کہ سر جھکائے زمین کو دیکھتا تھا خلاصہ یہ حکم ہوا کہ گردن
ماری جاوے زمین پر لٹا کر قتل کیا گیا اور خوارزم اب خاص مامون ابن محمد کے قبضے مین آگیا
اور اپنا معتمد بھیجا کہ وہانکا بندوبست کرے اور خطبہ بنام مامون کے پڑھے اور سب اموال اور محاصل وہانسے
لا کر حاضر کرے اور مامون نے پی در پی خطوط درباب سفارش اور عفو قصور ابوعلی کے امیر رضی کو
بھیجنے شروع کیے اور درخواست کی کہ دلجوئی ابوعلی کی کیجاوے کہ اوسکو جو پادشاہ کیطرف سے
ایک خوف ہی وہ رفع ہووے اور اوسکی حالت شکستہ درست کیجاوے وہانسے ان دونون کے
نام حکم آیا کہ ابوعلی یہان آجاوے اور جو آرزو کہ رکھتا ہی پوری ہوگی اور ابوعلی بخارا کو چلا اور اوسکو
اپنے افعال کا خیال بالکل نہ رہا تا کہ اپنی سزا کو پہنچے اور جو حکم خدا ہی وہ پورا ہووے جب بخارا
آیا تو وزیر عبداللہ بن عزیز نے اوسکا استقبال کیا اور بہت سے سردارون اور امیرون نے
آنکر تہنیت اور مبارکباد دی اور اونکے ساتھ چلا کہ ڈیوڑھی پر پہنچا اب اوتر کر زمین بوسی کرنی
شروع کی یہانتک کہ ڈیوڑھی بارگاہ پر آیا اور پردہ اوٹھایا گیا آگے آگے اوسکے دربان چلتا تھا
یہانتک کہ امیر رضی کے سامنے آیا اور آداب خدمت بجالایا اور ذلت کفران نعمت کی اب خوب
اوٹھائی اور اوسکے پیچھے اوسکا غلام ایلمنکو مع اپنے خواص اور سردارون کے آگیا اب امیر رضی نے
گھوڑے کو آواز دی گئی کہ دربار مین آوے گھوڑے کے بہانے سے یہ سب ابوعلی وغیرہ ایک مکان مین
کیے گئے تو ان سب کے طوق اور زنجیر ڈالی گئی اور دروازے پر اولیا سے دولت کے پہرے لگائے
گئے اور سب اونکا سامان لے لیا گیا کپڑے تک اوتار لیے گئے بس آج ابوعلی کا خاتمہ ہوا
اور ایک شاعر نے خوب کہا ہی اور امیر سبکتگین وہین تھا جو خوارزم شاہ اور ابوعلی کے قصے کی اسکو
خبر پہنچی بلخ کو گیا اور وہان بغرض فرمانبرداری اور تلاش مصلحت عام کے اقامت کی جب

ابو علی کے پاس لایا اور ظاہر مین ان دونون مین ابھی تک کچھ رنجش نہ تھی ابو علی نے یہ اشعار پڑھے او
شکریہ ادا کیا اور یہ بھول گیا کہ مجھ سے اوسکو بھی رنج ہوا تھا اور یہ شعار اوسکے لیے کنایہ اور اشارہ مین او
اوس اتکو کچھ حفاظت اور نگہبانی نہ کی اور اوسکے ہمراہی سب غافل ہو گئے اور خوب سوئے یکایک
آواز طبل اور گھوڑونکی ہنہنانے کا شور اوٹھا اور جس مکانمین کہ ابو علی فروکش تھا اوسکو گھیرا اور کہا
کہ نیچے اوتر آوے تا کہ ہماری خواہش ہے آوے کہ اوسکو قتل کرین اب ابو علی کے غلامونے اونکا مقابلہ
کیا پھر ابو علی خود آیا اور سردار فوج سے پوچھا کہ تو کیون آیا ہے اور کیون لڑتا ہے تو اوسنے کہا کہ خوارزم شاہ
نے تمکو بلایا ہے اوسکے پاس چلو کہ آپسمین رفع فساد مقصود ہے اور آپ بکار خود نہایت ہوشیار مین ابو علی
فوراً نیچے چلا آیا اور سردار مذکور کو اپنے پیچھے سوار کیا اور نہر سے اوترکر خوارزم شاہ کے پاس چلے
ہفتے کے فجر غرۂ رمضان ۳۸۵ سنہ ہجری کو خوارزم شاہ کا حکم آیا کہ ابو علی کو قید کرو اور اوسکے ہمراہ
اور سردارونکو تلاش کرو تو جو ہاتھ آئے اونکو پکڑ لیا اور بعضکو اوسکا سپہ سالار اپنے ہمراہیونکے ساتھ جرجان
بھاگ گیا اور منادی کی گئی جو کوئی سوار یا سردار یا پیادہ آج بمقام ہزار اسپ ٹھہریگا وہ قتل کیا جا
سو سب بھاگ گئے اور پریشان ہو گئے جیسے ملک سبا کے لوگ تتر بتر ہو گئے تھے یا جیسے اشعار و امثال
انتشار ہو جاتا ہے اور باقی بہت ذلت اور خواری کے ساتھ قید ہو گئے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے
بذریعہ مامون ابن محمد والی جرجان کے انکی رہائی کرائی اسکا قصہ یہ ہے کہ جب ابو علی کے قید ہونیکی
خبر مامون ابن محمد کو ہوئی نہایت بیقرار ہوا اور بہت آتش غضب بھڑکی اور ساری رات تڑپتے او
اور ستارہ گنتے گذاری اور تدبیر معقول کر کے ایسا لشکر جرار خوارزم شاہ پر بھیجا کہ کار دشوار اونپر آسان تھا
اور خوف وحشت کی جگہ بے دھڑک چلے جاتے اور پہاڑون پر صاف چڑھ جاتے اور جو
وہان محفوظ ہوتے اونکو اوتار لاتے اور بعضکو غلام ابو علی بھی اپنے چند خواص لیے ہوے بدلہ
لینے کے لیے اونکے ساتھ ہو لیا دریای جیحون سے اوترکر کاتب دار الحکومت خوارزم شاہ کو گھیر لیا
اور ہر طرف سے جنگ شروع کی یہانتک کے ایک ایک کو شہر سے باہر لائے اور قید کیا اور خوارزم شاہ
کے گھر مین گھسکر اوسکی مشکین باندھ لین اور ابو علی کو قید سے چھوڑایا اور کیا جلد بدلہ لیا گیا کہ اسیر ہو گیا
اسیر ہو گیا یہ سب باتین خدای تعالیٰ کو آسان ہین ابو علی کو نہایت عزت اور شوکت سے اور خوارزم شاہ کو
نہایت ذلت اور رسوائی سے خالی پالان پر سوار کر کے جرجان لیچلے اور مامون بن محمد نے

مطابق ۹۹۵ع

اجازت دو کہ تلوارین اور بلند نیزے اوسمین ٹوٹین اور قیمت جان ارزان اور بے قیمت ہوجاوے
ایلک خان نے اس جواب سے اوسکی کوشش معلوم کرلی اور حال اوسکے سامان اور قوت کا دریافت کیا
اور وہ بھی مستعد بجنگ ہوا تب کئی نمین تیر بھیجدیے کہ یہ لڑائی پر بلانیکی علامت ہی سو سمت آئے
امیر سبکتگین نے امیر رضی کو لکھ بھیجا آئیے تاکہ بروقت مقابلہ بہت بھاری لوگون پر ہووے اور اوسکی تیزی مین
رخنہ ڈالین اور اپنے ملک مین سے اوسکو نکال دین اب ابن عزیز وزیر کو اپنی جان کا ڈر ہوا کہ وہ حرکت
نالایق کر چکا تھا کہ جسکے لیے بھاگا تھا اور اوسکی تلاش ہوئی تھی اس لیے اوسنے امیر رضی کو یہ نصیحت کی کہ
امیر سبکتگین اور سب والیان اطراف بہت بہتر سامان اور انبوہ لیکر نہر پر عبور کر گئے ہین اور اس محنت نے
کہ بہت دن سے جاری ہی آپکو بہت ضعیف کردیا ہی کہ آپ مین اوسکا تحمل نہین ہی اور آپ کے
جانے سے آپکے ملک کی زینت جاتی رہیگی اور یہ بھی برا ہی کہ آپ اوسکے پاس جاوین کہ اوسکا حال
آپکے حال سے بہت اچھا ہوا اور اوسکے پیادے آپکے سوارون سے بہتر ہون تو تدبیر
یہی ہی کہ خود جانیکی امیر سے معافی ہووے اور سرداران لشکر اور لشکر اطراف بلا وسے بلا کر اوسکے
پاس بھیجدو اور حکومت درباب صلح یا جنگ امیر کی مقرر رہے کہ فیصلہ اوسکے ہاتھ پر رہے کہ
اس طرح بہت آسان ہوگا امیر رضی نے یہی امیر سبکتگین کو لکھ بھیجا امیر نے جان لیا کہ
یہ ابن عزیز کی وسوسہ اندازی اور حیلہ بازی اور کارسازی ہی تاکہ ہماری سعی عبور دریا پر اور لشکر کے
بنانے پر اور سامان لیجانے پر اور مال خرچ کرنے پر برباد جاوے اب امیر نے سیف الدولہ
اور اپنے بھائی کو بیس ہزار فوج لیکر بخارا بھیجا کہ ابن عزیز کو وہانسے نکال دین اور ابونصر احمد ابن
محمد ابن ابی زید کو اونکے ساتھ کیا کہ کار وزارت کا تدارک کرے جو ابن عزیز کے علاقے مین ہی
ابن عزیز کو جو انکا آنا معلوم ہوا تو یقین ہوا کہ موت اوسپر موںہہ کھولے ہوے آتی ہی اور
چاہا کہ زمین مین کوئی رستہ ملے کہ اوسمین گھس جائے یا آسمان پر کوئی سیڑھی ہو کہ اوسپر
چڑھ جاوے جب اس سے لاچار ہوا تو کسی کے مکان مین چھپ گیا اور روپوشی اختیار کی اب امیر رضی
نے ابونصر کو منصب وزارت دیا اور یہ شخص مثل کوکب کے روشن ہی اور بہت عقلمند ہی اوسکے اخلاق
بہت درست ہین اسنے اپنی دانائی اور کارگزاری سے پھر بنیاد قایم کی اور نقصان دور کیا
اور ابوالفتح بستی نے اسکی راست گوئی اور حق بیانی مین چند شعر کہے ہین شعر اول شعر

کہ ابو علی بخارا بلایا گیا اور اوسکے حق مین حکم ہو چکا جو کچھ کہ ذکر ہوا اسی اثنا مین فرمان امیر رضی کا امیر سبکتگین تک
پونچا کہ ایلک خان اوتر اچلا آتا ہے اور جو کچھ مال اور محاصل اس سلطنت کے عمال کے پاس ہے وہ سمیٹتا
آتا ہے تو درخواست یہ ہے کہ اوسکے مقابلے مین جانا چاہیے تا اوسکو روکا جاوے ہمپر کمال احسان ہوگا
کہ ہماری سلطنت زندہ و باقی رہے امیر نے اپنے وزرا اور خیر خواہون سے مشورہ لیا ان سبکی رای
مین تو اختلاف پڑا کسی نے اچھا کہا کسی نے برا کہا مگر اوسکو پاس عزت ہوا اور سب کے خلاف ارادہ
مصمم کیا کہ خود روانہ ہوا اور درستی کرنی شروع کی اور سرداران بلاد اور حاکمان اطراف کو خط بھیجے کہ جلد
آوین اور ابھی سب اکٹھے بھی نہوے تھے کہ خود روانہ ہوا اور درمیان کش اور نسف کے نیازی گانون
مین خیمہ لگایا کہ یہان سب سرداران جوزجان اور ختل اور صغانیان اور اطراف خراسان کے آپونچے اور
امیر سیف الدولہ بھی نیشاپور سے اپنا سامان اور اپنا لشکر لیکر آیا کہ ایک ایک ہزار کے برابر ایک ایک آدمی تھا ایلک خان
کو خبر ہوئی کہ امیر اوس سے لڑنے آتا ہے اوسنے چند معتمد اور خواص امیر کے پاس بھیجے کہ ہم اور تم دونون جہاد
کرکے یہ ملک آپس مین تقسیم کرلیوین اور ہم دین کے اظہار مین کوشش کرتے ہین اور اللہ تعالی کی حجت قائم کرتے ہین
ہم حقدار ہین کہ خراسان اور ماوراء النہر کا محاصل لیوین نہ وہ شخص کہ اپنے گھر کا فرش ہو رہا ہے صرف
اپنی جان اور بد نکی خواہشون مین ہے نہ کبھی جان بازی پسند یعنی جنگ مین آتا ہے نہ کبھی تلوار کو میان سے
نکالتا ہے اور ہم جو خطر اور ضرر اوٹھاتے ہین نفع لینے کے مستحق ہین نہ یہ شخص یعنی امیر رضی کہ
دشمنان خدا پر تلوار اوٹھانا اپنے دین مین جائز نہین جانتا ہے مگر جبکہ کوئی اوسکو تنگ کرے تو لاچار
اپنی جان سے دشمن کو دفع کرے گا پس اب دونون باتون مین سے جو مناسب ہو موافقت
یا مفارقت اختیار کرو کہ مین موافق تمھارے کہنے کے کرونگا اور اگر تم میرے قتل پر دست درازی
کروگے تو مین ہرگز نکرونگا کہ مین اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہون پس امیر سبکتگین نے جواب بھیجا
کہ اس عالم بیکسی مین اوسنے مجھہ پر اعتماد کیا ہے اس لیے ضرور ہوا کہ مین اوسکی آرزو برلاؤن کہ ملازمین
دولت نے امیر رضی کو اکیلا چھوڑ دیا ہے اور اوسکے پروردہ نعمت نے اوسکا کفران نعمت کیا ہے چشم پوشی
نسبت ظلم کے بہت بری ہے اور اوسکا ملک اوسکے ہاتھہ سے نکلا جاتا ہے اور میرا ہلاک ہونا
مع اپنے تمام اموال کے کہ تمام عمر مین حاصل کیا ہے بہت بہتر ہے کہ داغ رسوائی اور بدنامی اختیار
کرون اور نکوکاری اور احسان چھوڑون سو تمکو چاہیے کہ تم اس ملک سے قطع طمع کردو یا اوس جنگ کا

ابو القاسم ابن سیمجور ابو علی کے بھائی کا ذکر

ابوالقاسم کچھ دنون اپنے بھائی سے جدا ہوکر گوشہ نشین رہا جب امیر سبکتگین نیشاپور سے خاستر
پونہچا تو یہ بھی اوسکی خدمت مین بہ نیاز حاضر ہوا امیر نے بھی اوسکی عزت کی اور اوسکو تقویت دی
اور اوسکے خوش کرنیکا ذمہ کیا اور امیر رضی کو لکھ بھیجا کہ قہستان اسکو عنایت ہووے امیر رضی نے
قبول کیا اور فرمان کا حکم دیا اور ایک خلعت بھی بھیجا تاکہ امیر سبکتگین کو ثابت ہووے کہ اوسکا کہنا
امیر رضی نے قبول کیا اور ابوالقاسم کو زمرہ ملازمین پادشاہی مین عزت دی گئی سو ابوالقاسم
خوش ہوکر باسباب آراستہ سرسبز و سیراب جگہ قہستان مین جا رہا یہانتک کہ امیر سبکتگین کو
سفر ماوراء النہر دریا پار ترک کی تدبیر کے لیے کرنا پڑا تو امیر نے اسکو بھی بلایا کہ وہ بھی ارکان دولت و
اور سرداران سلطنت مین شامل ہووے سو اوسکو کچھ انجام کا خیال ہوا اور کچھ بدگمانی ہوئی
کہ ابھی اوسکے بھائی کے ساتھ سوا ہی ذلت اور رسوائی کے اور کیا کیا اس لیے یہ سمجھا
اور یہ بھی جانا کہ یہ ٹھہرنا موجب ایسی مصیبت اور رنج کا ہوگا کہ اکیلا اوسکو دفع نکر سکیگا اور خراسان
خالی ہونا غنیمت جانکر نیشاپور چلا گیا اور اوسکے ساتھ ابونصر ابن محمود حاجب بھی شامل ہوگیا اور باقی اور
لوگون کا اکٹھا کرنا شروع کیا یہ خبر امیر سبکتگین کو پونہچی تو اوسنے سیف الدولہ کو حکم دیا کہ نیشاپور جاوے
اور اپنے بھائی بغراجق کو اوسکے ساتھ کیا کہ ان دونون نے جو یہان استحکام کیا ہے اوسکو اوکھاڑ دین
اور اونکو نکال دین لیکن خود بھی چلا اور ان دونون پر اکتفا نکیا اور بلخ سے انکے پیچھے ہو لیا ابوالقاسم
اور ابن محمود انکے لشکر دیکھکر ڈرے اور بھاگ کر استوا مین پونہچے کہ شاید جان بچے اور دونون امیر انکے
پیچھے چلے کہ جیسے بکریونکو بھگاتے چلتے ہین یہانتک کہ خراسان سے نکال کر حد جرجان پر پہونچا دیا
اور امیر طوس کو روانہ ہوا اور وہان ٹھہرا اونکو خبر ملی کہ امیر یہان آن پونہچا سو اونہون نے اپنے بھاگنے
مین بہت جلدی کی اور سیف الدولہ اور بغراجق خراسان سے ان دونونکو نکال کر پھر امیر سبکتگین کے پاس
آگئے اور فخر الدولہ ابن بویہ امیر کیخدمت مین بمقام بلخ تحفے سونے او چاندی کے لیکر نہایت نیاز سے حاضر
ہوا امیر سبکتگین نے اوسکے بدلے چند تحفے اور تین ہاتھی دیے اور اپنا معتمد عبداللہ منشی بھی ساتھ کر دیا
تو لوگون نے کہا کہ یہ شخص امیر نے صرف جاسوس بھیجا ہے کہ تمہاری حقیقت اور لشکر کی تعداد سلطنت کی
کیفیت دریافت کرے فخر الدولہ نے امیر سبکتگین کو لکھا کہ قاصد ہر شخص کا اوسکی زبان ہے اور دل اوسکا

ابو نصر مطلوب ہی اوسکے قربان ‌ ‌ ‌ ستم اور خرابی وہ کرتا ہی دور

اور جب اوسکو وزارت میسر ہوئی تو یہ شعر لکھے شعر اوّل شعر

ہر اک سائل کو پونچا دو یہ پیغام ‌ ‌ ‌ ادھر آوے کہ وہ رستہ نہ بھولے

اور امیر سبکتگین کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ابن عزیز نے ابتک ابو علی کو زندہ رکھ چھوڑا ہی کہ کسی دن
کام آویگا اور اوسکو اپنا سامان جنگ کر کے امیر سبکتگین سے لڑے گا اور امیر رضی کو لکھ بھیجا کہ
خواہش یہ ہی کہ ابن عزیز کو یہان بھیجدو سو امیر رضی نے سیف الدولہ کے پونچنے سے پہلے
کرنا و جب جانا اور ابن عزیز اور الپتگین کو ایک عماری پر سوار کر کے بھیجدیا کہ یہ اوسکی عمر کا خا
امیر نے حکم کیا کہ ابن عزیز کو ایسے محل مین بٹھلا کر دیر لیجاوین کہ اگر اوسکو خواب مین دیکھتا تو
زندگی سے استعفا دیتا اس عرصے مین کہ سیف الدولہ بخارا جاوے ایلک خان اپنا انبوہ تر
آگیا اور از سر نو صلح کی درخواست کی اور امیر نے اس لیے کہ امیر رضی نے اپنے آنے
کیا تھا مصلحت جانا کہ اوسکی صلح قبول کرے اور یہ شرط کی کہ ایلک خان قطوان سے پرے
اور قطوان پر اپنا دخل نکرے اور امیر اپنے عامل اور پیادے نہ بھیجے اور چونکہ ایلک خان نے
کے لیے سفارش کی اور کہا کہ یہ بھی بسبب خدمتگزاری خاندان رضی کے کچھ حقدار ہی اس لیے
فائق کو دیجاوے اور یہ صلحنامہ طرفین کے سردارون اور علما کے روبرو لکھا گیا اور ہر ایک نے اپنی
لی امیر سبکتگین بلخ گیا اور سیف الدولہ نیشاپور اور چونکہ بسبب ترکستان کے امیر رضی کا
سبب دور ہوا ابو نصر مہمات وزارت پر متوجہ ہوا کہ ولایت تو اب کم ہو گئی محاصل مین قصو
کچھ کہ تنخواہ وغیرہ مصارف لکھے ہوے تھے اونکو کافی نہوے اس لیے بڑا شغل اور ا
اوسکا واسطے زراعت کے تھا اور ایام گزاری کرتا تھا اور خون کا بدلہ خون دیتا تھا ایکدن او
ایک نوکر نے اوسکی وزارت کے پانچوین مہینے کے شروع پر مار ڈالا اب امیر کو یہ خیال
شاید امیر سبکتگین کو یہ خیال ہوگا کہ اسکا قتل ہمارے ایما سے ہوا ہی اس لیے بہت اندو
کیا اور بڑی مصیبت بیان کی اور خود گھر سے باہر نکلے اور جنازے کی نماز پڑھی اور قاتلون
ناک کان کاٹنے کا حکم جاری کیا اور مضراب قوشچی نے یہ مرثیہ میرے سامنے پڑھا شعر اوّل شعر

بہت غمگین ہین خود جان کے دل ‌ ‌ ‌ بزرگی خود سراسیمہ پھرے ہی

روپوشی ہوگی تو میرا حال پوشیدہ رہیگا کہ یہانسے نکلکر اوس عورت سے اپنی ضرورت نکالے تو یکایک جاسوسوں نے آن پکڑا اور جہان اوسکا باپ قید تھا لیجاکر قید کیا یہانتک کہ حکم قضا جاری ہوگیا یہ قید ایسی تھی کہ قوت اوسکی زائل اور بُرے طور سے اوسکی عمر تمام ہوئی اور کشی بہت اچھے شاعر نے یہ شعر کہا تھا شعر

نہولے جبتلک پورا جو کچھ قسمت مین لکھا ہی	نہین آتا خلاف اوسکے کسی کی عقل مین گرچہ

اور امیرک طوسی سیف الدولہ کے لشکر مین شامل تھا جب امیر سیف الدولہ کو سفر عبور نہر جیحون کا درپیش ہوا تو اوسنے بنظر احتیاط و بندوبست امیرک طوسی کو بھی ابوعلی وغیرہ کے پاس حوالات مین بھجوا دیا اتفاقاً وہان یہ سب مارے گئے امیر سبکتگین طوس سے پھرتا ہوا جو بلخ مین آیا تو خبر ملی کہ ابوعلی اور اوسکے ہمراہیان سب قید مین مر گئے اور اوسکے بعد بڑی بڑی خبرین سلاطین اور سرداران خراسان و عراق کے مرنیکی آنے لگین کہ گویا موت کا تار بندھ گیا اور گویا ایک کے بعد دوسرکی موت مقرر تھی اور صورت یہ ہی کہ ابوعلی کے مرنیکے بعد مامون ابن محمد والی جرجان کے مرنیکی خبر آئی اوسکے سپہ سالار نے اوسکی دعوت کی تھی اوس دعوت مین اوسیکے لوگون مین سے کسی نے اوسکو مار ڈالا کہ اس دعوت مین بجای سرود کے رونا اور بجای خوشی کے ماتم ہوا اور اوسکے بعد خبر آئی کہ امیر رضی چند دن بیمار رہکر ۱۳- رجب ۳۸۷؁ ہجری کو بروز جمعہ مر گیا اور بعد مرنیکے رضی لقب ہوا اوسکے مرنے سے سلطنت پر زلزلہ پڑ گیا اور اب امیر سبکتگین پر بلحاظ اوسکی بہن اور اوسکے بچون اور غلامون کے بڑی بڑی مصیبتین پڑنے لگین اب یہ بھی بیمار پڑا اور زندگی سے ناامید ہوا اور اپنے وطن غزنہ کے جانیکا مشتاق ہوا کہ وہانکی آب و ہوا سے راحت پاوے اور شفا ہووے سو راستے ہی مین غزنہ تک پہونچنے نہ پایا کہ مر گیا اور جنازہ غزنہ لیگئے اور بہت تعجب ہی کہ ایکدن مین اوسکے پاس موجود تھا اور اتفاقاً بیماریون کے آنے اور جانیکا ذکر چلا تو امیر نے ابوالفتح منشی کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ ای صاحب ہماری جان جو موت لیجاتی ہی اسکی ایسی مثل ہی کہ بال بر منجملہ ریوڑ کے ایک بھیڑ کو پکڑتا ہی اور زمین پر ڈال کر ہاتھ پانون اوسکے باندھ دیتا ہی اور وہ خلاف عادت بخوف مرنیکے تڑپتی ہی اور ہاتھ پانون مارتی ہی پھر جب بال کتر چکتا ہی تو اوسکو چھوڑ دیتا ہی اور اوسکے ہاتھ پانون کھول دیتا ہی تو وہ

مفسر ہی اور یہ شخص کہ یہان آیا ہی اوسکا قول ظاہری اور ہی اور ارادہ باطنی اور ہی اور خلاصہ اس خط کا یہ تھا
کہ اگر امیر کو دریافت کرنا منظور ہو تو معلوم کرلے کہ یہ امیر تخت سلطنت جو ناف زمین مین ہی صرف جوانان
زورمند اور شیران سیاہ رنگ سے قائم ہی اس کلام سے امیر سبکتگین کو خلجان ہوا اور فخرالدولہ نے جو دوستی کا
نام لیا تھا اوسمین خدشہ معلوم ہوا اور اوسکے پیچھے ایک خط اور ابوالقاسم کے ہاتھ بذکر رعایت دوستی کے
بھیجا اور یہ بھی لکھا کہ امیر رضی اگرچہ ہمپر رعایت رکھتے ہین اور رشتہ مندی کا بھی خیال ہی لیکن جو امر کہ بذریعہ
امیر سبکتگین کے مترتب ہووے اوسکو نہایت منتظم اور درست جانتے ہین اس لیے درخواست ہی کہ آپ
مجھ سے دل سے ایسی محبت رکھیے کہ عہد و پیمان محبت کے ایسی مضبوط اور مستحکم ہون کہ اونپر قسم کھانا
درست ہو اور مخالفت اور کنارہ کشی دور ہو جاوے سبکتگین نے یہ درخواست قبول کی اور اوسکو ایسا دوست
بنایا کہ اپنا ہمراز کیا اب ان دونون مین بخوبی صفائی ہوگئی اور سب طرح کی کدورت زائل ہوئی اور
ابوالقاسم سیمجور نے خراسان سے ناامید ہوکر فخرالدولہ کے پاس امان لی فخرالدولہ نے دہغان اور
قومس اور جرجان کے پاس اوسکو ٹھہرایا اور کچھ اسکے لیے مقرر کردیا کہ اوسکے اور اوسکے نوکرون کے
کام آوے باقی قصہ اسکا اسکے موقع پر ذکر ہوگا اب مونس نام خادم امیر رضی کا امیر سبکتگین کے پاس آیا
کہ بعد ابی نصر کے جو منصب وزارت خالی ہی اب کسکو دیا جاوے کہ کفیل کار ہووے امیر نے
اس کام کو امیر رضی کی مرضی پر چھوڑا کہ اپنے لوگون مین سے جسکو مناسب ہو مقرر کرو اوس نے
ابوالمظفر محمد ابن ابراہیم برغشی کو وزیر کیا اور بدستور خلعت اور انعام دیا ابوالمظفر نے خوب کام کیا
جب تک کہ امیر رضی زندہ رہا نہایت انتظام اور آہستگی سے انجام دیا یہانتک کہ امیر رضی مرگیا
امیر سبکتگین اب بلخ گیا اور سیف الدولہ نیشاپور جبکہ طوس پر جنگ ہوئی تو ابوالحسین ابن ابوعلی ابن
سیمجور قاین مین تھا اور اپنے باپکی ہزیمت سنکر رے چلاگیا فخرالدولہ نے اوسکی بہت تعظیم کی اور
خلعت دیا اور وہ مسند کہ جسپر پادشاہ بیٹھتے ہین اوسکو دی اور پچاس ہزار درہم اوسکی تنخواہ ماہیانہ
مقرر کی اور علاوہ اسکے اور بھی خلعت اور انعام ہمیشہ دیتا تھا کہ اور اپنے ہمسرون سے اوسکو عزت
زیادہ ہووے کہ کچھ تو اوسکے باپ کا لحاظ تھا اور کچھ یہ خیال تھا کہ ایسا شخص اوسکے اولیاے دولت
اور ملازمین نعمت مین ہووے اب تقدیر نے اسکو دھکا دیا آرام اور راحت چھوڑ کر بھاگ گیا
کہ اپنی خواہش کے موافق نیشاپور گیا وہان ایک عورت اسکی معشوقہ تھی اور یہ گمان کیا کہ جب تک

کہا کرتی ہی یہ دنیا پکارے	ڈرو تم قتل و غصّے سے ہمارے

مسمی علی ابن مامون ابن محمد اپنے باپکا جانشین ہوا اور لوگون نے اوس سے بہت جلد بیعت کی
اور ملک اوسکی طرف رجوع ہوگیا اور امیر رضی نے اپنے فرزند ابو الحارث منصور ابن نوح کو اپنے
ملک کی وصیت کردی تھی جب وہ بیمار ہوا اور مرگیا تو سب ارکان دولت نے منصور سے بیعت کی
اور بادشاہ کیا اور اوسنے اموال بیشمار اور دولت بیحساب لوگون کو انعام اور بخشش کرنی شروع کی کہ سلطنت
خوب جم گئی اور سب مطیع ہوگئے اور ابو المظفر محمد ابن ابراہیم برغشی بدستور وزیر رہا اور امیر سبکتگین نے
اپنے ملک کی وصیت اپنے بیٹے اسماعیل کے لیے کی تھی اور اوسکو اپنا خلیفہ کرکے وصیت کی
تھی کہ ہمارے جملہ امور معمولی بدستور جاری رہین اور سب داروغون اور سردارون کو اوسکی متابعت
پر وصیت کی جب امیر سبکتگین مرگیا تو سب اہالیان ملک نے اسماعیل پر اتفاق کیا اور حسب وصیت اس سے
بیعت کی اور اسماعیل نے ماتم سے فارغ ہوکر تخت شاہی پر جلوس کیا اور لوگون کو انعام و بخشش دیکر
خوشنود کیا اور ابو الحسن علی فخر الدولہ کے بعد لشکران دیلم نے اوسکے فرزند مجد الدولہ ابوطالب رستم
کو امیر بنایا اور سب کار ریاست اور انتظام سلطنت اوسکو سونپ دیا اور اوسکو خلیفہ وقت سے مجد الدولہ
کہف الملۃ لقب ملا پس ہر ایک کا بیان آگے آتا ہی ابو الحارث منصور ابن نوح کو جب سلطنت پہونچی
تو اوسکی عمر نوجوانی اور شروع بلوغ پر تھی اور اصالت اور نجابت اور دانائی اوسکی ظاہر اور روشن
ابو المظفر محمد ابن ابراہیم کو بدستور وزیر رکھا اور فائق کو بھی ملک کا مدبر اور کفیل کار کیا اور سیف الدولہ
جبکہ بخارا جاتا تھا تو عبد اللہ ابن عزیز اوس سے پہلے ترکستان کو چڑھ گیا تھا اب کہ امیر رضی مرگیا تو اوسنے
ابو منصور محمد ابن حسین اسبیجابی کو برانگیختہ کیا کہ خراسان کی سپہ سالاری لیوے اور ایلک خان کو بھی اپنی
مدد کے لیے بخارا پر لے آوے جب مقصود حاصل ہوگیا تو ان دونون کے ساتھ ایلک خان
روانہ ہوکر سمرقند پر آپہنچا اور اوسکے روبرو سبزہ زار زمین پر خیمہ لگایا ابھی اوسکے غلام و خدام خیمہ وغیرہ کی
درستی اور تیاری مین تھے ابو منصور اوس سے ملنے گیا تو پہلے اسکو بہانے کھانا کھانے اور حمام کرنیکے
روکا اور پھر حکم دیا کہ یہ اور ابن عزیز قید رکھے جاوین سو اوسکے پانونمین بیڑی ڈالی گئی اور پھر ایلک خان نے
فائق کو بلایا اور اوسکی خوب عزت اور تکریم و تعظیم کی اور تین ہزار فوج اوسکو دی کہ ہمارا مقدمۃ الجیش ہوکر
بخارا کو چلے سو وہ موافق حکم کے چلا ابو الحارث کو یہ خبر ہوئی تو اوسکی دہشت سے مع اپنے لوگون کے

خوش ہوتی ہو کہ گویا اوسکی جان پھر آگئی اور اوسکو نجات ہوئی پھر جب دوسرا سال آتا ہی تو بابل بر پھر اوسکو پکڑ
پچھاڑتا ہی تو اوسکو کچھ آرزو ہوتی ہی اور کچھ ڈر رہتا ہی اور گمان کرتی ہی کہ جیسے سال گذشتہ مین کیا تھا ویسا
ہوگا اور پھر نجات ہوگی پھر اوسکو نجات ہوتی ہی اور خوشی خوشی چلتی پھرتی ہی اور پھر تیسری بار بابل برا اوسکو
قصائی کے حوالے کرتا ہی کہ وہ اوسکے گلے پر چھری پھیر ہی دیتا ہی حالانکہ اوسکو ابکی بار بالکل اطمینان
تھا کہ جیسے پہلے دو تین بار پچھاڑا اور بابل کتر کے چھوڑ دیا ابکی بھی چھوڑ دینگے ایسے ہی ہمپر بھی بار بار مرض
اور تکلیفات آتے ہین لیکن چونکہ اچھے ہوجاتے ہین اس لیے ہر بار گمان نیک ہوتا ہی کہ ناگاہ نوحہ گر
عورت پکارتی ہی کہ فلان مرگیا یہ مثل کہکر قریب چالیس دن کے زندہ رہا سو بہت تعجب ہوا کہ تقدیر
اوسکی زبان سے گویا اوسکا مرنا بیان کروادیا اور مرنے سے پہلے سہل آباد کو خوب تعمیر کیا تھا لیکن رہنا
میسر نہوا کہ مرگیا اوسکے بیٹے نے اوس عمارت کو نحس جانکر چھوڑ دیا کہ خراب ہوگئی اور ایک مرد فاضل نے
جو اوس مکان پر گذرا تو یہ کہا شعر اوّل شعر

	تجھکو ای گھر سلام ہی میرا	تیرا گھر ہوگیا ابھی خالی	

اور لعنت ہی اس دنیا پر کہ گویا سوسمار ہی جو اپنے ہی بچونکو کھاتی ہی اور نہایت ستمگار ہی کہ نہ پیمان کی رعایت
ہی اور نہ حق کی حفاظت ہی اور اس زمانے کی گردشونکی اللہ سے فریاد ہی ابو الفتح بستی نے
یہ مرثیہ کہا ہی شعر اوّل شعر

	کرامت اور بزرگی دیوے اللہ	امیر ناصر الدین مرگیا ہی	

اور اور بھی شعر کہے ہین شعر اوّل شعر

	خدا پر بھروسا کرو یار تم	اوسی کو بناؤ مددگار تم	

مطابق ۹۹۷ع

اور اوسکا اور فخر الدولہ علی ابن بویہ کا مرنا آگے پیچھے ہوا کہ یہ دونون شعبان ۳۸۷ ہجری مین
مرے ہین اور فخر الدولہ کے مرنے کا یہ حال ہی کہ اوسنے اپنی تفریح طبع کے لیے طبرک پہاڑ پر ایک
قلعہ بنایا تھا وہان جاکر بیٹھا اور کہا کہ گاے کے گوشت کے کباب ہوین تو اوسکے روبرو گا
ذبح ہوکر کباب ہوتے تھے اور وہ کھاتا تھا اور اوسپر اوسنے انگور کھاے اور شراب بہت سی
پی پس تھوڑی دیر نہ گذری کہ درد شکم ہوا اور گرگراہٹ کی ہونے لگی یہانتک کہ مرگیا اور ابو الفرج ساوی
نے یہ مرثیہ کہا ہی شعر

چھوڑ اٹھا سے لیا اور خزانہ اتنا بھی نہ ہا کہ بروقت ضرورت کام آوے اب اسماعیل کو ضرورت ہوئی
کہ اونکی تنخواہ وغیرہ دینے کے لیے وہ اسباب نکالے کہ امیر مرحوم نے صرف عزت کے لیے جمع کیا تھا
اور یہ سب اہل فوج وغیرہ اسی طرح اسماعیل پر ناز کرتے رہتے تو بیشک وہ اس اسباب کو بہت جلد تباہ
کر ڈالتا اور پھر یہ سب ارکان دولت تتر بتر ہو جاتے اب امیر سیف الدولہ کو اپنے باپ کے مرنے کی خبر
پہونچی تو رسم ماتم کر کے اسماعیل کو جھٹ خط تعزیت کا لکھا اور پیچھے اوسکے ابو الحسین حمولی کو بھیجا کہ جا کر
اسماعیل سے یہ کہے کہ مجکو حق بزرگی ہی اور وجہ ہی کہ مین سب خاندان کا کفیل ہون اور تم بجاے
میری آنکھ کے ہو یا بجاے دست قوت کے یا اونسے بھی بہتر اور مین تمھاری سب خواہش اور
رضامندی مین خوب کوشش کرتا رہونگا اور جو کچھ کہ تمکو باپ نے وصیت کی ہی اسکی وجہ یہ ہی کہ تم پاس
موجود تھے اور مین اونسے دور تھا میرے لیے وصیت نکر سکے کہ وہ جلدی مر گئے اب مشورہ
یہ ہی کہ حاکم ریاست تو تم رہو اور اموال ریاست جسقدر ہی آدھون آدھ بانٹ لین اور غزنہ کہ میرے عیال
اور سب خاندان کے لوگ وہان ہین اور آرامگاہ خاص و عام ہی صرف مجکو اس شرط پر دیدو کہ بلخ یا نیشاپور
مع تمام علاقے کے تم لیلو اور اسماعیل نے جان لیا کہ وہ سختی اور نکبت ہی جو اللہ تعالی نے اوسکی
قسمت مین لکھی ہی اور سواے انکار اور التواے جواب کے اور کچھ نہ کیا اب والی جوزجان ابو الحارث
فریغونی واسطہ ہوا کہ ان دونون کا جھگڑا مٹا دیوے اور دونونکو اعتدال اور انصاف پر قایم
کر دے اور یہ بھی چاہا کہ دونون میرے روبرو ملاقات کرین اور آپسمین بالمشافہہ اپنی مراد کے
موافق باتین کر لین کیونکہ روبرو مین جو کچھ لحاظ اور پاس ہوتا ہی وہ غیبت مین کم ہوتا ہی امیر
سیف الدولہ نے یہ بات پسند کی اور چاہا کہ یہ کام ہو جاوے مگر اسماعیل نے قبول نکیا اور
اوسنے اس کام مین کچھ شبہہ جانا اور ایسا خوف اوسکے دلمین بیٹھ گیا اور وہم وگمان ایسا غالب
ہوا تھا کہ اوسکا آرام بھی جاتا رہا اور مناسب جانا کہ مال جو مانگا ہی اس ملاقات سے دیدینا بہتر ہی اور
ایک دن سیف الدولہ ہمدانی کے شعر جو اوس نے اپنے بھائی ناصر الدولہ کے
حقمین بتعریض الفت پڑھے تھے مین نے اسماعیل کو سنائے شعر

بزرگی تمکو دی اللہ نے لائق تھا مین اوسکے	کہا مینے نہووے فرق مجھ مین اور بھائی مین

ان شعرون نے اوسکے دل پر کچھ اثر نکیا اور اوسکے کانون سے اوپر اوپر اوڑ گئے اب امیر سیف الدولہ

جو کچھ چھوٹے بڑے موجود تھے جلد بخارا سے نکل گیا کہ کوئی تدبیر معقول اور کوئی وجہ درست اسکو نہ سوجھی
فائق نے بخارا آکر زمین پر سر جھکایا اور دربانونکی مجلس مین بیٹھا اور ابو الحارث اور سلاطین گذشتہ کے ملک اور
امور کے تہ و بالا اور درہم و برہم ہونے پر قلق و افسوس ظاہر کیا اور مشائخ بخارا کو سپر تکلیف دی کہ ابو الحارث کو
بخارا مین بھیج لاوین ابو الحارث نے اس قول پر اعتماد کیا اور ایک فرمان لکھا کہ اوسکی اطاعت اور تقرب کی
خوبی اوسمین بیان کی شروع نامہ یہہ ہی کہ جو شخص کہ خلوص و محبت کو اپنی باگ بناوے کہ وہ اوسکی مدد کرتی
رہے اور نصیحت کو اپنا پیشوا بناوے کہ وہ اسکی رہنمار ہے تو اوس جا ٹھہرنا کہ خلوص و محبت اوسکو ٹھہراوے
اور اوس جگہ آنا کہ نصیحت اوسکو بلاوے بہت خوب اور مبارک ہی ابو الحارث فائق کی مخالفت سے بے خوف
ہوکر بہت خوش ہوا اور بے سوچے سمجھے بکتوزون حاجب و داروغہ کلان کو بعہدہ سپہ سالاری نشاپوری
دروازے پر بخارا بھیجا اور اوسکا سنان الدولہ لقب ہوا اور پھر جیحون سے خود اوترا آیا اب فائق نے
اوسکا استقبال کیا اور سب رسمین خدمت و نیاز کی بجالایا اور حق اطاعت جو فرض تھا ادا کیا اور فائق بخارا
مین امیر کو لایا اور سب کار سلطنت بدستور جاری ہوے اور آتش فتنہ سب فرو ہوئی اور چونکہ فائق اور
بکتوزون مین قدیم عداوت تھی اس لیے امیر ابو الحارث نے فائق کو قسم دی کہ جو عداوت اور کینہ
تمھارے دلمین اسکی طرف سے ہی اوس سے درگذر کرو اور معاف کرو کیونکہ تم دونون باتفاق ہماری
خدمت اور متابعت مین ہوگے سو فائق نے قسم کھائی اور اطاعت ظاہر کی اب امور سپہ سالاری
بکتوزون کو سپرد ہوے اور سب دولت اور اموال خراسان کے بے کھٹکے ابو الحارث کے پاس جمع ہوگئے اب
بکتوزون کا دماغ پھرا اور شقاوت اوسکے دلمین پیدا ہوئی اور پادشاہ کی خدمتگذاری سے تجاوز
کرکے ایسا امر پیش کیا کہ ملک تباہ ہوا اور زمانے مین اوسکے لیے ایک ایسی عیب کی یادگاری
رہی کہ اوسکا دھبہ کسی طور نہ دھویا گیا اور اوسکی گرد چہرے سے کسی طور دور نہ ہوئی

امیر سیف الدولہ اور امیر اسماعیل اوسکے بھائی مین جو واقعہ ہوا

جب امیر سبکتگین مرا اور سلطنت اسماعیل کو سپرد ہوئی تو اوسنے دولت تقسیم کرنی شروع کی
کہ اہل فوج اور ارکان سلطنت اوس سے متفق رہین لیکن اہل فوجکو معلوم ہوا کہ اسماعیل بہت
سست اور ضعیف تدبیر ہی اور نوجوان اور کم عمر ہی اور یہہ بھی ڈرتا ہی کہ اوسکا بھائی اوس سے
ملک چھین لیگا تو سب نے طمع کی اور اتفاق کیا کہ تنخواہ معمولی سے زیادہ لیوین یہانتک کہ جو کچھ امیر سبکتگین نے

سب لشکر اور غلامون کو جمع کیا اور سب کردی اور عرب کو بلایا بہت قوت اور جمعیت ہوگئی اور فائق اور
بکتوزون مین جو عداوت تھی اس لیے فائق ہر وقت حیلہ دیکھتا تھا کہ اوسکو ہلاک کرے اور ابوالقاسم کو
فائق نے کہلا بھیجا کہ اگر تم بکتوزونکو عاجز کرکے نکالدو تو مین سپہ سالاری تمکو دلوا دونگا اس تعلیم نے
ابوالقاسم کو جرجان سے نکالا اور نقد کو قرض پر چھوڑا اور ملک کو خطرہ قمار مین ڈالا اب ابوالقاسم بقصد نیشاپور اپنے
مردمان تجربہ کار کے ساتھ جرجان سے چلا اور ابوعلی ابن ابی القاسم فقیہ کو اپنا مقدمۃ الجیش بنا کر اسفرائین بھیجا
کہ وہان بکتوزون کا تھوڑا لشکر تھا مین لڑائی جاری ہوگئی اور ابوعلی کی مدد پونہچی شروع ہوئی اور بکتوزون
کے لوگ نیشاپور بھاگ گئے کچھ زخمی اور کچھ شکستہ حال کچھ مارے گئے کچھ قید ہوے اب ابوالقاسم
اوسکے پیچھے نیشاپور گیا کہ گویا ابر کو ہوا لیے جاتی ہی اور نیشاپور کے سامنے نہایت شوکت کے ساتھ
پڑا اور بکتوزون نے ابوالقاسم کو کہلا بھیجا کہ جنگ مین کبھی ادھر غلبہ اور کبھی اودھر غلبہ اور اوسپر نازکرنے
یعنی بھروسا کرنا خلاف عقل ہی اور لڑائی کا دروازہ کھولنا آفتون کا سر پر لینا ہی اور لڑائی وہی کر سکتا ہی
جسکو کوئی وجہ صلح اور اصلاح کی نہووے سو جسکی اسی مین کمال ہوشیاری ہوگی وہ اپنے کو قتال اور دشمنون
مین گھسنے سے بچائیگا اس لیے رای یہ ہی کہ اب تم قہستان جاؤ کہ وہانکا حاکم ابوالحارث تمھارے
اگلے حقوق اور حسن خدمت اور عہد و پیمان کی رعایت کریگا ابوالقاسم نے اس نصیحت اور مصلحت کو
نمانا ہی اور اپنے لشکر کی مضبوطی پر ناز کیا اور اوسکو لڑائی پر لیکے چڑھا صبح کیوقت اونھون نے
نیزہ بازی اور شمشیر زنی کی کہ اونکو فتح کا یقین کامل ہوگیا اور دھوکے اور فریب سے غافل تھے
اب بکتوزون نے بھی سپہ سالاران ابوالحارث سے اپنا لشکر مرتب کیا اور نیشاپور کے روبرو
شیخہ گانون پر جنگ شروع ہوئی اور ابوالقاسم نے اوسکی فوجکو دیکھا کہ سب نو عمر اور گویا شہاب ثاقب
ہین پر اوسکے لوگ اونمین ایسے گھس گئے کہ جیسے کانٹونمین آگ گھس جاتی ہی اور بہت سخت لڑائی ہوئی
کہ ادھر کے لوگ اودھر ہو گئے اور گمان ہوا کہ بکتوزون کے لوگ بھاگ گئے اور اپنا مال چھوڑ گئے
پر بکتوزون نے ابوالقاسم کے قلب لشکر پر ایسا حملہ کیا کہ اونکو جگہ سے اوکھاڑ دیا اور ہزیمت
و شکست سخت ہوئی کہ ابوالقاسم فقیہ جو اوسکا بہت معتمد اور بڑا رکن تھا گرفتار ہوگیا اور خود ابوالقاسم
اپنی جمعیت سراسیمہ اور شکستہ کو لیکر قہستان کو بھاگا اور یہ واقعہ ۳۸۶ہجری ربیع الاول کا ہی
اور بکتوزون نے یہ خوشخبری فتح کی بخارا لکھ بھیجی کہ سب لوگ بہت خوش ہوے مگر فائق بہت غمگین ہوا

حیران ہوا کہ کیا تدبیر کرے کیونکہ نرمی اور صلح سے کام نکالنا اوسکو بہت پسند تھا اور صلۂ رحم ہر وقت
منظور نظر تھا اور ہر امر مین نکوکاری اختیار کرتا تھا اور پھر لاچاری کو داغ دیکر اچھا کرنا علاج جانتا تھا اور جبکہ
کوئی وجہ صلح کی نہ نکلی تو اب لاچار مستعد ہوا کہ کام اپنا درست کیجیے اور جو کچھ کہ اوس سے چھین گیا ہی واپس
لیجیے اور ابو الحارث کو خبر دی کہ سواے اسکے کہ اب تدارک کیا جاوے اور کچھ گنجایش نہین ہی اور جسقدر
کہ ہوسکے طاقت صرف کیجاویگی اور اپنے غلامون اور تابعدارون کو لیکر ہرات کو چلا اور یہان آکر اسمٰعیل
کو کچھ نرمی اور کچھ سختی اور کچھ وعدہ اور کچھ وعید اور کچھ آزار اور کچھ دھمکی کے خط لکھے مگر اوسکو کچھ بھی اثر نہوا اور
پھر بار بار خط گئے یہانتک کہ اب امر تحقیق ہوا اور آتش جنگ بھڑکی اور اب سواے تلوار کے اور
کسی طور فیصلے کی صورت نرہی اور امیر سیف الدولہ نے اپنے چچا بغراجق کو اپنی مدد اور رفاقت اور
مصلحت خاندان کے لیے بلایا وہ بہت جلد آیا اور اوسکی متابعت پر اقرار کیا اور وہان سے
بست گئے اور وہان ابو المظفر نصر بن ناصر الدین سبکتگین تھا جو دوستکال اور وفادار وہ بھی بہت جلد
خدمت مین حاضر ہوا اور امیر سیف الدولہ مع اپنے سب ہمراہیون کے غزنہ پر مقام کر دیا اور سرداران
لشکر اسمٰعیل کو خوب جانتے تھے کہ نہایت ضعیف البدن اور سست راے ہی اس لیے خطوط اور قاصد
واسطے صلح اور موقوفی جنگ کے انھون نے بھیجے لیکن منظور خدا یہ تھا کہ جو کچھ ہوا اور سیف الدولہ نے جنگ ک
آوازہ دیا اور لشکر کو خوب مرتب اور آراستہ کیا اور اسمٰعیل بھی اپنا سب سامان اور سب لشکر اور ہاتھی وغ
لیکر سامنے آیا اور لشکر آراستہ کیا اور صف بندی کی اور لڑائی شروع ہوئی نیزہ بازی اور تیر اندازی
یہانتک ہوئی کہ دوپہر ہوگئی اور دھوپ تیز ہوئی تو وہ لوگ سیف الدولہ سے ملے ہوے
تھے اونھون نے پناہ مانگی اور اوسکی طرف چلے آتے اور اوسکا ستارۂ اقبال روشن ہوا اور پھر سیف الدو
نے خود حملہ کیا اور دونون لشکر ملگئے اور خوب تلوار چلی اور ایسا غبار ہوا کہ کچھ تمیز نہوئی اور دکھائی دینے
سے رہگیا بہت نیزون سے مارے گئے اور بہت گھوڑون سے روندے گئے جب غبار ہٹا تو لاشون
پر لاشین پڑی تھین اور بچے کھچے خوف کے مارے بھاگ گئے اور اسمٰعیل غزنہ کے قلعے مین
جا چھپا کہ سیف الدولہ نے اوسکو نرمی سے بلایا اور امان دی اور احسان اور نکوئی کا ذمہ دار ہو
جو کچھ کہ ابو القاسم ابن سیمجور اور بکتوزون مین اسکے بعد واقعہ ہوا
فخر الدولہ کے مرنیکے بعد اوسکے بیٹے مجد الدولہ کے پاس ابو القاسم گیا اور اوسکے باپ اور بھائی

اور مین بجای اپنے باپکے حامی اور مددگار سلطنت کا ہون اور احسان بادشاہ کے جسقدر مجپر ہین
یاد ہین اور خوب جانتا اور پہچانتا ہون تو بادشاہ نے ابوالحسن علوی وصی ہمدانی کو بھیجا کہ پیغام تہنیت
پونہچاوے اور اوسکے آنے پر خوشی ظاہر کرکے بلخ اور ترمذ اور ہرات اور بست مع اونکے
سب متعلقات اور مضافات کے اوسکے لیے مقرر کیے اور نیشاپور کے دینے مین یہ عذر کیا کہ بکتوزون
کا اوس پر سے موقوف کرنا دشوار ہی مگر کسی بہانے سے ہوگا سیف الدولہ کو معلوم ہوگیا کہ یہ سبب منافشہ
حاسد و نکی کارسازی اور دھوکہ بازی سے ہی اور کینے کا علاج نہین اور حصول مطلب نکوئی و
احسان نہین ہوتا ہی اور نہایت عمدہ اور نفیس تحفہ کہ بڑے سخی اوسکے دینے پر بخل کرین اپنے معتمد
ابوالحسین حمولی کے ہاتھ سرکار مین بھیجے اور حکم دیا کہ بادشاہ سے ہمارا پیغام اوسوقت کہنا کہ تخلیہ ہووے
اور کوئی بدگو اور چغل خور یہ راز نہ سنے تاکہ خوب عزت ہووے اور ہمارا اعتماد رہے اور یہ بھی عرض کیجے
کہ خراسان مین میرا خیمہ لگانا صرف حضور کی دوستی اور ولایت کی درستی کے لیے ہی پر حمولی نے اس کار
خدمت سے اعراض کیا کہ اسکے پونہچتے ہی وزارت خالی ہوئی اور اوسپر پیش کی گئی اور قاصدگری
چھوڑی وزارت کرنے لگا اور خوب کوشش و استقلال کے ساتھ متوجہ ہوا اور ارادہ کیا جو امر کہ شکستہ اور
پراگندہ ہی اوسکا انسداد کرے اور جو راز کہ ظاہر ہوگیا ہی اوسکو چھپاوے پر جو عطر کہ بگڑ گیا ہو عطار
اوسکو درست نہین کر سکتا ہی اور مضراب شاعر نے یہ شعر مجھے سنائے شعر اوّل شعر

بہت دن سے ہم کہتے ہین برا		زمانے کو اس انقلابات پر	

جب امیر سیف الدولہ کو حال معلوم ہوا کہ اس قدر رای مین اختلاف ہی اور تدبیر اور خواہش مین ایسی
سستی ہی اور ملک بسبب نرمی ہواخواہون کے قریب زوال ہی اور یہ لوگ صرف اپنی غرض اور مطلب کے
خواہان ہین اپنے عہدۂ سپہ سالاری پر نیشاپور کا مع اپنے سب امرا اور غلامون کے قصد کیا اور جب
بکتوزون نے سیف الدولہ کا چلنا سنا تو نیشاپور سے بھاگ نکلا کہ اپنا سامان اور اسباب بچاوے
اور اوس سے بہت ڈرا اور امیر ابوالحارث کو اپنا نکل جانا نیشاپور سے اور سب حال لکھ بھیجا اب امیر
ابوالحارث کو نشہ نوعمری اور لڑکپن کی عقل اور بے تجربہ کاری نے آمادہ کیا کہ خراسان جاوے
اور بکتوزون کی مدد کرے اور جیسے تیر کمان سے نکلکر جاتا ہی یا جیسے رو پانی کے ڈھلان سے
بہتی ہی ایسا جلد چلا اور سرخس پونہچا اور امیر سیف الدولہ کو معلوم ہوگیا کہ یہ صرف بسبب دھوکے بازی اور

اور اندوہگین ہوا اور ماتم کیا اب پھر ابو القاسم اپنا سامان اور حال درست کر کے پوشنج پر گیا کہ اوسپر اپنا دخل کرے اور بکتوزون بھی گیا کہ پوشنج کو اوسکے قبضے سے نکالے طرفین کے قاصد نامہ و پیغام صلح کے لانے لگے اور صلح ہو گئی اور ابو القاسم معروف ابو سہل کو اسکی ضمانت مین سپرد کیا اور باہم اتفاق ہوا اور جھگڑا مٹ گیا

مطابق ۹۹۵ع

اور ابو القاسم تو قہستان اور بکتوزون نیشاپور رجب ۳۸۵ھ ہجری مین چلے گئے اب فائق اور ابو المظفر محمد ابن ابراہیم وزیر مین کسی کام اور کسی مال کی تدبیر پر عداوت ہو گئی اب فائق ابو المظفر کے درپے ہوا اوس نے ابو الحارث پادشاہ کے پاس پناہ لی اور بادشاہ نے اوسکو اپنے گھر مین بحفاظت رکھا اور فائق نے پادشاہ سے کہا کہ ابو المظفر کو میرے حوالے کر دین پادشاہ نے فائق سے ترش ہو کر سخت کلام کیا اور وہ دربار سے باہر نکلا ایسا اوس سے ظاہر تھا کہ ترک مین جاوے اور ملک مین خلل ڈالے سو بزرگان بخارا نے فائق کی آتش کو ٹھنڈا کیا اور امیر ابو الحارث سے اوسکی خطا معاف کروا دی اور آپس مین پھر صلح ہو گئی اور ابو المظفر وزیر جوزجان کو بھیجا گیا اور ابو القاسم برمکی وزیر ہوا اسکے باب مین جو راہی مضراب بو شجی شاعر کی ہے درست ہے شعر اول شعر

بہت دشنے ہم کہہ رہے ہین برا	زمانے کو اس انقلابات پر

نام اس ابو القاسم کا افضل یہ شخص نہایت بخیل تھا جب وزیر ہوا تو اسمین اور ارکان دولت مین بابت وظائف معمولی اور تنخواہون کے مناقشہ ہوا اور بے قوت اور بے سامان محض اونسے مقابلہ کیا تو ترکون کے گرزون نے اوسکی گردن توڑ ڈالی اور ہڈیان بخل ڈالدین اور کسی نے یہ شعر کہا ہے شعر اول شعر

یہ کہتا ہے وہ عنبل کہ ہون بیوقوف	جو مین چھولون اوسکو تو ہون بیوقوف

اوتارلانا سیف الدولہ کا اسمٰعیل کو قلعہ غزنین سے

سیف الدولہ اپنے بھائی اسمٰعیل کو قلعے پر سے امان اور ضمانت دیکر اوتار لایا اور سب کنجیان خزانونکی لیلین اور سب خزانون اور دفینون پر قبضہ کیا اور سب شکستہ حالی دور ہوئی اور پھر رونق اور حال اوسکا درست ہوا اور اپنے معتمدین اور کاربردازان حمایت شعار کو غزنہ مین آباد کیا اور سب اولیا اور ارکان دولت کو لیکر بلخ چلا جو کچھ اوسکے باپ کے بعد کام بگڑ گیا تھا درست ہو گیا اور جسمین کوشش کی اوسکا بندوبست ہو گیا اور بلخ اور اوسکے سب اطراف آدمیون اور ہاتھیون سے بھر گئے اور امیر ابو الحارث کو لکھا کہ مین پھر آیا اور جو امر کہ درمیان میرے اور بھائی کے تھا وہ فیصل ہوا

سیف الدولہ نے ان دونونکو کہلا بھیجا کہ تمنے اپنے ولی نعمت کے ساتھ یہ کیا کیا کہ حشمت اوسکی نہ اہل کی اور اوسکا
حق حرمت ضائع کیا تمکو نہ کچھ دین کا پاس ہوا نہ کچھ اسلام اور مسلمین کا لحاظ رہا نہ یہ ڈر ہوا کہ یہ ٹیکہ ہمارا قیامت تک
لوگونکی زبان پر رہیگا اور ایسا ہی کئی بار کہلا بھیجا پر یہ دونون سیف الدولہ کو دھوکا اور فریب دیتے تھے
کہ ہمین انکو فرصت ملتی تھی اور طمع دیتے تھے کہ عبد الملک بن نوح جواب بادشاہ ہے اوس سے کہکر تمہاری
مرتبت اور ولایت مین ترقی کر دیجاویگی پھر سیف الدولہ کی یہ رای ہوئی کہ اپنے خیمے گاہ سے مرو کے روبرو
خیمہ لگاوے یا بلطائف صلح ہووے یا تلوار کا کام ہووے جب ان لوگون نے سنا کہ سیف الدولہ مرو پر آگیا تو اونکے
پیٹ مین نامردی اور اونکے اعضا مین سستی اور اونکے خون مین خوف پیدا ہوا اور جانا کہ ہمنے بہت برا
کیا تو اب دعا مانگنے لگے کہ اللہ ہم پر رحم کرے ورنہ ہم تباہ ہوجاوینگے لیکن اللہ تعالی کی یہ مرضی ہوئی کہ اونکو
سیف الدولہ کی تلوار سے بدلہ دیا جاوے پس سیف الدولہ نے اونپر ایسی تلوار چلائی جیسا مینہ برستا ہے
مگر اس بارش مین تباہی ہے اور اس ابر مین ہلاکی اور عذاب ہے جس گنہگار بستی پر خدا کا عذاب ہو تو ایسا ہی تباہ ہو
اب فائق اور بکتوزون اپنے اتُو کو لیے ہوے مع تمام لشکر کے سیف الدولہ کے مقابلے مین نکلے
اور بہادری خوب ظاہر کرنے لگے اور بزدلی چھپانے لگے اور دکھانے کے لیے کچھ آگے بڑھتے تھے
اور حقیقت مین پیچھے رہتے تھے اب زمین باوصف فراخی کے انپر تنگ ہو گئی اور راستے اطراف
ممالک کے بند ہو گئے اور رسوائی انکی بہت ہوئی اور ہواے ادبار انپر ہر طرف سے چلنے لگی اور انکا یہ حال
ہوا کہ باوجودیکہ جانتے ہین کہ ہلاک ہوتے جاتے ہین پر ہلاکت مین ایسے گھسے جاتے ہین کہ گویا
پروانہ آگ مین گھستا ہے اور خود اپنے ہی ہاتھون تباہ ہوتے جاتے ہین اب پھر سیف الدولہ کے
پاس قاصد آئے کہ صلح پر موافقت کرین اور اس ہلاکت سے بچین اور موت سے جان بچاوین سیف الدولہ
جانتا تھا یہ لوگ جو کہتے اور کرتے ہین دھوکا اور فریب ہے پر صلح اس لیے کی کہ خلقت مین اپنا عذر متحقق
ہوجاوے اور سرکشی سے برارت ہوجاوے سو بجز اسکے کہ صرف خیمہ کوچ کے لیے اور نیزہ
رجوع کے لیے اوکھڑے اور کچھ نہوا یہانتک کہ اوباش اوسکے پیچھے پڑے کہ اوسکے لشکر
لوٹین اور اپنے دلمین کیا کیا گمان کرتے تھے گویا موت پر جلدی کرتے تھے اور سانپ کی دم کو کچلتے تھے
کاش انکو شعور ہوتا اب سیف الدولہ کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ گمراہ موت مین گھسے جاتے ہین اور حرص
و طمع مین گردن باندھ رکھی ہے اونکے بزرگ و دانا اس گمرہی اور بد رویگی سے منع نہین کرتے ہین

سست تدبیری ہوا خواہ اونکے ہوا ہی کیونکہ اون لوگون مین اتنی قوت نہین ہی کہ امیر سیف الدولہ کا مقابلہ
کر سکین گے اسلیے کہ امیر اگر ایک چنگاری بھی اونپر طمانچہ مارےگا تو وہ انکو جلا کر راکھ کر دیگی کہ آندھی لے اوڑیگی
اور ہوائین پروا اور پچھوا اوسکو اوڑا دینگی لیکن امیر سیف الدولہ نے خیال کیا کہ حقوق اور عہود اس سلطنت کے
ہم پر بہت ہین تو چاہیے کہ اسکی حرمت اور حشمت کے باقی رکھنے کے لیے ہم چشم پوشی اور پردہ داری کرین
جبتک کہ نیشاپور بدلیل و حجت ہماری طرف رجوع نکرے کہ سب قریب اور بعید اور شہری اور صحرائی
گواہ ہو جاوین یعنی امیر ابو الحارث کا لڑنا اور حق ندینا جبتک سب پر بخوبی کھل نجاوی ہمکو کچھ نکرنا چاہیے
چنانچہ زاغول کے پل پر کہ مرو الروذ مین ہی جا خیمہ لگایا اور نگران رہا کہ حقیقت کھلجاوے اور سب تدبیر
معلوم ہو جاوے اب بکتوزون امیر ابو الحارث کے پاس حاضر ہوا اور وہان فائق بھی اپنے سب لوگ
اور غلام لیے ہوے موجود تھا بادشاہ نے اوسکا چلا آنا قصور سمجھا تو اوسنے جانا کہ بادشاہ نے
میری عزت نکی اسلیے یہ قصور بادشاہ پر لگا کر فائق سے گلا کیا فائق نے اوس سے بڑھکر بادشاہ کا
گلا کیا سو دونون مل گئے اور بادشاہ کے عیب اور سختی مزاج اور بدخوئی اور بدخلقی خوب بیان کی
اور لشکر کو برانگیختہ کیا کہ بادشاہ کو پادشاہت سے نکال دین اور اوسکے بدلے اور مقرر کرین کہ راحت
ہووے سو سب لشکر اونکے ساتھ ہو گیا کہ نئے کام مین لذت جانتے ہین اور بادشاہ کا ضعیف
ہونا غنیمت ہوا اور بکتوزون نے بادشاہ کو کہا کہ ایک امر ضروری کے لیے لشکر جمع ہوا ہی اور
آپکا اوسمین نظر اور فکر کرنا ضرور ہی اور آپکی رای اوسمین شامل ہونی لازم ہی سو جب بادشاہ آیا اوسکو قید
کر دیا اور حکم کیا کہ اسکی آنکھون مین سلائی گرم پھیری جاوے اور اوسکی دردمندی پر رحم نکیا جاوے
اور وہ نہایت خوبصورت اور صاحب جمال تھا اور اسوقت بادشاہ نے اپنی تین حاجتین نہایت
عاجزی سے بیان کین جو بہت آسان ہین منجملہ اونکے ایک یہ بھی ہی کہ میری والدہ کو طلب مصادرہ سے
محفوظ رکھنا تا لوگ اوسکو اسوجہ سے نہ دیکھین سو بکتوزون نے اسمین بہت ہی سنگدلی سے انکار کیا
کہ اوسکے سینے مین اور بھی آتش حسرت بھڑکی اور رنج اوسکو دو چند ہوا آخر بکتوزون اور فائق نے
اوسکے بھائی عبد الملک بن نوح کو کہ اس سے چھوٹا اور ضعیف تھا اسکے قائم مقام بادشاہ کر دیا اب
یہ فتنہ اور فساد دیکھکر خلقت بہت مضطرب ہو گئی اور لوگون کو خبر ہوئی کہ سیف الدولہ زاغول کے پل پر
پڑا ہی تو سب کے سب ایسے ڈر کے بھاگے کہ گاو وحشی سوار یا کتے سے ڈر کر بھاگتی ہی اور مرو مین جا کر دم لیا

مطابق سنہ ۹۹۹ء

خراسان سنہ ۳۸۹ ہجری مین اوسکو ملا اور یہ رای ہوئی کہ بکتوزون اور ابو القاسم سیمجور کو
پھر جمع نہونے دیوے اور اسمین بہت جلدی کرے اس لیے اپنا لشکر لیکر طوس روانہ ہوا اور بکتوزون
وہانسے جرجان بھاگا اوسکے پیچھے ارسلان جاذب کو دوڑایا اوس نے اوسکو جرجان سے بھی بھگایا کہ حدود خراسان
سے نکل گیا اور سیف الدولہ نے کچھ لشکر اوسکو دیکر طوس کا حاکم کردیا اور خود بجانب ہرات چلا کہ وہان کا جاکر
بندوبست کرے بکتوزون نے جو دیکھا کہ سیف الدولہ ہرات گیا فوراً پھر آیا اور نیشاپور پر قبضہ کیا اور
اوسکو یہ گمان تھا کہ یہ کام مین سلطنت کے لیے کرتا ہون حالانکہ وہ تو ختم ہوچکی تھی سو سیف الدولہ کو ابھی کچھ
توقف نہوا تھا اور گھوڑے کا اوسکے پسینہ بھی نسوکھا تھا اوسیر اوسیوقت حملہ کرنا پڑا تو ابی ورد کو بھاگا اور
سیف الدولہ نے اوسکے لیے دوڑ بھیجی بہ مرو کے جنگل مین جڑھگیا کہ شاید یہان بچ جاوے اور پھر مرو
الروذ مین گیا اور وہان چاہا کہ اوسکا مالک ہوجاوے اور اوسمین بحفاظت رہے تو سیف الدولہ کے
لحاظ اور اوسکے شکر احسان کے سبب مرو الروذ کے ساکنان نے اوسکو یہان ٹھہرنے سے منع
کیا تو اوسنے اونکو کچھ لوٹ مار کر آمل کے جنگل کی راہ لی اور دریا جیحون سے اوترکر بخارا پونہچا اور جب کہ
خراسان بکتوزون اور اوسکے ہمراہیونسے خالی ہوا تو سیف الدولہ نے ارسلان جاذب والی طوس کو قہستان
بھیجا کہ ابو القاسم کو جو باوجود بے سامانی کے اپنے سامان کی فکر مین ہے وہانسے نکال دے تو کچھ جھگڑا
ہوا اور ابو القاسم کو طبس کیجانب نکالا اور سیف الدولہ نے اپنے بھائی نصر کو خراسان کی سپہ سالاری پر
نیشاپور بھیجا کہ مثل آل سیمجور کے فرمانروا ہووے اور خود بلخ کو چلا کہ اپنے باپکی قرارگاہ پر دار السلطنت
اور تختگاہ مقرر کرے اور اس سفر مین یہ اتفاق ہوا کہ مرو روذ مین سیف الدولہ شکار پر مصروف تھا اور
اوسوقت اوسکے ساتھ اوسکا بھائی اسماعیل اور نوشتگین کاج اوسکا سردار اوسکے ساتھ تھا جب وہ
شکار مین مصروف ہوا تو سردار مذکور نے ارادہ کیا کہ سیف الدولہ کو قتل کرے اور تلوار پر ہاتھ ڈالا اور
اسماعیل سے اشارہ کرکے مشورہ لیا کہ سیف الدولہ کی نظر اوسپر پڑی اور سردار کا اس سے مشورہ لینا اور
اسماعیل کا منع کرنا سب اوسنے دیکھا بس جو اعتماد کہ اوسکو اسماعیل پر تھا جاتا رہا اور سلطان سیف الدولہ
خیمے مین آیا اور سردار مذکور پر اپنے خاص غلام متعین کیے کہ اونہون نے اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کردیے اور
پھر اسماعیل کو بلایا کہ اوس نے عذر لاعلمی ظاہر کیا آخر بہت سے خط وکتابت جاری ہوکر یہ ٹھہری کہ سیف الدولہ
اپنی جان اور ملک کی اوس سے خود احتیاط اور حفاظت رکھے کیونکہ دو چھری ایک میان مین نہین

تو جان لیا کہ یہ مراد ہی ہی اور یہ مرض سرکشی اور دشمنی کا ہی اور یہ بھی اوسکو یقین ہوا کہ وہ لوگ پوشیدہ شامل ہین
کیونکہ سبک حرکت جو اپنی کثرت سے نہ کی تو معلوم ہوتا ہی کہ وہ بحکم کام ہوتا ہی اس لیے سیف الدولہ نے حکم دیا کہ بلوہ اونکا
ہر بینہ اجاری ہوے تو اوسکے لشکریون کو جوش آیا کہ اونکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اونکے ساتھ لڑنے مین استحکام
کیا اور لشکر مرتب کیا گویا قلب مین اور داہنے اور بائین طرف پہاڑ کھڑے کر دیے اور انکے گرد دو سو
ہاتھی کھڑے کیے اور سیف الدولہ قلب لشکر مین کھڑا ہوا اور اپنے دونون بھائی نصر اور اسماعیل کو اور
چچا بغراجق کو اپنے ساتھ لیا ابو فراس نے گویا اس بات مین شعر کہے ہین شعر اول شعر

مرا گھوڑا ہی ایسا خوب مضبوط ۔ کہ ہی ثابت بوقت نیزہ بازی

اور یہ سب سامان لیکر سیف الدولہ اونکی طرف روانہ ہوا گویا اونپر قیامت آئی اور سوا ہی حسرت اور ندامت کے
اور کچھ اونکو نہ تھا اور آپسمین ایک دوسرے کو ملامت کرتے تھے کہ اپنے اوپر یہ کیا مصیبت سخت لی ہی پر لاچار
وہ بھی ہتیار ہوے پیادہ اور سوار اطراف خراسان اور ماوراء النہر سے آئے ایسے مختلف رنگ اور
صورتون کے لوگ اکٹھے ہوے کہ گویا عید کا دن ہی اور اسقدر تھے کہ کبھی اتنے کسی لڑائی مین جمع
نہوے تھے لیکن جو لوگ کہ پہلے اس سلطنت مین نہایت تجربہ کار اور بہادر تھے وہ نہین آئے اب
ایسے طور اور ترتیب سے انھون نے بھی لشکر قایم کیا اور لڑائی جاری ہوئی اور نہایت سخت لڑائی ہوئی
اور جہان گرد آباد ہوگیا اور آنکھون مین سرخی چھاگئی اور سیف الدولہ خود جنگ مین شامل ہوا کہ تلوار اور تیر
اور نیزے سے خوب کام کیا اور صبح سے شام تک برابر لڑائی رہی اور وہ لوگ اس لڑنے سے
گھبرا گئے اور چاہا کہ ایکبار حملہ ہو کہ جس سے اقبال یا ادبار کا فیصلہ ہو جاوے تو سب کے سب داہنے بائین گرے
اور کیا کیا اپنے دلمین گمان کیے مگر رضی خدا کی کہ سب کام الٹے ہوے اور جو امر کہ اپنے ولی النعمت
یعنی منصور کے ساتھ کیا تھا اوسکے وبال مین مبتلا ہوے اب امیر سیف الدولہ نے اپنے اون لوگونکو
لیکر کہ اوسکے گرد تھے حملہ کیا سو ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ سب کے پانون اوکھڑ گئے اور گردنین ٹوٹین اور
نیزے گر گئے اور جانین ٹھنڈی ہوگئین اور اتنے مین رات ہوگئی سو ہر طرف بھاگے اور ہلاکی اور ادبار
کی اونپر خاک پڑی اور ایسے منتشر ہوے کہ پھر کبھی جمع ہو ملکر نہ بیٹھے یہ بہت بڑی یادگار ہی اور عبد الملک
بن نوح مع چند آدمیون کے کہ فائق بھی اونمین تھا بخارا گیا اور بکتوزون نیشاپور بھاگا اور ابو القاسم
قہستان گیا اور سیف الدولہ کو اللہ نے یہ مدد اور بخت عنایت کیا سلطنت آل سامانی اور ادبار ملک

آدمی لیکر آن ملا اور عبد الملک کے یارون نے اس جمعیت پر پادشاہی کا لالچ کیا اور اپنے اقبال کے لیے اسکا ہونا
فال لی اور دوبارہ لڑائی کا مشورہ کیا اور اسوقت شعبان سنہ ۳۸۹ ہجری مین فائق مر گیا گویا ان سب
کی نیت اور ان سب مین سردار تھا اور لقب اسکا عمید الدولہ تھا اب انکے دل اور بھی سست ہوگئے کہ
اوسکے مرنے سے انتظام جاتا رہا اور ایلک خان بخارا آن پونہچا اور ظاہر کیا کہ مین عبد الملک اور اوسکے
لشکر کی مدد کے لیے آیا ہون اور حقیقت مین اوسکو منظور یہ تھا کہ دھوکے اور فریب سے اونکو پکڑ کر مار ڈالے اور
ان سب نے اپنی مصیبت اور سختی کے لیے اوس سے مدد مانگی اوس نے اچھی اچھی باتین کین اور خوب
دم دیا ایک روز بکتوزون اور فائق والا نیا ستگین اور سرداران شاہی صبح کیوقت ایلک خان کے پاس
آئے جب وہ لوگ اطمینان سے بیٹھ چکے تو حکم دیا کہ یہ سب قید کیے جاوین اور انکے ہتھیار چھین لیے جاوین
سو سب پکڑے گئے اور جو بھاگا سو بچا اب یہ خبر عبد الملک کو پونہچی تو اپنا حال اور سب قلیل اور سست
دیکھکر سواے روپوشی کے اور کچھ سمجھ مین نہ آیا اور سنہ ۳۸۹ ہجری ذیقعدہ کی دسوین تاریخ منگل کے
دن ایلک خان بخارا مین چلا آیا اور خاص محل شاہی مین آکر عبد الملک کو ڈھونڈھا اور پکڑ لیا اور اوزکند
مین بھیجدیا گیا کہ وہان جاکر مر گیا اب سلطنت آل سامان ماوراء النہر اور خراسان پر ختم ہوئی اور ایسے
گئی کہ گویا کبھی آباد بھی نہ تھے اور اگلی سلطنتونکا بھی یہی حال ہوا ہی اور یہ بڑی عبرت کی بات ہی

ذکر ابو ابراہیم اسمعیل منتصر ابن نوح کا اور اوسکا ماجرا ایلک خان کے ساتھ ماوراء النہر پر اور ابو المظفر نصر ابن ناصر الدین کے ساتھ خراسان پر

جب ایلک خان بخارا مین گیا اور ابو الحارث نابینا اور عبد الملک اور ابی ابراہیم اور ابی یعقوب اور
ابی صالح فرزند امیر نوح ابن منصور رضی کو اور اونکے چچا ابی زکریا ابی سلیمان ابی صالح غازی وغیرہ
سب خاندان سامانی کو گرفتار کیا اور حکم کیا کہ ہر شخص الگ الگ حجرے مین قید ہین کہ آپسمین مشورہ
نہ کر سکین کیونکہ آپسمین اسکے لیے احتیاط ہی مگر ابو ابراہیم قید خانے مین سے اوس لونڈی کا لباس
پہنکر نکل بھاگا جو ان قیدیون کو دیکھنے اور کھانا دینے آتی تھی جیسا کمیت شاعر اپنی
جورو کا لباس پہنکر قید خانے سے نکل بھاگا تھا اور منتصر وہان سے بھاگ کر ایک بڑھیا کے پاس
جا چھپا جب اوسکی تلاش موقوف ہوئی تو بامید اعانت خداوندی خوارزم گیا اور یہان اسکے پاس

مطابق ۹۹۹ء

مطابق ۹۹۹ء

رہ سکتی ہین اور مجکو یہ معلوم ہوا ہی کہ سلطان سیف الدولہ نے ایک مجلس صحبت مین خوشخاطر اور خوشدل
ہوکر اسمعیل سے یہ گفتگو کی جیسا کہ مین اب تمپر حاکم اور قابض ہون اگر ایسے ہی تم مجھپر قابض ہوتے تو میرے
لیے کیا کرتے اوسنے اپنی خوشی اور سرور مین صاف کہدیا کہ میری رای یہ تھی کہ مین کسی قلعے مین تمکو مع سب تمھارے
کنبے اور غلامون کے نظر بند رکھتا اور بقدر کفایت روزینہ پونچایا کرتا پس سیف الدولہ کو اوسکی طرف سے اب شبہہ الوگی
معاملہ جو اوس نے کہا تھا اوسکے ساتھ کیا اور ابو الحارث والی جوزجان کے اوسکو حوالے کردیا کہ جو اوسکی
حاجت ہو وہ ادا کرتا رہے اور جو اسکا قصد ہو اوس سے بہرہ مند کرے پس یکام پادشاہ کا حقیقت مین
کرم کے لیے زینت ہی اور پادشاہونکی کوشش اسکے آگے گرد ہی اور یہ کام اگرچہ بوجہ قرابت کیا ہی پر سیف الدولہ
کا یہی حال ہیگانون کے ساتھ بھی ہی کہ اونکی گردن گناہ اور خطا کی سبب اونچی نہین ہوسکتی ہی اور باوجود
قصور کے اونکو چھوڑ دیتا ہی پس ایسا آمرزگار اور بردبار کوئی اور نہین سنا گیا اور یہ آمرزگاری اور بردباری
قابو مین ہی اور پادشاہ دانا وہ ہی کہ غصے مین ایسی وہ چیز ضبط کرے جو خوشی مین وہی بھی سکے مثلاً
مال جو لیوے تو دے بھی سکتا ہی لیکن جان جو تلف کر ڈالے تو واپس نہین ہوسکتی ہی
امیر المومنین قادر باللہ خلیفۂ عباسی نے سلطان سیف الدولہ کو لقب دیا
خلیفہ قادر باللہ امیر المومنین نے سلطان سیف الدولہ کو ایسا خلعت دیا کہ کبھی ایسا نہ سنا گیا تھا
اور اوسکو اپنے خط مین یمین الدولہ امین الملۃ لقب دیا کہ یہ لقب گویا مثل موتی کے سیپ کے پیٹ مین پوشیدہ تھا
کہ بہت غوطہ خورون نے اوسکو ڈھونڈھا اور بہت پادشاہون نے رغبت کی پر کسیکو نہ ملا سو یہ تخت سلطنت
پر جلوہ آرا ہوا اور یہ خلعت پہنا اور اطاعت خلیفۂ وقت امیر المومنین قادر باللہ کی خوب ظاہر کی اب سب
امرای خراسان اسکی خدمت مین حاضر ہوے اور موافق قاعدۂ خدمت اور لزوم ہیبت کے کھڑے ہوے
اسنے سبکو حکم دیا کہ اس مجلس انس مین بیٹھین اور اپنے غلام اور خواص اور سرداران فوجکو عمدہ عمدہ خلعت ا
لباس دیے کہ ایسے مال اور کسی سلطنت مین یا کسی کے دل مین نہ سما سکین خراسان اسکے حکم کا اب فرمان بردار
ہوگیا اور منبرون پر خطبے مین اسکا نام جاری ہوگیا اور سب امور اوسپر سب پہ گئے اور عملداری اسکے ساتھ متعلق
ہوگئے اور اسکا انتظام جاری ہوگیا اب اسنے لازم کرلیا کہ ہندوستان پر ہر سال لڑائی کیا کرے

عبد الملک ابن نوح پھر بخارا مین آیا

عبد الملک ابن نوح کچھ بچا کھچا لشکر لیکر مع فائق کے بخارا مین آیا اور پیچھے سے بکتوزون بھی اپنے جا

ڈیڑھ سو تھان دیبای شوستر اور سقلاط عضد شاہی اور فخر شاہی اور طاقے اور سب کپڑے مصری دیے اور اوسکے
لشکریونکو عشریات دین کہ اونکے کام آونگی اور کہا کہ آپ رے کو جایئے کہ وہانکے لوگ بہت سست اور ضعیف ہین
اور دشمن کے حملے کی تاب نہین لا سکتے اور علاوہ اسکے اونمین آپس مین عداوت بہت ہے اس سبب سے جو جاتا ہے
اوسپر قبضہ کر لیتا ہے اور اپنے دونون بیٹے دارا اور منوچہر کو لشکر جیل اور دیلم اور کردی اور عرب دیگر اوسکے ساتھ
کیا کہ منتصر کی اس ولایت کے چھڑانے مین امداد اور اعانت کرین اور ہر طرح پر اوسکے شریک حال ہین
تاکہ پھر اوسکو اپنی ولایت خراسان کے لینے مین قوت حاصل ہووے منتصر نے یہ مشورہ بہت پسند کیا اور استخارہ
کیا اور یہانتک چلا کہ رے پر جا پونہچا اہل رے نہایت خوفناک ہوے اور آپس مین کہنے لگے یہ کیا آیا گویا
آفتون اور مصیبتونکی خبر آئی ہے غرضکہ چند سردار لوگ ذی حوصلہ اور دل چلے بھی رے سے باہر نکلکر اوسکے مقابلے
کو روبرو آئے اور ڈیرے لگائے اور پوشیدہ چند معتمد ارسلان بالو اور ابو القاسم سیمجور وغیرہ کے پاس بھیجے جو
منتصر کے معتمد تھے کہ کسی حیلے اور بہانے سے منتصر کو یہانسے ٹالین اور اونکو کچھ مال بھی دیا وہ اپنی طمع اور
امید پر فریب بازی کے لیے موجود ہوے اور منتصر کو سمجھایا کہ سلاطین مشرق یعنی آل سامان باوجود اپنی
عزت اور عظمت کے تیری تعظیم کرتے ہین تو تجکو بہت ہی نازیبا ہے کہ جو لوگ قرابت اور دوستی کے مدعی
ہووین اونسے مخاصمت اور جنگ کرو صرف تمہارے ذریعے سے اونکو روٹی ملتی ہے اگر تمکو ملے تو
اونکے حق مین غنیمت ہے اور اگر تمکو لاچاری ہووے تو اونپر تکلیف ہے یعنی وہ تو تمہارے رنج و شادی مین شامل
ہین پس اوسکی باگ رے سے پھیر دیا اور خراسان پر متوجہ کیا سو رے کو چھوڑا اور دامغان کو چلا اور اب
شمس المعالی کے دونو بیٹے اوس سے جدا ہوکر جرجان کو چلے گئے سو یہ تدبیر بری ٹھہری اور تقدیر
کی حقیقت کھل گئی برائی قسمت کی کوئی بھی دور نہین کر سکتا ہے اور وہانسے نیشاپور کو چلے کہ جہان وہ ہر
ابو المظفر سپہ سالار موجود تھا اب اس سے وہ ہی خطا ہوئی جو پہلے ہوئی تھی کہ احتیاطاً اوس سے کنارہ کش
ہوکر بوزجان چلا گیا اور منتصر شوال سنہ ۳۹۱ ہجری مین داخل نیشاپور ہوا اور اپنے

مطابق سنہ [illegible]ء

لوگ پرگنون پر بھیجے کہ محاصل حاصل کرین اور سپہ سالار مذکور نے سلطان یمین الدولہ امین الملۃ سے مدد
مانگی اوسنے داروغہ کلان مسمی تونتاش والی ہرات کو حکم کیا کہ شجاعان ترک اور دلیران ہندوستان
لیکر بہت جلد جاوے جب اوسکو اس سامان کے ساتھ تقویت ملی تو نیشاپور کو روانہ ہوا اور منتصر ارسلان
بالو اور ابی نصر ابن محمود اور ابو القاسم ابن سیمجور کو لیکر اوسکے سامنے آیا اور سخت لڑائی ہوئی کہ آل سامانیہ

سب چھپنے لگے بچے کھچے پیادہ سوار فوج سلطنت آن جمع ہوے کہ کچھ جمعیت اکھٹی ہوگئی سالار ابو
حاجب بخارا چلا اور ایلک خان پر رات کے وقت کہ وہ غافل سوتے تھے جا چھاپہ مارا اور خوب تلوار چلائی
اور جعفر تگین کو مع سترہ آدمیون کے پکڑکر جرجان کو چلدیا اور کچھ باقی ایلک خان کے پاس بھاگے
کہ اونکا ارسلان نے تعاقب کیا اور اونکو مارتے مارتے حدود سمرقند تک لیگیا سمرقند پر تگین خان
ایلک خان کا نائب لشکر جرار لیے ہوے موجود تھا وہ اس سے کوہک کے پل پر آن بھڑا اور اس فوج
شکستہ کی مدد کے لیے لڑنیکو موجود ہوا اسوار ارسلان اوسپر نہایت سختی سے حملہ اور ہوا کہ گویا زمین پر آگ
لگادی لاچار تگین خان بھاگا اور جو کچھ مال اوسکا ہاتھ لگا وہ اپنی درستی سامان مین صرف کیا اور اودھر
ابو ابراہیم منتصر اپنی کچھ جمعیت لیے ہوے بخارا آیا اہل بخارا اوسکا یہ حال خوش دیکھکر خوش ہوے کہ ہمارا
آیا ایلک خان کو خبر آئی کہ ابو ابراہیم آیا تو اوسنے اپنے ترک اکھٹے کیے اوس سے لڑائی کی تیاری کی اور
ارسلان جاذب کیخدمتمین آنے کے لیے پھر الیکن راہین سے احتیاطاً آمل شط پر ٹر گیا وہانکا سب مال
سمیٹا اور جب اوسمین بسنا سکا تب ابی ورد کے جنگل مین چڑھ گیا اور اوسپر بھی قبضہ کیا اور نیشاپور کا قصد کیا
اور وہان سپہ سالار نصر ابن ناصر الدین سبکتگین بیٹھا اور نیشاپور سے چار کوس پر دو گانون مین بغاعن اور
بشنجہ ان دونون کے درمیان جنگ ٹھہری اور بدھ کے دن اٹھائیسوین ربیع الاول ۳۹۱ھ کو
بہت سخت لڑائی ہوئی اور ابو ابراہیم کی فوج نے نصر کی فوجکو آن گھیرا تو نصر کی فوج کو یہ مصلحت سوجھی
کہ ہرات چلے جاوین کہ شاید اللہ مدد کرے آخر شبکو کوچ کردیا اور فجر ہوتے ہوتے بوزجان پونہچے
اور منتصر نیشاپور پر قابض ہوگیا اور بہت فوج اوسکے پاس جمع ہوگئی سلطان یمین الدولہ امین الملۃ
یہ سنتے ہی نیشاپور کو چلا منتصر نے جو سنا تو اسفرائین کو چلا گیا اور اپنے ساتھ سب پیدل لیے اور
باقی اپنے لوگونکو اطراف اور پرگنون پر پھیلا دیا کہ محصول لیکر آوین تا سب اخراجات اور تنخواہ فوجمین کام
آوے لیکن اسنے سنا کہ دوڑ آتی ہی تو وہانسے بھی بھاگا اور شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر کے پاس بامید
مدد فریادی پونہچا اوس نے اسکی خوب مدد کی اور اتنا دیا کہ یہ راضی ہوگیا اور ایکبار ہی اسقدر دیا کہ دس
بیل معہ سونیکی جھولون کے اور تیس بہت اچھے گھوڑے معہ اونکے برقع اور جھولون کے اور تیس خچر
اور کہ اونکے ساتھ پچاس اونٹ اسباب اور فروش نادر اور عمدہ اور طبرستان کے بوریے اور عجائبات
خزانے جرجان کے لادے ہوے تھے دیے اور سوا اسکے دس لاکھ درہم اور تیس ہزار دینار اور

چھاپہ مارے اور ایسا ہی کیا کہ بیخبر آن پڑے اور خوب لوٹا اور مارا اور اوسکے بڑے سرداروں کو پکڑ کے لیگئے
اور یہ مشورہ کیا کہ منتصر کے حوالے نکرین بلکہ کچھ مال لیکر انکو چھوڑ دینگے یہ خبر منتصر کو ہوئی کہ یہ لوگ آپسمین جھگڑ
رہے ہین کہ ایلک خان سے دوستی کرنی چاہیے اور ان قیدیونکو واپس دینا چاہیے کہ اوسکی خواہش ہمکو ضرور
ہوگا اوسکو ایسا شبہہ ہوا کہ پانون کے تلے کی زمین نکل گئی اور آنکھونکی نیند جاتی رہی پھر سات سو
سوار اور پیدل لیکے چلا اور آمل شط تو بہت دور تھا پر دریا جو جما ہوا تھا تو اوسپر پیال بچھا کر پار اوتر گیا اور اوسکے
پیچھے دوڑ چلے لیکن دریا اوتر نسکے اور آمل شط مین پہونچکر سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کے پاس پیغام بھیجا
کہ ہمارے بزرگون کے حق آپ پر بہت ہین اور اب ہمپر بہت سختی ہے کہ دشمن ہجوم کر رہے ہین اور اب ہم
تمہارے تابعدار ہین اور تمہاری مدد کے محتاج ہین اور آمل شط سے مرو کو چلا کہ ترکون کے ہاتھ سے
جان بچے اور مشکون اور کشتیون کے ذریعے سے دریا پار ہو گیا اور ابو جعفر خواہرزادہ سے کہ باپ اوسکا
نہایت کمینہ تھا اور دولت سامانیہ مین اوسکو عروج ہو گیا تھا اور سلطان یمین الدولہ نے اپنی عادت
کے موافق اوسکو اوسکے باپ کی جگہہ مقرر کر دیا تھا مدد کی درخواست کی اوسنے اوسکے قاصد کو بہت سوالی
سے نکال دیا اور خود سامان جنگ کر کے اوسکے مقابلے پر آن موجود ہوا مگر منتصر کی فوج نے اوسکو مار کر
متفرق کر دیا اور ابیورد کی راہ لی کہ ۳۹۴ سنہ ہجری مین وہان جا پونہچا اور سلطان یمین الدولہ

مطابق ۱۰۰۳ء

نے اوسکے قاصد کو عزت دی اور پیغام کو بہت خوشی سے قبول کیا اور کچھ مال بھیجا کہ اپنا سامان درست
کرے اور خواہرزادہ پر حکم بھیجا کہ اسکی خدمت مین اطاعت اور طاعت کے ساتھ حاضر ہووے اب وہ
لاچار حاضر ہوا اور جو قصور کہ اوس سے ہوا تھا اوسکا عذر کیا اور جبکہ ابو نصر نے سنا کہ منتصر آیا تو اوسنے
اپنے بادشاہ خوارزم شاہ کی اطاعت چھوڑ کر اسکی اطاعت کی اور اوسکے نام کا خطبہ قصبہ نسا مین پڑھا
اس کام سے اسکے اہل نسا کو خوف ہوا کہ شاید خوارزم شاہ کو ہماری شرکت کا بھی گمان گزرے تو اونھون نے
باظہار اپنی دوستی کے دربار شاہی مین یہ حال لکھ بھیجا وہانسے ابو الفضل حاجب چلا کہ اس شر کو دفع کرے
اور ابو نصر منتصر کے ساتھ ہو گیا اور بہت جمعیت بہم پونہچائی اور منتصر براہ استو خبوشان پر روانہ ہوا اور
ابو الفضل بھی فوج خوارزم شاہ کی لیکر مقابلے پر آیا اور رات کو اتفاق جنگ ہوا اور خوب لڑائی ہوئی
جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ ابن محمد اور ابن حسام الدولہ تاش مرے پڑے ہین اور باقی بھاگ گئے
اور منتصر اسفراین بھاگ گیا وہان کے لوگون نے بھی اوسکو وہان گھسنے نہ دیا کہ محنت اور فتنے مین پڑینگے

بھاگ نکلے اور ابو المظفر نصر بن ناصر الدین سبکتگین نیشاپور پر قابض ہوگیا اور منتصر ابی ورد گیا اور
دیکھا کہ پیچھے دوڑ آتی ہی توجہ جان گیا یہ حال اسکا جو شمس المعالی قابوس نے سنا تو اوسکے مقابلے مین دو
ہزار کردی بھیجے کہ اوسکو وہان سے بھی بھاگنا پڑا اور مدد سے مایوس ہوا اب حیران تھا کہ کدھر جاوے اور
اولٹا پھر نا پڑا اسی درست جورہی کے باب مین تھی رہی پر چوکا اور چونکہ ارسلان بالو منتصر پر ناز کرتا تھا اور
حد سے بڑھکر بات کرتا تھا اور جسکا یہ ارادہ کرتا تھا وہ اوسپر تکرار کرتا تھا یہانتک کہ اوسکی ہر بات پر جو اوسکے
مونہہ سے نکلتی تھی جھگڑتا تھا اور یہ بھی تہمت منتصر نے ارسلان بالو پر لگائی کہ تو مجھسے عداوت رکھتا ہی
کہ اوسکا رتبہ ہمارے یہان اختصاص کا ہی اور وہ اس جنگ مین کہ ہمنے ابو المظفر سے شکست کھائی شامل تھا
تو نے اپنے حسد اور عداوت سے ہمارا کام بگڑوا دیا تو اوسکی اسی مین یہ آیا کہ ارسلان بالو کو قتل کرنا چاہیے
تاکہ تشفی ہووے اور یہ سب کام درست ہووین سو اوسنے ناگاہ اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کردیے اس جنجال سے
اوسکو آرام ہوا اب سارے لشکر کو یہ کام اسکا ناگوار معلوم ہوا ابو القاسم سیمجور نے منتصر کیطرف سے
عذر و معذرت کر کے فتنہ فرو کیا لیکن اس سب لشکر نے یہ ارادہ کیا کہ سرخس کے سردار کی کہ اوسکا باپ
فقیہ تھا مدد کرین کہ وہ منتصر کے ساتھ مدد اور سامان دینے پر تیار تھا تو یہ لوگ ابی ورد کی راہ ہوکر وہان
گئے اور وہان کا سب محاصل لیا اور جو کچھ کہ اوس سردار نے دیا اوس سے اپنا اسباب درست کیا اب یہ خبر
ابو المظفر سپہ سالار کو ہوئی کہ یہ لوگ اس طرح جمع ہوگئے ہین وہ نیشاپور سے ایک جمعیت بہادرونکی
لیکر چلا تاکہ اونکو دفع کرے اور اودھر سے منتصر آپہنچا کہ ان دونون مین جنگ شروع ہوگئی اور بہت
سخت لڑائی ہوئی منتصر کی فوجکو ہزیمت ہوئی اور ابو القاسم سیمجور اور تونتاش حاجب پکڑے آئے
کہ انکو غزنہ بھیجا گیا اب منتصر کو سوای ہلاکی اور تباہی کے اور کچھ میسر نہوا اور ابو المظفر باشان و
شوکت واپس چلا آیا ابو منصور ثعالبی نے یہ شعر مجکو سنائے شعر اوّل شعر

ہوے باغی شکستہ حال و پامال	زمانے نے دکھائی تازہ رونق

منتصر بھاگتے بھاگتے اتراک غزی کے مقامات مین جا پونہچا ان لوگونکو بسبب شرافت آل سامان
کے اور اونکے کرم و احسان کے اوسکے ساتھ توجہ اور میلان خاطر ہوا اور چڑھتے چڑھتے چلا گیا کہ ایلک خان
کے پاس شوال سنہ ۳۹۰ ہجری مین جا پونہچا پہ وہ اپنا بدلہ لینے کے لیے اوسکے
درپے ہوا اور حد و سمرقند پر آکے ڈیرے لگائے اب قوم غزی نے آپس مین مشورہ کیا کہ ایرات کو

ثعالبی سنہ [illegible]ء

ایک فریب بنایا کہ منتصر کو خط لکھا کہ تم ہمارے پاس آؤ اور ہم اور تم ملکر ایلک خان سے لڑینگے پس بہت سا
تردد کیا کہ اوسکی عقل مانع تھی اور حرص امید اوسکو ابھارتی تھی پس آخرکار سوار ہوا اور چلا اور ابھی حماد کے کنوئین
جواَل کے جنگل مین تھا پونہچا تھا کہ اوسکا لشکر اوس سے جیحون پر پہلے پونہچا اور دیکھا کہ جیحون جما ہوا ہی اور اوسکے
ساتھ بھاگتے بھاگتے تھک گئے تھے کہ نہ دن چین اور نہ رات نیند آور آپسمین مشورہ کیا کہ سلیمان اور بھائی ایلک خان
کے حاجبون کے پاس چلے گئے اور جا کر کہا کہ سامانی بہت پاس ہی اور ابھی مغموم اور کوشش سے لاچار اور
تنگ ہوگیا ہی پس ہر شخص اوسکو پکڑ سکتا ہی اب ابوابراہیم نے کچھ فوج دیکھی اور اوسنے کچھ مقابلہ کیا اور پھر
بھاگا اور اوسکے دو بھائی اور اونکی ارباط بشری پر پکڑے گئے اور اوترکند قید ہوکر بھیجے گئے اور بھاگ گئے
بھاگتے فرودگاہ ابن بُہیج عربی مین جو قافلہ عرب اس جنگل مین تھا آنکر دم لیا اور راہ روی بندار بجملہ
تابعین سلطان یمین الدولہ کے اوس قافلے مین تھا کہ اوس نے اوس قافلے کو اشارہ کیا کہ اوسکو ہر طرح
اور ہر وقت وے رکھین پس جب رات ہوئی تو ان لوگون نے اوسپر حملہ کیا اور حلال کر ڈالا کہ زمین اوسکی
خون سے لال ہوگئی گویا ابوتمام نے اسی کے لیے یہ شعر کہے تھے شعر اوّل شعر

مرگیا اک جوان نیزون مین		خود ہی نصرت تھا جب نہو نصرت	

مطابق سنہ ۱۰۰۴ع

اور اوسکی لاش کو رود بارزم کے پاس آب مرغ مین ربیع الاول ۳۹۵ سنہ ہجری مین دفن کیا
اب یہ خبر سلطان یمین الدولہ کو پونہچی تو حکم دیا کہ بندار قید ہوکر آوے اور اوسپر سزا ناحق شناسی کی
جاری ہووے اور حکم دیا کہ ابن بہیج عربی کو اور سب عرب کے قافلون کو لوٹلین اور اوجاڑ دین
اور اب خاندان آل سامان کی خاک اوڑگیئی

فہرست سلاطین سامانیہ ابتدا سے جبتک کہ سلطان یمین الدولہ اوسکا مالک ہوگیا
سلطنت بنی سامان کی ماوراء النہر اور تمام خراسان مین مع اوسکے سب متعلقات کے اور وقت
بوقت سجستان کرمان جرجان طبرستان رے تا بحدود اصفہان مین ایکسو دو برس اور چھ مہینے اور
دس دن تک رہی سب مین اول ابوابراہیم اسماعیل ابن احمد ہی کہ اسنے پندرھوین ربیع الاول
۲۸۷ سنہ ہجری روز سہ شنبہ کو عمرو بن لیث کو اطراف بلخ مین قید کیا اور خراسان کا مالک ہوا
آٹھ برس تک سلطنت کی اور ۲۹۵ سنہ ہجری چودھوین صفر منگل کی رات کو مرگیا
مرد نیک اور عادل اور خلیفہ وقت کا مطیع تھا اور بعد اسکے ابونصر احمد ابن اسماعیل نے چھ برس تین مہینے

مطابق سنہ ۹۰۰ع
مطابق سنہ ۹۰۷ع

پس اپنے چند آدمی لیے ہوے سرخس کو پھرا اور کچھ یہان ٹھہرا کہ باقی لوگ بھی آ کے جمع ہوے اور پھر چلا کہ دریا سے
اوترکر قبطان پونہچا اور اب کوتوال بخارا اوسکی گرفتاری کو آیا اور سب طرف راستے بھاگنے کے بند کر دیے
سو منتصر نے ارادہ کیا کہ انکو چھاپہ مارے اور کر گزرا اور خوب مارا اور اپنی جان بچا کر لے نکلا اور آخر لوٹ
بخارا مین پونہچا اور لوگون نے قصبہ دبوسیہ صغدی مین امان لی اور اوسکے لوگون سے مدد مانگی اور یہ وہان گئے
لوگون پر جا پڑا کہ اونکو خوب مارا اور ابن علمدار سپہ سالار سمرقند نے منتصر کو اپنی طرف مائل کیا اور تین ہزار آدمی لیکر
آن حاضر ہوا اور بخارا کے امرا نے تین سو غلام اسکی خدمت مین بھیجے اور اسکے سوا اور بھی سلوک کیا اور قوم غزی
اوس سے آن ملے تو اوسکو کچھ قوت حاصل ہوئی ایلک خان نے سنا کہ منتصر سامان بہم کر کے پھر آیا وہ بھی
اپنے ترک لیکر آیا اور نور گنبد پر لڑائی ہوئی اور خوب تیر و تلوار چلی اور ایلک خان کا لشکر بھاگا اور قوم غزی
اونکے پیچھے ہو لی یہانتک لوٹا کہ ہاتھ تھک گئے اور یہ شعبان ۳۹۱ ہجری مین ہوا ایلک خان
اپنے دیار ترک کو گیا اور پھر لوگ جمع کر کے واپس آیا کہ بدلا لیوے اور قوم غزی مال لوٹ کر اپنے وطن بھاگ
گئے اور منتصر اور ایلک خان مین درک اور خاوس سمرقند کے میدان مین جنگ شروع ہوئی ابوالحسن ابن
طاق نے ایلک خان سے امان مانگی اور اوس سے جا ملا اور اپنے پانچہزار آدمی اپنے ساتھ لے لیے
اب ایلک خان نے منتصر کے لوگ خوب کاٹے اور منتصر اکیلا بھاگا اور تختون پر بیٹھکر دریا اوتر گیا کہ
اون دنون مین کشتی اور پل نہ تھا اور پھر اپنی جان بچا کر اندخوز جوزجان کے علاقے مین گیا اور اوس
جنگل مین جو گھوڑون کا ریوڑ چرتا تھا اوسکو ہانک لیگیا اور اپنے لوگونمین تقسیم کر لیا اور پھر جنگل کو چڑھ گیا
کہ زاغول کے پل پر جا پونہچا سلطان یمین الدولہ کو جو خبر ہوئی تو بدین خیال کہ منتصر کچھ سامان اور مدد
بہم نہ پہونچا لے ارادہ کیا کہ بلخ جلد چلے اور فرلغون ابن محمد کو چالیس سردار فوج کے دیکر اسکے پیچھے
دوڑایا کہ اوسکو وہانسے دور کرین سو منتصر نے اوسکو بہت عاجز کیا اور پھر جنابذ علاقہ قہستان مین چلا گیا
کہ جہان جاتا تھا وہان تلوارین نظر آتی تھین اور جدھر بھاگتا تھا موت سامنے موجود تھی اور اب نصر بن
ناصر الدین سبکتگین مع طغانجق والی سرخس کے اور ارسلان جاذب والی طوس کے اوسکی گرفتاری کے
لیے دوڑے اور وہ وہانسے بچکر جومند اور وہانسے بسطام گیا وہان قابوس نے دو ہزار کردی شاہجانی لیکر
اوسکو نکال دیا کہ وہانسے بیار گیا اور جسکے مشورے پر بسطام آیا تھا اوسکو ملامت کی اور بہت تنگ اور
حیران ہوکر قصبہ نسا مین آیا اب سرخک سامانی نے جو ایلک خان سے ملا ہوا تھا اوسکے مشورے سے

مطابق سنہ ۱۰۰۱ء

محافظین بادشاہی سے غنیمت جانا کہ کسی نے ابتک اوسپر قبضہ نکیا تھا اب اسی نے اوسپر اپنے کچھ لوگ بھیجے
کہ اسپر قبضہ ور عمل اپنا کیا اور اپنے نام کا خطبہ جاری کیا اور اموال اور محاصل اوسکے خوب فراہم کیے جب ناصر الدین
سبکتگین ہندوستان سے پھرا تو اوس نے یہ حال بست کا سنا اور نہایت غضبناک ہوا بست پر حملہ کیا خلف کے
لوگ اپنی جان بچا کر بست سے بھاگ گئے اور ناصر الدین نے اب خلف پر چڑھائی کا ارادہ کیا اور اوس باب مین
استخارہ کیا تو خلف ابن احمد نے ناصر الدین کے پاس قاصد بھیجا کہ میرا متعین کرنا آدمیون کا بست پر صرف
آپکی دوستی اور رعایت کے لحاظ سے تھا کہ آپکی ولایت کی مینے بذات خود حفاظت کی اور جسقدر مال اور
محاصل کہ دستیاب ہوا ہے اوس سب کا مین ضامن ہون اور اسقدر جو زیادہ مال مین دیتا ہون صرف اوس قصور کے
بدلے ہے کہ مین نے آپ کے آدمی بست پر سے اوٹھا دیے تھے تا کہ مین فضیحت جنگ سے محفوظ رہون ناصر الدین
نے دیدہ و دانستہ اوسکا یہ عذر قبول کیا اور اوسکے عذر سے دست بردار ہوا کہ اوس نے اپنا قبضہ بست سے
اوٹھا لیا اور عذر پیش کیا اور اوس سے زر محاصل وغیرہ طلب کیا سو اوس نے ادا بھی کیا اور باقی کے
لیے اوسکی مرضی کے موافق ضمانت دی پس اب ان دونون مین جب تک صلح رہے کہ ابو علی ابن سیمجور کا
جھگڑا ہوا اور اوسکو نیشاپور پر شکست دی گئی کہ اوسکا ذکر اوپر ہو چکا لیکن حقیقت مین تو خلف کو
ابو علی ابن سیمجور سے عداوت تھی اس لیے وہ بذات خود اپنی فوج لیکر ناصر الدین کے ساتھ اوسکے مقابلے
پر آن موجود ہوا اور ظاہر مین ناصر الدین پر احسان کھا اور وجہ اس عداوت کی یہ ہے کہ ابو علی نے سطود الامارت
مین خلف کو گھیر کر شکست دی تھی اب ناصر الدین اوسکو اپنے ساتھ فوشنج لیگیا اور اوس مقام پر اوسکو
چھوڑ دیا تا سفر کی محنت سے بچے اور خود طوس جا کر ابو علی سے لڑا اور اپنا بدلہ لیا ابو علی کو جب نکال چکا اور
اس سے فارغ ہوا تو پھر خلف کیطرف اپنا لشکر اس شوکت اور شان کے ساتھ بھیجا کہ آگے
اوسکے گھوڑے اور پیچھے مال و دولت کے اونٹ تھے شعر

کرین وہ جو تعریف تو ہے سزا	جو وہ چپ رہین مدح کرتا ہے مال

ب ناصر الدین سبکتگین اور خلف مین خوب صاف محبت ہو گئی کہ اوسمین کچھ شبہہ نرہا اور یہ صفائی
ب تک رہی کہ ناصر الدین واسطے نکالنے ایلک خان کے ماوراء النہر گیا اور یہ صلح کی کہ کچھ بلاد تو ایلک خان
ہوے اور باقی سب مملکت رضی کے محفوظ رہے اور خلق خدا شہری یا صحرائی سب امان سے رہین
ب خلف ابن احمد کیطرف سے یہ باتین ہوئین کہ اوس نے ایلک خانکو خطوط بھیجے کہ بست اور اوسکے

سلطنت کی اور اوسکے غلامون نے شب پنجشنبہ تاریخ تیئیسوین جمادی الآخر اوسکو مارڈالا اور یہ موافق اپنے
باپ کے نیکخو اور صاحب عدالت تھا اوسکے بعد سلطان شہید ابو الحسن نصر ابن احمد ہوا اتیس برس خوب
شجاعت اور بلند ہمتی سے سلطنت کی بعد اوسکے نوح ابن منصور نے بارہ برس تین مہینے سات دن
سلطنت کی اور روز سہ شنبہ اونتیسوین ربیع الآخر سنہ ۳۴۳ ہجری کو بخارا مین مرگیا
مطابق سنہ ۹۵۴ع
اوسکے بعد عبد الملک ابن نوح نے سات برس چھ مہینے گیارہ دن سلطنت کی اور چارگھڑی دن رہے
یوم پنجشنبہ گیارھوین تاریخ شوال سنہ ۳۵۰ ہجری مین گھوڑے کا پانون پھسل گیا زمین پر
مطابق سنہ ۹۶۱ع
گرگیا اور بخارا مین مرگیا اور اوسکی جگہ منصور ابن نوح نے پندرہ برس نو مہینے سلطنت کی اور بخارا مین
سہ شنبہ گیارھوین شوال سنہ ۳۶۵ ہجری مین مرگیا اوسکے بعد نوح ابن منصور نے
مطابق سنہ ۹۷۵ع
اکیس برس نو مہینے سلطنت کی اور بخارا مین بروز جمعہ تیرھوین رجب سنہ ۳۸۷ ہجری
مطابق سنہ ۹۹۷ع
مین مرگیا بعد اوسکے ابو الحارث منصور ابن نوح نے ایک برس نو مہینے سلطنت کی اور بکتوزون اوسکے
غلام نے سرخس مین روز چہارشنبہ بارھوین صفر سنہ ۳۸۹ ہجری کو قید کیا اور اوسکے بھائی
مطابق سنہ ۹۹۸ع
عبد الملک بن نوح سے بیعت کی گئی سو اسکا تخت سلطنت پر قدم دھرنا اور سلطان یمین الدولہ امین الملة
کا اوس سلطنت پر قبضہ کرنا برابر ہوا اور جب بخارا آیا تو ایلک خان نے اوسکو قید کیا اور سلطنت چھین لی اوسنے
آٹھ مہینے سترہ دن حکمرانی کی بعد اوسکے ابو ابراہیم منتصر اسمٰعیل ابن نوح کے وقعات ابھی گزرے فقط

ذکر اون سببون کا کہ جنکی سبب درمیان ناصر الدین سبکتگین اور خلف ابن احمد والی سجستان
کے کبھی اتفاق ہوا اور کبھی مخالفت ہوئی اور ذکر اوس سبب کا کہ آخر سلطان یمین الدولہ
امین الملة کو اوسپر حملہ کرنا پڑا اور ملک اوس سے چھن گیا اور ذکر وقعات
ہند کا اور ذکر اوسکا جو سلطان یمین الدولہ امین الملة نے ارادہ کیا پورا ہوا

اس کتاب کے شروع مین ذکر ہوا ہی کہ خلف ابن احمد والی سجستان کی امیر منصور ابن نوح نے مدد کی اور
اوسکو اوسکی جگہ پر پھر قائم کیا جب خراسان مین فتنہ پھیلا کہ سرداران و حاکمان خراسان تو اوسمین مصروف
ہوے اور یہ فارغ البال خوب آرام اور راحت سے سجستان کے محاصل سمیٹنے پر مصروف ہوا یہانتک کہ
اسکو ہمت اپنے ملک کے افزایش کی اور امرا کے ساتھ مقابلے کی پیدا ہوئی اور جب ناصر الدین سبکتگین
ہندوستان پر متوجہ ہوا کہ اوسکا ذکر اوپر ہو چکا ہی تو خلف ابن احمد نے نسبت کا خالی ہونا کوتوال اور

اسی جوش شراب مین طاہر کے پیچھے تنہا بھاگا چلا گیا آخر طاہر ابن خلف نے اسکے ایسی تلوار ماری کہ گھوڑے سے گرا اور پھر اوسنے اسکا سر اوتار لیا سو سرسمیت پہلے طاہر کو ہوئی اب بغراجق کو ہوئی اور یہ خبر یمین الدولہ امین الملۃ کو پہونچی سو اسکو اپنے چچا کے مارے جانیکا بہت غم ہوا اور طاہر کی ان حرکات سے یمین الدولہ کو خوب معلوم ہو گیا کہ ان دونون باپ بیٹونکی اور اونکی سلطنت اور اونکے امرا کی ہلاکت قریب ہے کہ گای قریب اپنی موت کے چھری سے اپنا سر گڑتی ہے اور چیونٹی جب مرنے لگتی ہین تو اوسکے پر نکلتے ہین اور پروانے کی موت آتی ہے تو خود آگ پر دوڑتا ہے ۹۰۳ سنہ ہجری مین سلطان یمین الدولہ خلف ابن احمد پر چڑھ گیا اور وہ اسپہند کے قلعے مین جو بہت بلند تھا جا بیٹھا سلطان نے اوسکا محاصرہ کیا اور جب اوسکا سب آرام کھانا پینا چین سے بیٹھنا اور سونا جاتا رہا تب لاچار ہو کر نہایت عاجزی سے اپنی امان اور رہائی کی درخواست کی اور یہ شرط کی کہ ایک لاکھ دینار اور جو کچھ سلطان پر نذر و نثار کے لایق ہوگا حاضر کرونگا سلطان نے درخواست قبول کی اور اپنے لوگ متعین کر دیے کہ اوس سے یہ زر وصول کرین ورنہ جبتک اسی طور سے قید مین رہے اور اگرچہ اوسکی نیت یہ تھی کہ سجستان کسی طور سے فتح کیجیے لیکن بالفعل یہ ارادہ ہوا کہ ہندوستان پر یورش کرے سو ایک قصبہ پیشاور پر آ ڈیرے لگا دیے اور پھر خبر آئی کہ راجہ جیپال اوسکے مقابلے پر چلا اور اوسوقت لشکر مین سے سلطان نے پندرہ ہزار سوار چھانٹے اور حکم دیا کہ باقیون مین سے کوئی شامل ہونے نپاوے اور راجہ جیپال بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ اور تین سو ہاتھی لیکر چڑھ آیا ایس لڑائی شروع ہو گئی اور خوب جنگ ہوئی کہ دوپہر مین قریب پندرہ ہزار آدمی ہندوستان کے مارے گئے اور پندرہ ہاتھی کہ ونکی سونڈ اور پانون تلوار اور نیزے سے چھد گئے تھے گر پڑے اور راجہ جیپال اور اوسکے بیٹے اور اوسکے پوتے اور بھتیجے اور نامی آدمی اوسکے اقارب اور شہر کے گرفتار ہو گئے اور سلطان کے پاس حاضر کیے گئے ور راجہ جیپال کے گلے سے جو مالے موتیون اور جواہر کے کھولے دو لاکھ دینار کی قیمت کے تھے اور وس سے دوگنا اون لوگون کے پاس سے نکلا کہ قید تھے یا مارے گئے تھے بلکہ اوس سے بھی زیادہ سلطان نے پانچ لاکھ لونڈی غلام فوج مین تقسیم کر دیے اور یہ سب مال اور قیدی لیے ہوے اپنے لمے مین آیا اور یہ ملک ہندوستان جو اوسکو فتح ہوا بہ نسبت خراسان کے بہت عمدہ ہے اور یہ واقعہ مشہور ہے بروز پنجشنبہ ہشتم محرم سنہ ۹۲ ۳ ہجری مین واقع ہوا اور یہ راہی ہوئی کہ

مطابق سنہ ۹۹۹ء

مطابق سنہ ۱۰۰۱ء

مضافات پر حملہ آور ہووے اور ایسے ہی غزنہ اور اوسکے متعلقات پر برانگیختہ کیا اور بمقابلہ ابو علی کے سبکتگین کی مدد کرنے پر اوسکو ندامت ہوے اور اوسنے چند بار برمجلس سبکتگین پر یہ تعریض کی کہ بادشاہونکی بادشاہت چھین لینا اور اونکا خاندانون کا تباہ کر دینا نہایت برا ہے اور بیوقوفی اور بیعقلی خوب معلوم اور ظاہر ہے یہ سب باتین اوسکی سبکتگین پر کھل گئین ناصر الدین کو غصہ آیا اور فوراً ارادہ کیا کہ سجستان پر جلد پونہچکر اسکا علاج کیجیے پر ابو الفتح علی ابن محمد بستی نے نہایت نرمی اور خوبی سے یہ بات کہکر اوسکا غصہ ٹھنڈا کیا کہ بہت خبرین غالباً جھوٹ ہوتی ہین اور اونکے موافق جو مرتکب ہووے وہ بھی مثل قائل کے گنہگار ہوتا ہے جانور ہوائی بے دانہ و دام اور بے حیلے قابو مین نہین آتے ہین اور ایسے ہی لوگونکے دل بے احسان دام مین نہین آسکتے ہین لیکن باوجود اسکے اگر کوئی سخت بات کہی جاتی ہے تو پھر ایسی وحشت و نفرت ہوتی ہے کہ پھر قابو مین آنا بہت دشوار ہے یہ سنکر ناصر الدین کا دل ذرا ٹھہرا اور اوس جلدی اور طیش سے باز رہا اور ابو الفتح نے یہ شعر اپنے مجکو سنائے شعر اول شعر

اگر چاہو کسی دلبر ہو قابو	و یا چاہو کرو تم دوست اپنا

اب پھر خلف ابن احمد نے خط بھیجنے شروع کیے کہ مین ان سب امور سے بری ہون اور ایسی حرکت سے خود بیزار ہون پس ناصر الدین نے یہ بھی معاف کر دیا اور اپنے دلمین سے یہ سب مٹا دیا اور پھر تمام عمر اوس سے مدارات اور صفائی سے گزری یہانتک کہ مرگیا پھر اوسکے بعد سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کو خبر آئی کہ خلف میرے باپ کے مرنے سے خوش ہوا شعر

نہ خوش ہونا کہ یہ جو ٹل گیا ہے	فقط یہ تھا مگر اک اور بھی ہے

یہ بات یمین الدولہ نے اپنے دلمین رکھی کہ کبھی وقت اور موقع پر دیکھا جاوے کا یہانتک کہ ملک خراسان کا مالک ہوگیا کہ اوسمین کچھ کھٹکا اور کسی کا لگاؤ نرہا کہ اوس ہنگام مین خلف نے اپنے بیٹے طاہر کو قہستان پر بھیجا کہ اوسنے اسپر آکر قبضہ کیا اور پھر یہاںسے چلکر فوشنج پر قبضہ کیا اور یہ اور ہرات بغراجق کی جاگیر تھی پس اوسکے چچا بغراجق نے اوس سے اذن مانگا کہ اس متغلب کو اپنی جاگیر سے نکالدون اور اجازت لیکر چلا کہ فوشنج کے میدان مین اوس سے لڑائی ہوئی اور خوب سخت واقعہ ہوا آخر طاہر بھاگ گیا اور بغراجق نے اوسکا پیچھا کیا اور چونکہ بغراجق نے اس جنگ سے پہلے شراب پی تھی تو اوسکو ایک حرارت بہادری کی تھی اور ایک حرارت شراب کی تھی اس لیے

یہ شہر خلف سے چھین لیا اور سلطان یمین الدولہ کے لیے مقرر کیا اور اوسکو لکھ بھیجا کہ ہم سب آپکی اطاعت اور
طاعت مین آگئے اور یہان آپکا معتمد آوے کہ انکو اوسپر اپنا قبضہ کرلے اور ہم در دولت پہ حاضر ہووین سلطان نے
اونکی درخواست کے موافق کیا اور اونکو بہت انعام و اکرام دیا اور سلطان کے نام کا سنہ ۳۹۳ ہجری
مین خطبہ شروع ہوا اب سلطان نے کہا کہ خلف پہ حملہ کیجیے اور اس شر کو دور کیجیے سو خلف ان دنون
مین قلعہ طاق مین تھا کہ اوسکی سات شہر پناہین تھین اور دیوارین بہت بلند تھین اور ایک خندق اوسکے
گرد بہت گہری اور بہت چوڑی تھی کہ اوسپر سے گذرنا محال تھا پر جب ضرورت ہوتی تھی تو ایک پل بنا رکھا تھا
کہ وہ ڈالکر اوتر جاتے تھے پھر اوٹھا ڈالتے تھے پس اوسکو سلطان کے لشکر نے گھیر لیا اور متردد ہوے
کہ یہ خندق کیونکر بھرین کہ پیادہ اور سوار خوب آمد و رفت کرین اور اوسکے گرد کثرت سے درخت تھے
سلطان نے حکم عام دیا کہ درخت کاٹ کر خندق بھر دین سو سب اوسپر پل گئے اور درخت کاٹ کر خندق
مین بھر دیے اور سب سوار اور پیادے قلعے مین گھس گئے اور پھر ہاتھی چلے گئے اور خلف کے لشکر نے اوسپر
پتھر مارنے شروع کیے اور ایک ہاتھی نے قلعے کے دروازے پر اپنے دانت اڑاکر دروازے کو
اوکھاڑ کر پھینک دیا سب فوج اوسمین گھس گئی اور خلف کے لوگ بہت مارے گئے اور باقی سب نے
شہر پناہون مین امان لی اور دوسری شہر پناہ پہ چڑھکر گوپھنون مین پتھر مارنے شروع کیے اور اسوقت
کہ جنگ بہت گرم تھی خلف بھی باہر نکلا اور دیکھا کہ لڑائی خوب ہو رہی ہے اور دیکھا کہ ہاتھی آدمیونکو اپنی
سونڈ مین پکڑکر پہلے اونچا اوٹھاتا ہے پھر دونون دانتون مین پیس دیتا ہے اور پھر اور لوگون کو اپنے
پاؤن تلے ڈالکر مار ڈالتا ہے اور پھر دروازے پر متوجہ ہوا کہ اپنے دونون کندھے کا زور دیکر اوسکو اوکھاڑ
پھینکا خلف یہ سب کچھ دیکھکر کانپ گیا اور دہشت اور ہول کے مارے بیتاب ہوکر سلطان سے امان مانگی
سلطان نے جنگ موقوف کی اب خلف نے اوسکی فوجکو انعام دینا شروع کیا اور پھر بموجب حکم سلطان کے
حاضر دربار ہوا اور باوجود بڑھاپے کے زمین خدمت پر جھکا اور سلطان کے پاانداز جواہر اور مروارید
کی لڑیان بچھادین کہ کچھ شکر اوسکے احسان اور عفو کا ہووے سلطان نے اوسکی خوب عزت کی اور اپنا
ہاتھ اپنے سینے پر رکھا کہ تمھارا سب قصور اور حرکات ہم بھول گئے اور اوسکو مختار دیا کہ اس قلعے کے اسباب
موجود سے جو اور جسقدر پسند ہو لیجاؤ اور جہان مناسب جانو رہنا قبول کرو اوسنے کہا کہ مجکو جوزجان کی آب و ہوا
پسند ہے وہان رہنا منظور ہے سلطان نے حکم دیا کہ بعزت اور حرمت وہان پہونچا دیا جاوے چنانچہ وہان

مطابق ۱۰۰۲ء

راجہ جیپال سے صرف پچاس ہاتھی بہت اچھے لیکر اوسکو چھوڑ دے اور جبتک کہ ہاتھی آوین تب تک اوسکا بیٹا اور پوتا یہان زیر نظر رہین جیپال جب اپنے مکان پر آیا تو اسنے اپنے بیٹے انندپال کو کہ دریای جہون کے اودھر اوسکا راج ہی خط لکھا کہ ہمپر بہت سخت لڑائی اور بڑی مصیبت ہوئی ہی اور پچاس ہاتھی کی جو ہمپر طلب ہی جلدی بھیجدو کہ وہان بھیجے جاوین تاکہ بیٹا اور پوتا وہان سے آوے اوسنے یہ ہاتھی فوراً اپنے باپ کے پاس بھیجدیے کہ یہانسے سلطان کے پاس بھیجے گئے اور وہانسے قیدی بھیجدیے گئے اور راجہ انندپال کو یہ معلوم ہوا کہ اوسکا باپ بہت بڈھا ہوگیا ہی اور اب اوسکا ادبار آگیا ہی تو مناسب ہی کہ اب مرجاوے اور یہ بھی دستور تھا کہ جب کوئی مسلمانون کے ہاتھ مین قید ہوجاتا تھا پھر وہ لائق راج کے نرہتا تھا اور جیپال نے بھی جو دیکھا کہ مین بہت بڈھا ہوگیا ہون اور بہت رسوائی اور ذلت ہوئی اور جینا مناسب نجانا تو اپنا سر منڈایا اور آگ مین بیٹھکر جل گیا اب سلطان نے دیکھا کہ جو ارادہ کیا تھا وہ پورا ہوا تو دوسرے حملے کا ارادہ کیا اور بھٹنڈا پر متوجہ ہوا وہان جاکر بسبینہ زوری مقام کیا اور معلوم ہوا کہ بہت گروہ ہندوونکا جنگل اور پہاڑ کی کھوہ مین چھپے ہوے تیاری کرتے ہین سو سلطان نے اونپر فوج بھیجی کہ اونسے جاکر لڑین وہ چڑھ آئے اور جنگ برپا ہوئی اور ایسی بڑی لڑائی ہوئی کہ گویا دنکو تارے دکھا دیے گئے اور وہ سب بھاگ گئے اسکے بعد سلطان نے غزنہ کا ارادہ کیا اور وہان خلف ابن احمد نے اپنے جیتے جی اپنے بیٹے طاہر کو اپنا قائم مقام سجستان کا والی اور فرمانروا کردیا اور تخت اور ملک سب اوسنے سونپکر آپ الگ ہوگیا تاکہ سلطان کو معلوم ہووے کہ اب خلف نے سلطنت چھوڑکر زہد و ورع اختیار کیا ہی اور عبادت الٰہی مین مصروف ہوا ہی کہ اب سلطان اسپر کبھی حملہ نکرے جب طاہر کو ایک مدت گزری تو اوسنے اپنے باپ کی نافرمانی اور اوسکی ناحق شناسی کرنی شروع کی پر خلف اپنے بیٹے کی مدارات اور ملاطفت مین ہمیشہ متوجہ تھا یہانتک کہ جو کچھ اسکو اوس سے امید تھی اوس سے مایوس ہوگیا اور آپنے بیٹے کو قلعہ اسپہند مین اس بہانے سے بلایا کہ مین بیمار پڑا ہون اور اوسکو سب وصیت کرے اور سب کچھ امانت اور راز ہاے خفیہ اوسکو سونپ دے پر اوسکا بیٹا اس حقیقت سے غافل اور اپنی تباہی اور بلا کی پر متوجہ ہوا اور خلف نے چند آدمی فوج کے پوشیدہ کر رکھے تھے کہ انھون نے طاہر کو گھیر لیا اور اوسکو قید کردیا یہانتک کہ وہ اوس قید مین مرگیا یہ خبر جب طاہر ابن یزید سپہ سالار سجستان اور اور سب سالارون نے سنی تو اونکے دلمین خلف کیطرف سے فساد پیدا ہوا اور خوف سرداری اور تابعداری سب دور ہوا اور

ذکر کرتا ہی کہ وہ حاجیان مکہ سے اپنے وطن کا حال پوچھتا ہی شعر اوّل شعر

بہت سا رات کے سینے پہ ہی زیور ستارون کا — مگر خالی ہوئی زیور سے گردن صبح کی بالکل

ابو جعفر محمد ابن موسی موسوی شاعر نے کہا کہ یہ شعر خلف کے دروازے پر لکھے ہوے تھے شعر اوّل شعر

جسے ہو آرزو دیکھے وہ جنت — یہان آکر وہ دیکھے منزل ایوان

اب سجستان بالکل صاف اور بے کھٹکے سلطان کے ملک ہوگیا اور جتنے فساد اور فتنے تھے سب مٹ گئے اور خلف کے سبب لوگونکی طمع اس ملک سے اب جاتی رہی اب سلطان فتحمند غزنہ کو پھر آکہ اللہ نے اوسپر احسان کیا کہ ملک سجستان جو کبھی کسی کے قبضے مین نہ آیا تھا اوسکے قبضے مین آگیا اور ابو منصور ثعالبی نے سجستان کی فتح مین یہ قصیدہ لکھا ہی شعر اوّل شعر

زمانہ خوب روشن ہی ترے چہرے کی خوبی سے — اوسنے زینت ہوئی کامل ترے جلنے کی خوبی سے

اور یہ شعر ابو الفضل بدیع نے کہے ہین شعر اوّل شعر

خدا نے کسقدر رتبہ کیا عالی — فریدون ہی و یا اسکندر ثانی

اور سلطان نے سجستان پر قنجی صاحب کو جو ناصر الدین سبکتگین کے سپہ سالارون مین سے تھا متعین کیا اسنے خوب سیاست کی اور نہایت نرمی اور مہربانی سے پاکباز لوگونسے پیش آیا اور اہل شبہ پر چشم نمائی کی چند دن جو عیش اور آرام سے گذرے اور کچھ فراغت اور وسعت حاصل ہوئی تو چند اوباش اہل فتنہ وفساد نے آپس مین مشورہ کیا کہ کسیکو اپنے ساتھ ملایا جاوے کہ وہ ہمکو لیکہ سلطان پر چڑھائی کرے پس ان لوگون نے جھگڑا کیا اور فساد مچایا سلطان نے جب یہ دیکھا کہ ملک سجستان میرے نائب اور میرے ہین پر فساد کرتا ہی تو سپہ سالار ابو المظفر ابن ناصر الدین اور تون تاش حاجب اور ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم طائی کو لیکر فوراً سجستان پر آگیا اور قلعہ ارک کا محاصرہ کیا کہ جسمین سرکش لوگ تھے اور اسکے لشکر نے شہر پناہ کو گھیر لیا اور سب مقامات پر متعین اور تقسیم ہوگئے اور بروز جمعہ بندرھوین شعبان سنہ ۹۳ ہجری چار گھڑی دن رہے لڑائی شروع ہوئی اور باغی لوگ خوب ہمت اور مدد باہمی سے لڑتے تھے آخر جب خوب جنگ ہوئی اور کچھ تھکے تو اب شہر پناہ کی فصیلون مین پناہ لینے لگے یہانتک کہ اندھیری رات مین سلطان کی فوج نے شہر پناہ پر قبضہ کرلیا اور سلطان نے امداد و حمایت کا آوازہ دیا سو یہ باغی بھاگ نکلے اور باقی مارے گئے اللہ تعالی نے دوبارہ یہ ملک

مطابق سنہ ۱۰۰۲ع

چار برس تک آسایش تمام ہا پھر سلطان کو خبر آئی کہ خلف خفیہ خطوط ایلک خان کے پاس بھیجتا ہی تا کہ سلطان
کے مقابلے مین آوے اس لیے سلطان نے اوسکو احتیاطاً گردیز مین بھیجا کہ وہان اس خبر کی حقیقت معلوم
ہو جاویگی اور اسکی حفاظت بھی خوب رہیگی پس یہان آکر نظر بند رہا یہانتک کہ رجب سنہ ۳۹۹ ہجری
مین مرگیا اور سلطان نے حکم کیا کہ اسکا سب متروکہ بحفاظت رکھا جاوے کہ اوسکے بیٹے ابو حفص کو
دیا جاویگا اور اس واقعے مین ابو منصور ثعالبی نے اپنے یہ شعر مجکو سنائے شعر اول شعر

مطابق سنہ ۱۰۰۸ع

کسیکا وقت ہمیشہ نہین رہا یکسان ۔ کہ کار سہل ہو دشوار و سخت ہو آسان

اور خلف ابن احمد کے پاس بسبب اوسکی سخاوت اور بخشش کے اطراف و اکناف سے ہر وقت لوگ
آتے رہتے تھے اور اکثر علما اور شعرا نے اوسکی مدح لکھی ہی اور ذکر اوسکا دیار و امصار مین بہت مشہور ہی
اور اوس نے علما کو جمع کیا تھا کہ قرآن شریف کی ایک ایسی تفسیر لکھین کہ کوئی بات کسی مفسر کی اور کوئی
معنی اور کوئی نکتہ باقی نرہے اور سب طریقے قرأت کے اور سب بحث نحو و صرف کے اور ذکر مذکر اور مونث
کلمات کا اوسمین درج ہووے اور احادیث جسقدر کہ متعلق اوس سے ہووین سب مذکور ہووین اور
تیس ہزار دینار اسپر خرچ کیے اور یہ تفسیر نیشاپور کے صابونی کتب خانے مین موجود ہی اور اتنی بڑی ہی کہ
کاتب کی عمر تمام ہو جاوے اور یہ ختم نہووے جبتک کہ چند کاتب ملکر نہ لکھین اور ابو الفتح نے
کہا ہی کہ مین نے بڑے ارادے یہ تین شعر خلف کی مدح کے کہے کسی نے اوسکے پاس پہنچا دیے
وہانسے یکایک ایک ہمیانی تین سو دینار کی میرے پاس آئی شعر اول شعر

یہ ہی خلف سب باقیون مین بزرگ ۔ ہوا سب بزرگون مین رتبہ بزرگ

مین نے ابو الفتح سے کہا کہ یہ بات تو ایسی ہوئی کہ سیف الدولہ ہمدانی کا قاصد جو بغداد مین آیا تو
ابراہیم ابن ہلال صابی سے اپنے بادشاہ کے لیے شعر مانگے وہ وعدہ امروز فردا کا کرتا رہا
مگر چلتے وقت اوس نے یہ شعر اوسکو کہ دیے شعر اول شعر

کرون تجھ سے مین دوستی ایکوقت ۔ ندامت یہی ہووے تب سیف کی

سو جب قاصد پھر آیا تو تین سو دینار لیکر آیا اور ابو الفتح نے یہ قصیدہ بھی خلف کے لیے لکھا تھا شعر اول شعر

جو زمانے سے چاہے کچھ عزت ۔ جسنے لاکھون بنا بگاڑ دیے

اور ابو الفضل ہمدانی نے یہ قصیدہ اوسکی مدح مین کہا ہی اور وہ اس مین اپنے باپ کا بھی

سواب دس ہزار ترک نہایت دلاور اور خلاصہ اپنی فوج کے بھیجدیتے بھیجے اور شمس المعالی کو اونکے آنے تک ٹھہرایا
اور اسکی انتظار مین ناصر الدین بلخ چلا گیا بس اتنے مین کہ ایلچی آوے ناصر الدین سبکتگین مر گیا اب یہ سبب کام اور
تمام بند و بست برہم ہو گیا اب اشراف لوگ محمود یمین الدولہ اور شمس المعالی کے درمیان آنے جانے لگے
کہ یمین الدولہ محمود اوسکی امید برلاوے اور اوسکے دشمنونکو مٹاوے یمین الدولہ محمود نے اقرار کیا کہ ہم جرجان
پر قرار پذیر ہو کر دو مہینے بعد تمھاری مدد کرینگے اور وہ اس بات پر انکار کرتا تھا کہ اوسکی رعیت دشمنونکے
ظلم اور ستم سے تباہ ہوئی جاتی ہے چاہیے کہ مملکت میری جلد دلائی جاوے لیکن سلطان یمین الدولہ
کو اوسکے باپ کے مرنے سے یہ امر ضروری پیش آیا کہ اپنے باپ کی میراث کا اہتمام کرے اور اپنے
بھائی کے حال پر متوجہ ہووے اور وطن جلدی جاوے تو شمس المعالی سے اسقدر کام کے لیے
رخصت مانگی اور غزنہ کو روانہ ہوا کہ اللہ تعالی نے اوسکے سب کام آسان کیے اور سب زخم بھر گئے اور جب
فخر الدولہ مرا تو ابو القاسم قومس سے جرجان پر جا قابض ہوا شمس المعالی نے سلطان کو لکھا کہ جرجان یہ میری
مدد کرے تا یہ ملک پھر میرے ہاتھ آوے سو سلطان وعدہ کیطرف چلا اور اب ابو القاسم استرآباد
مین تھا اور بمقام رے ابو العباس اور فیروزان ابن الحسین سپہ داران دیلم اور اکراد کو اکھٹا کرکے سامان درست
کیا اور ابو القاسم کو بخارا مین یہ لالچ دیا گیا کہ قہستان اور ہرات پر قبضہ کر لیوے اور حکم ہوا کہ خراسان
مین پھر آوے کہ اپنے سامان اور اسباب سے مدد کیا جاوے سو اوس نے ارادہ کیا کہ اس سبب وعدے سے
پھر جائیے اور اس سبب کے خلاف کیجیے اور کچھ خیال نکیا کہ جسکو اپنی مدد پر بلایا تھا اوس سے جدا ہونے
مین مذمت ہوگی اور اسفرائین چلا گیا اور شمس المعالی بغرض بر آمد امید نیشاپور چلا گیا اور جب دیکھا کہ
سامان آل سامان بگڑتا جاتا ہے اور دن بدن بے ترتیبی اور بے انتظامی ہوتی جاتی ہے تو اب فکر کیا
کہ کیا کیا چاہیے تو یہ سمجھا کہ اسپہند شہریار ابن شروین کو جبل شہریار کے اوپر بھیجے کہ اوسکی تو صفائی
ہووے تو اسپہند چلا اور جبل پر ان دنون رستم ابن مرزبان حاکم تھا جو امیر ابو طالب رستم ابن فخر الدولہ
رے والے کا ماموں ہے یہ لوگ اپنی رسم کے موافق ڈھال تلوار باندھکر اسپہند سے لڑنے کو آموجود
ہوے اور خوب جنگ ہوئی کہ اونکو بھاگنا پڑا اور جنگ مین متفرق ہوگئے اور بہت مارے گئے
اور جبل فتح ہوا اور شمس المعالی کے نام خطبہ پڑھا گیا اور بہت غنیمت ہاتھ لگی اور اسفندار یہ مین جو لوگ
جبل کے تھے او نمین بائی ابن سعید ایک جوان مرد تھا کہ بظاہر اپنے گروہ مین شامل تھا اور بتحقیق

سجستان سلطان کو دیا کہ یہ سب فتنے اور فساد سے خالی اور پاک ہوگیا اور اب سلطان کی ہیبت اور رعب سجستان پر
ایسا ہوگیا کہ بچھو سے بھی امن ہوگیا یعنی اوسمین بھی طاقت نہ رہی کہ ایذا دیوے اور کسی کا یہ شعر ہی شعر

خدا کرے کہ ہمیشہ ہو فتح تجھکو نصیب	کہ تیرے رتبۂ عالی پہ آگ چمکے ہی

اور ابو منصور ثعالبی نے یہ قصیدہ کہا ہی شعر اول شعر

بادشاہوں پہ ہو غالب بادشاہت کے نگین	تمکو زیبا ہی یقیناً داروگیر کفر و دین

اور سجستان مع نیشاپور صرف خرچ ذاتی ابو المظفر نصر ابن ناصر الدین سبکتگین کا مقرر کیا اور بلاد مشرق مین دو نو
ملک نہایت عمدہ ہین اور ابو منصور نصر ابن اسحاق کو اسکا وزیر مقرر کیا اور سب انتظام اور بندوبست اوسکو سونپا
کہ وہ انتظام اور سیاست اور تحصیل محاصل پر خوب مصروف ہوا اب سلطان بارادۂ جنگ ہندوستان کے
بلخ کیطرف گیا شمس المعالی اٹھارہ برس تک خراسان مین مبتلای گردش حوادث رہا مگر کوئی اوسپر دست درازی
نکرسکا اور باوجود ان تغیرات کے اوسکے صفات مروت اور ہمت مین کچھ فرق نہ آیا اور کوئی سردار اور امیر
ایسا نہو گا کہ اوس نے اوس سے کچھ نہ کچھ فائدہ اور انعام نہ لیا ہو جسکے پاس جو سامان ہی اور جو گھوڑا کسی کے
زیر ران ہی وہ اوسی کا انعام و احسان ہی اور سلاطین سامانیہ کو ہمیشہ یہ فکر رہی کہ شمس المعالی کو اوسکے ملک پر
پونہچا دین اور اوسکے دشمن کو وہانسے نکالین لیکن اونکو اپنے حوادث اور آفتون سے اسقدر فرصت نہوئی
اور یہ سب مشقت اور محنت اسکی تجربہ کاری کے لیے تھی کہ آخر اقبال اوسکا غالب ہوا اور اوسکو فتح نصیب
ہوئی اور یہ شعر گویا اوس کے لیے کہے گئے ہین شعر اول شعر

.	گردش سے زمانے کی ہمین تم نہ ڈراؤ	جو صاحب عزت ہی اوسی پر ہی مصیبت	

اور جب کہ ناصر الدین سبکتگین میدان خراسان طی کر چکا اور ابو علی ابن سیمجور پر فتح پائی تو قابوس سے ملکر
بہت خوش ہوا اور وعدہ کیا کہ ہم تمھاری مدد کرینگے پر اوسکو بلخ پر اتفاقاً جانا پڑا اور اس وعدے پر اتنا زمانہ
گذرا کہ ابو علی ختم ہو چکا اور اوسکا قصہ مٹا اور پھر بطلب ابو القاسم سیمجور کے طرف طوس کے گیا اب پھر شمس المعالی اور
ناصر الدین کے بیچ لیے وعدے ٹھہرے اور بہت اخلاق سے ملاقات ہوئی اور یہ قرار پایا کہ فخر الدولہ والی ری نے
بدر بن حسنویہ کردی سے مدد مانگی ہی اب ناصر الدین سبکتگین نے ارادہ کیا کہ اپنی فوج شمس المعالی کی مدد کو
اون لوگون کے اوپر چڑھاوے اور ایلک خان کے پاس تونتاش اپنے داروغۂ کلان کو بھیجا کہ ماوراء النہر
پر جو ہمارا اور تمھارا وعدہ محبت اور مدد باہمی کا ٹھہرا تھا کہ جو ملک ہاتھ لگے گا اوسمین ہم اور تم شریک ہونگے

اور ایک قصیدہ قاضی ابو الحسین علی ابن عبداللہ جرجانی کا ہی (بسبب پرانی ہونے کتاب کے شعر بہہ کاغذ پھٹا ہوا ہی) اور وہ لوگ شکست کھاکر جب ری پونہچ چکے اونکو بہت سی ذلت اور ندامت ہوئی اور اب یہان ابوعلی حسین ابن احمد حمولہ وزیر تھا اسنے سب دیلم اور ترک اور عرب اور کردمین سے دس ہزار آدمی نہایت عمدہ اور بہتر چھانٹے اور منوچہر ابن قابوس اور بے ستون ابن تخاسب اور کتان ابن فیروزان اور شاہوخ رئیس دیلم کے بھانجے کو اور موسی حاجب اور شار ابن کردویہ اور ابوالعباس ابن خانی اور عبدالملک ابن ماکان سپہ داران جیل اور دیلم کو اپنے ساتھ لیکر چلا اور جبل شہریاری پر پونہچا شمس المعالی کو جو خبر ہوئی تو اوسنے سب جگہ سے لوگ سمیٹے اور شہریار سے مدد مانگی کہ اللہ تعالی نے جو یہ ملک پھر عطا کیا ہی قائم رہے اور ابوعلی حمولہ کو اس سے زیادہ تردد ہوا کہ نصر ابن الحسین فیروزان شمس المعالی کے ساتھ ملا ہوا ہی تو اوسنے اوس سے بہت جادو آمیز باتین کہین اور کہا کہ تجھ مین اور فخرالدولہ مین قرابت بھی ہی اگر اسوقت تجھ سے کوئی کام اسکی جانب درست ہووے تو باعث تیری عزت اور ترقی کا ہوگا نصر نے یہ سب باتین اوسکی سنکر ابوطالب فخرالدولہ کیجانب آمیزش کی اور ساریہ کو چلا پھر اباذان وطراسک کے داہنے بائین گیا جب قومس کے قریب گیا تو اپنے سب ہمراہیون مین اپنی یہ رای ظاہر کی کہ شمس المعالی سے ترک اور قطع کر کے میںنے ابوطالب فخرالدولہ کی اطاعت اور طاعت کی اسکے ہمراہیونمین اب اختلاف ہوا کوئی اسفند ار یہ گیا کوئی جرجانمین یا یان حاضر ہوا کوئی وہین رہا اور اسنے قومس پر مقام کردیا اور ابوعلی بن حمولہ سے درخواست کی کہ کسی قلعے مین مجکو اجازت ہووے کہ وہان اپنی آل وعیال اور اپنا اسباب محفوظ رکھون اونھون نے جومند کا قلعہ اوسکو بتادیا کہ اوسکو اپنا وطن بناوے اور جو کچھ مال واسباب ہی اوسکے سپرد کیا اب اس سے ابوعلی خاطر جمع کر کے ساریہ کو باراده جرجان چلا یہان جب آگیا تو منوچہر ابن شمس المعالی اپنے باپکے عقوق اور نافرمانی سے توبہ کر کے اپنے باپ کیخدمت مین آنکو روانہ ہوا اب ابوعلی کو ڈر ہوا کہ بے ستون ابن تخاسب اوسکے ساتھ جیل مشترک ہی ایسا نہو کہ یہ بھی شمس المعالی پاس چلا جاوے اور اور لوگون کو بھی اپنے ساتھ لیجاوے تو اوسکی مشکلین باندھکر ری بھیجدیا اور خود جرجان چلا گیا اور قبر داعی کے پاس ٹھہر کر لشکر درست کیا اور اپنے ہمراہیونکو خوب وصیت کی کہ آپسمین مدد کرتے رہین اور خوب جنگ کرین اور اپنی آبرو اور غیرت پر نگاہ رکھین اور لڑائی شروع ہوئی اور صبح وشام یہ کام جاری رہا یہانتک کہ دو مہینے گزر گئے اور جرجان مین لشکر کو جو رسد غلے کی نہ پونہچی تو نہایت تنگی ہوئی لیکن وہین جمے رہے اور جو کچھ باقی تھا

شمس المعالی کا دوست تھا اور اتفاقاً نصر بن الحسین فیروزان کو بسبب تنگدستی اور تنگ حالی کے اسفندار یہ
کیطرف علاقہ دیلم مین جانا پڑا تو وہان پہونچکر یہ لالچ ہوا کہ اسفندار یہ پر اور جو لوگ کہ سمین ہین اونپر غلبہ حاصل
کرے تو جو لوگ کہ اوسکو مزاحم ہوے اونپر اوسنے انگارے پھینکنے شروع کیے اور ابو الفضل کلار بائی ابن سعید کے
ماموں کو پکڑ لیا اور قید کر دیا کہ وہ اس قید ہی مین مر گیا اور پھر بائی ابن سعید کا قصد کیا اور یہ دونون قصد
آمل پر ملے اور وہان ابو العباس قریب دو ہزار کے لشکر رے کا لیے ہوے پڑا تھا ان دونون نے اوسکو
مار کر نکال دیا اور بائی نے ایک خط شمس المعالی کے پاس بھیجا کہ ہمنے تمھارے لیے یہ فتح کی ہے شمس المعالی
نیشاپور سے جرجان کو چلا اور بائی اوسی وقت نصر سے جدا ہو کر استر آباد کو چلا اور جو لوگ جیل کے کہ بائی
کے ساتھ دوستی رکھتے تھے وہ سب اسکے پاس آن جمع ہوے اور شمس المعالی نے اسپہبند کو حکم
دیا کہ بائی کے پاس حاضر ہووے وہ بموجب حکم کے اس سے آملا اور ابو العباس اوس وقت جرجان مین تھا
اوسکو خبر ہوئی کہ یہ لوگ اسطرح جمع ہوتے ہین سو وہ انکے دفع کرنیکے لیے چلا اور استر آباد کے دروازے
پر لڑائی ہوئی اور قریب تھا کہ بائی کو ہزیمت ہووے لیکن کردی اور عرب انکے ساتھ ہو گئے
اس لیے ابو العباس کو شکست ہوئی اور بھاگا اور یہ اوسکے پیچھے دوڑے کہ اوسکو مع انکے ہزار اور بیس آدمی
اوسکے لشکر کے قید کر لیا اور باقی رات کے وقت جرجان بھاگ گئے اور جرجان پر سالار ابن خرکاش کو
شمس المعالی نے بھیجا کہ وہانسے وہ لوگ بھاگ کر جرجان پونچے ہی تھے کہ اونپر اوسی وقت یہ سالار
جا پونچا تو سوا فریاد اور زاری کے اور کچھ اونسے نہ بن پڑا اور کوئی راہ اور قابو اونکو نہ ملا اگرچہ بھاگنے پر
بہت تڑپے اور اللہ تعالی نے اس فتح کی بھی خبر شمس المعالی کو سنائی اور وہ یہ سنکر جرجان کو آیا اللہ نے اوسکا
دل خوش کیا اور غم دور ہوا اور مشکل آسان ہوئی اور رتبہ اوسکا اور بھی بلند ہوا اور شعبان ۳۸۸ھ ہجری مین
جرجان مین داخل ہوا اور ایک شاعر کا یہ قصیدہ ہے شعر اول شعر

سعی جاری ہے جبتلک ہے تخت	مرد کو صبر ہے بکار سخت

اور ابو بکر ابن ابی العباس طبری معروف خوارزمی کا یہ قصیدہ ہے شعر اول شعر

اوسنے رخصت کیا باشک زوان	اور رکھا تھا دست خود بدہان

اور اوسی شاعر کا دوسرا قصیدہ یہ ہے شعر اول شعر

بہت خورشید رو ہین صاحب پردہ	نکلتا ہے جدائی اور جدائی ہے

لاچار بسبب اس قحط کے نصر رستم ابن مرزبان کو چھوڑ کر اولٹا چلا اسواسطے کا جانا کہ اسپہبند سالار رستم پر چڑھ آیا اور
اوسکو مار کر رے کی حدود مین نکال دیا اب یہ ٹکڑا تو پھر صاف ہو گیا اور اوسکے قبضے مین آگیا اور رستم نے جو
ابو نصر کو تنگ کیا تو لاچار اوسکو شمس المعالی کے پاس جانا پڑا اسواسطے اوس نے بہت خاطر اور مدارات کی اور بہت
کچھ اوسکو دیا اور بحصول مطلب اوس سے وعدہ کیا اور بقدر کفایت سپاہ اور سامان دیکر ابو نصر کو نصر کے اوپر بھیجا
اور بہت سخت لڑائی ہوئی پہلے تو خود حملہ کیا اور پھر اپنی فوج لیکر حملہ کیا کہ اوسکی جمعیت کو متفرق کر دیا اور
بستان بن داعی اور ابن ہند وغیرہ سردار پکڑے گئے اور زمین کشتون سے بھر گئی اور نصر سمنان کو بھاگا
اور یہ واقعہ جمادی الثانی ۳۹۵ سنہ ہجری مین ہوا اور نصر باوجود شرافت خاندان اور

مطابق سنہ

عظمت خانمان کے بتلائے مصائب رہا اور مکے کے مسافرون کا رستہ اوسکی ولایت مین تھا تو ان
مسافرون کو ہر سال طرح طرح کی تکلیفات پہنچتی تھی کہ اونکی دعا بد اسکے حقمین باعث مصائب کی ہوئی
اور نصر اپنی مدد کے لیے پے در پے رے میں خط بھیجتا تھا سو وہان سے بجز وعدۂ امروز فردا کے اور کچھ نتھا کہ اسپر ایک بت
پہنچی اور اسکو خبر آئی کہ مجد الدولہ اور شمس المعالی نے اتفاق کر لیا ہے کہ نصر کو پکڑ لین تو اب اور بھی اسکو تنگی اور تکلیف
ہوئی اور یہ بھی خبر آئی کہ ارسلان ہند وبچہ والی قہستان سردار یمین الدولہ امین الملۃ نے ابی القاسم سیمجور
کو بھون ہارا اور وہ بجکر جنابذ بھاگ گیا تو اب اوسکی مدد اور رفاقت کے لیے جنابذ گیا اوسکی مدد اور سامان کے
لیے حیلہ بہانہ ڈھونڈنے لگا اور بار بار رے کی خوبیان بتلاتا تھا تاکہ اوسکے ساتھ چلکر ابو طالب پر یورش
کرے کہ ابو طالب کی اطاعت اور طاعت سے اکثر لوگونکی نیت اور ارادے مین خلل ہو گیا ہے ابو القاسم بھی
اوسکے دم مین آکر رے پر چلا تو راستے مین بہت سخت لشکر اوسکو ملا کہ اوسکی سبب رستہ بند تھا یہ حال
سخت اور دشوار دیکھکر ابو القاسم اولٹا پھرا اور اس سفر پر بہت پشیمان ہوا اور شمس المعالی نے جو سنا
کہ دونون رے سے اسطرح اولٹے پھرے تو اونکے تعاقب بلکہ گردی لشکر بھیجا کہ اوسکے حدود ملک سے اونکو
نکال دیا جب ان دونون نے دیکھا کہ سب طرف سے دھکے ملتے ہین اور کہین ٹھکانا نہین لاچار یہ مشورہ
کیا کہ سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کی امان مین حاضر ہو وین اور چلے آئے لیکن پھر ابو القاسم بھاگ
گیا کہ سلطان نے اوسکو پکڑوا کر قید کیا اور اوسی قید مین وہ مرگیا اسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور نصر ایک
مدت تک اوسکی خدمتمین رہا یہانتک کہ سلطان نے پیار اور خوبمند دو پرگنے اوسکی مدد معاش مقرر کر دیے یہ وہان
رہا لیکن اوسکی ہمت نے اسپر قناعت نہ کی ہمیشہ اپنی تدبیر مین تڑپتا تھا یہانتک کہ فریب مین آکر رے کو گیا او

اوسپر گزارہ کیا اور پھر وہانسے نکلے اور قبرواعی کے میدان سے ہوکر محمد آباد پونہچے کہ جہان شاک کیطرف سے غلا آوین سو انپر اسقدر بارش ہوئی کہ غلہ لانے سے بند ہوگئی اور زمین موج زن ہوگئی اور خیمے گر پڑے اور سب جانور اور آدمی کیچڑ مین دھسنے لگے اور شمس المعالی کا لشکر خندق کے اودھر سے آپونہچا اور لڑائی شروع کردی اور ایسے حملکر لڑے کہ طلوع آفتاب سے قریب غروب تک لڑتے رہے اور اوسوقت جیل نے دیلم پر ایسا حملہ کیا کہ اونمین کوئی بدلہ لینے والا نرہا اور اوسکے سردار اسفلار ابن کورانکج اور زرہوا ورجستان ابن ارسلکی اور اوسکا بھائی جنید ابن سالار اور محمد ابن وہشوذان گرفتار ہوگئے اور ایک ہزار تین سو آدمی مارے گئے اور اللہ تعالی نے مال بحساب جیل کو دلوایا اور شمس المعالی نے زخمیونکا علاج کیا اور گرفتارونکو رہا کیا اور اونکو انعام و خلعت دیکر اونکے ملک کو روانہ کیا ابو منصور ثعالبی نے یہ قصیدہ اس فتح مین لکھا ہی شعر اول شعر

بہت ہی خوش نمانہ فتح کامل ہی	سبھی ہین خوبیان شمس المعالی مین

اور امیر فاضل ابو الفضل عبید اللہ ابن احمد میکالی شاعر نے ایک شعر کہا ہی شعر

سو شمس المعالی کا مخالف	نہین تو آفتین آوینگی تجھپر

ابو علی ابن حمولہ ہزیمت کھاکر قومس گیا اور نصر ابن الحسن فیروزان سے درخواست کی کہ اس ہزیمت پر ہماری مدد کرے پر دیکھا کہ پیچھے دوڑ آتی ہی تو رے کو بھاگ گیا اور ادھر اوسکی تلاش مین نصر آبادہ سمنان آکر ٹھہر گیا اور ابو طالب مجد الدولہ رستم ابن علی ابن فخر الدولہ کو مدد کے لیے بہت خط بھیجے سو ہین ایک زمانہ دراز گزر گیا پھر ابن بکتگین حاجب سے چھ سو آدمیونکی مدد ملی اور کچھ طاقت بہم پونہچی انکے مقابلے مین شمس المعالی نے بائی ابن سعید کو بھیجا اور اسپہبد شہریار کو بھی بلایا کہ اوسکی مدد کرے نصر ابن فیروزان نے سب طرف کے راستے بند کر لیے تھے کہ کوئی اوسپر نہ آسکے اور کسیکو اوسکی خبر نہووے اور تنہا رہنا اختیار کیا تھا جو بائی اوسپر چڑھ آیا اور لڑائی شروع ہوگئی نصر نے بھی اوسپر ایسا حملہ کیا کہ بائی لاچار ہوکر بھاگا اور اوسکے ہمراہی سب بھاگ گئے اور بہت خونریزی ہوئی اور اسکی مدد کو رستم ابن مرزبان مجد الدولہ کا ماموں تین ہزار آدمی لیکر آیا اور جیل شہریار پر اوسکو سپہ سالاری اور اسپہندی دیے گئے اور نصر نے دنباوند پہاڑ پر اوس سے ملاقات کی اور اسپر اور اوسکے حدود پر اوسکو مدد دی اب اسپہبد شہریار کو ہسار پہ جا ناپڑا کہ یہان منوچہر ابن شمس المعالی محفوظ اور امن سے بیٹھا ہوا تھا اور اتفاقاً اہل قریم پر قحط پڑا کیونکہ وہانکی رعایا نے غلہ وغیرہ اسباب جو کچھ جمع کر رکھا تھا وہ سب ان لوٹون مین گیا

اور منجملہ اوسکے ایک رسالہ ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحابہ وسلم کے بیان مین اور خط اوسکا ایسا عمدہ
تھا کہ اسمٰعیل ابن عباد اوسکو دیکھکر یہ کہتا تھا کہ یہ خط ہے یا مور کے پر ہین گویا متنبی نے اوسی کے لیے شعر کہے ہین شعر

اوسکا خط ہر شخص کو مرغوب ہے	روشنائی اوسکی بھی بس خوب ہے

سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کی ایلک خان سے دوستی و رشتہ مندی ہوئی اور پھر مخالفت ہوئی

ایلک خان جب آل سامان پر غلبہ کرکے خراسان کا مالک ہوگیا اور یہ وقت اوسکو غنیمت ہوا کہ اوسنے سب خاندان بہ
ہر خاندان کو جو خراسان مین کچھ بھی نامور تھے مٹا دیا اگر کسیکا ناخن بھر بھی لگاو تھا یا کچھ بھی صاحب عزیمت تھا تو
فوراً اوسکو قلم کردیا اور اوکھاڑ دیا پھر سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کو خط بھیجا اور لکھا کہ یہ ذخیرہ اموال اور یہ خالص ملک
بہ ملک اور یہ عزت ظاہری اور احسان باطنی کہ اللہ نے آپکو دیا ہے مبارک ہو اور اپنی برآمد آرزو بر رفعت اقبال
حصول جاہ وجلال کا بھی اوسمین ذکر کیا اور طرفین سے قاصد آنے جانے لگے کہ اوسمین وہ ملاقات ہوئی جو کہ
اب حال کو سرسبز رکھے اور دوستی اور ملاقات ثابت رہے اور یہ سب ایک ہوجاوین اور مصلحت باہمی
مددگار ہین اور جبکہ سلطان بمقام نیشاپور منتصر ابی ابراہیم کی تلاش مین تھا اوسوقت ابوالطیب سہل ابن
محمد ابن سلیمان صعلوکی امام اہل حدیث کو ایلک خان کے پاس مع بغراجق کے بھیجا اور اپنی لڑکی بھی اوس سے
منسوب کرکے جہیز دیکر اونکے ساتھ روانہ کی سو یہ قاصد کہ دریائی ترک سے ملک ایران کو ایک در تقسیم لیکے
بلد تر وہان پونچا تو بہت خوشی اور نہایت تعظیم ہوئی کہ سلطان کا ایلچی اور خصوصاً ایسا ایلچی کہ خود بھی امام اہل
فضل تھا سو جبتک کہ رسم شادی اور نکاح سے فارغ ہوا وہان رہا اب وہانسے نہایت تحفہ گھوڑے
وغیرہ اسباب اور عمدہ عمدہ لونڈی اور غلام لیکر روانہ ہوا الیس دوستی اور محبت ان دونون مین خوب ہوگئی
گویا ایک ملک مین دونون شریک ہین یہانتک کہ شیطان نے انمین فساد ڈال دیا اور نوبت بجنگ
وجدال پونچی کہ اپنے اپنے مواقع پر ذکر ہوگا اب ہم اس قاصد بزرگ کا حال لکھتے ہین پھر خراسان کی
رعایا اور ارکان سلطنت کا حال لکھین گے سو منجملہ کلام امام مذکور کے ہے جو کوئی کہ وقت سے پہلے سلطان
بنے ضرور ذلت بھگتے گا اور یہ گویا منجملہ کلام منصور رفقیہ کے ہے عقل موجب خوش عیشی ہے اور منجملہ رعایا
سلطان کے نیشاپور مین ابو نصر احمد ابن علی ہے سلطان اسپر بہت احسان کرتا تھا کیونکہ یہ شخص ایسا صاحب
علم و ادب تھا کہ گویا اوسکی سلطنت کا جمال تھا ابوالطمحان قینی شاعر نے اسکے لیے شعر کہے ہین

وہانسے ستونا وند بھیجا گیا کہ یہ اسکے لیے بُرا قید خانہ ہوا اور جو قلعے کہ درمیان جرجان اور استراباد کے واقع تھے شمس المعالی نے انپر اپنی فوج بھیجدی کہ اونھون نے اون قلعون کو آخر بحیلہ بہانہ فتح کرلیا اب سب ملک مع تمام قلعون اور اطراف اور حدود کے بالکل صاف ہوگیا اور سب مال و دولت کہ عمرون مین لوگون نے جمع کیے تھے سب شمس المعالی کے قبضے مین آئے اب اسپہند سالار کے دلمین یہ آیا کہ اب سامان اور لشکر ہمارے پاس تو خوب جمع ہی شمس المعالی سے نافرمانی اختیار کرکے جبل شہریار کو اپنے قبضے مین لائیے اور بالاستقلال خود حکومت کیجیے شمس المعالی نے اوسکے مقابلے مین ابو علی رستم ابن مرزبان ابو طالب کے مامون کو مع سرداران دیلم کے اور بے ستون ابن تخاسب کو پہلے جو بجان دوستی قابوس اپنے آقا کے گرفتار ہو چکا تھا بھیجا اور جنگ شروع ہوئی سو اسپہند کو شکست ہوئی اور قید ہوا اور رستم نے فرمان شمس المعالی کی رو سے مین منادی کروائی اور اوسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اوسکو اس فتح کی خبر دی اور بے ستون ابن تخاسب اپنے آقا ولی نعمت کی خدمت مین حاضر ہوا اوسکے احسان اور اکرام سے بہت خوش ہوا پر اوسکی موت آئی اور مر گیا اور تمام ملک جبل جرجان اور طبرستان کے متعلق ہوگیا شمس المعالی نے اپنے فرزند منوچہر کو دیدیا اور آب اسمنوچہر کو رویان اور شالوس اور حدود اسفندار یہ ہاتھ لگے اور اسکے عدل و احسان کی شہرت ہوئی اور اسکے امن و امان کا ذکر ہونے لگا اور شمس المعالی نے سلطان یمین الدولہ کو خطوط بدین غرض بھیجنے شروع کیے کہ بوقت نزول مصائب مددگار رہے اور اسکے ساتھ بہت تحفہ اور عمدہ چیزین بھیجین کہ دوستی اور محبت خوب ہو گئی اور جرجان اور طبرستان دریا کے کنارے تک مع دیار دیلم کے اسکے ممالک مین ایسے داخل ہو گئی کہ اونمین بے تکلف احکام جاری تھے اور شہری اور دیہاتی سب خوش تھے اللہ شمس المعالی کو سلامت رکھے کہ بہت بلند ہمت اور صاحب کرم ہی کہ ایسا اگلے سلاطین مین نہین سنا گیا ہی اور صاحب عقل اور علم اور صاحب حکمت اور صاحب احتیاط اور کبھی لغو اور کار بیہودہ پر متوجہ نہین ہوا کہ وہ یہ جانتا تھا کہ ملکداری اور لہو یعنی کھیل دونون آپس مین ضد ہین اور یکجا دونون باقی نہین رہ سکتے ہین یا یہ ہی رہے یا وہ ہی رہے اور اس رای کی تائید مین ابو الفتح بستی نے یہ شعر کہے ہین شعر اول شعر

جو مشغول ہو بادشہ لہو مین		تو برباد ہو مملکت جلد تر

اور اوس سے زیادہ کوئی انصاف اور عدل والا نہین ہوا اور اب وہ آداب اور حکمت مین کامل اور طریقہ سیف اور قلم مین جامع اور اوسکی تصنیفات بہت ہین کہ وہ ان بلاد مین جاری رہین

بھی راہ مین اتفاق ہوتا رہا تو بہت سا اسباب رہ گیا اور بہت فوج کے لوگ آب جیحون مین ڈوب گئے
اور متفرق ہو گئے پر سلطان صحیح محفوظ چلا گیا ابو الفتح بستی نے اس فتح مین شعر کہے ہین شعر اول شعر

کہا دو سلطان کو مرا پیغام ۔ ساتھ اوسکے ہو دوستی اور عقل

بیان جنگ ملتان

سلطان کو خبر ہوئی کہ والی ملتان ابو الفتوح بہت بدکار اور شریر ہے سلطان نے استخارہ کیا کہ اوسپر فوج کشی کرے اور اوسکو بدکاری اور شرارت سے روکے اور اوسپرات کو چھاپہ مارے اور حکم جاری کیا کہ سب اطراف و اکناف سے لوگ جمع ہو گئے اور موسم ربیع مین روانہ ہوا کہ اندنون مین خوب بارش ہوئی اور دریا خوب چڑھے ہوے تھے کہ یکایک اوترنا بہت دشوار تھا سلطان نے راجہ انندپال سے رستہ مانگا کہ آپکے ملک سے ہو کر ہم ملتان جاوینگے راجہ انندپال نے انکار کیا اسپر ان دونون مین لڑائی ہوئی اور قتال اور آتش زنی خوب ہوئی لاچار راجہ بھاگا اور کبھی کسی تنگ تاریک مکان مین اور کبھی کہین چھپتا تھا یہانتک کہ بھاگتے بھاگتے کشمیر پہونچا اب یہ حال راجہ انندپال کا ابو الفتوح والی ملتان نے سنا اور جانا کہ راجہ ہندوستان کا کہ جنکی بہ نسبت مین نہایت مختصر اور کمتر ہون جب یہ حال ہوا تو یہان کیا ہوگا وہ جھٹ اپنا سامان اور اسباب ہاتھیون پر لادکر سراندیپ کو چلدیا اور خالی ملتان سلطان کے لیے چھوڑ دیا کہ جو چاہے سو کرے سو سلطان ملتان پر چڑھ گیا اور وہانکی سپاہ نے اوسکا مقابلہ کیا اور خوب جنگ کی اور سلطان کی فوج نے اونکا محاصرہ کیا یہانتک کہ اللہ نے فتح دی اور دو کرور درہم اونپر خراج مقرر کیا کہ اونکی جان اور اونکا ملک بچا ابو تمام شاعر نے یہ شعر کہے ہین شعر اول شعر

مبارک ہو تین تجکو یہ دونون جنگ ۔ ترے گھوڑے زور آور و خنگ ہین

ایلک خان کے لشکر کا آنا خراسان پر اور سلطان سے لڑنا

اب تک سلطان اور ایلک خان مین دوستی تھی اتفاقاً فساد برپا ہوا جب سلطان ملتان پر متوجہ ہوا تو ایلک خان نے فرصت پائی اور سباشی تگین اپنے سپہ سالار اور رشتہ دار کو بہت سا لشکر دیکر خراسان کے پرگنون پر بھیجا اور بلخ مین جعفر تگین کو مع اوسکے چند اوباش ہمراہیون کے کوتوال کیا اور سلطان کیطرف سے ارسلان جاذب والی ہرات و طوس اسپر مامور تھا کہ غزنہ تک کا انتظام اور خبرگیری رکھے کہ کوئی فساد ہونے نہ پاوے یہ بہت جلد غزنہ آیا کہ درباب جنگ و جدال احتیاط رہے سباشی تگین نے

اور ابو الفضل عبید اللہ ادیب اور ابو ابراہیم اسمعیل وراطوس مین ابو جعفر محمد اور ابی القاسم ابن حمزہ لبیدالہ
موسی ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن الحسین ابن علی ابن ابی طالب اور ابی عبداللہ العدکانی عفو اس سنا

ذکر واقعات سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کا اور اوسکا لڑنا ایلک خان سے

ذکر جنگ سلطان کا ہندوستان مین بمقام بھاٹینیر یا بھٹنڈ

جب سلطان یمین الدولہ سجستان کا بندوبست خوب کر چکا بھاٹینیر پر متوجہ ہوا اور اپنا لشکر دریاے
جو ملتان کے اودھر ہے اوتار کر بھاٹینیر پر پونہچا اور اوسکی دیوارین نہایت بلند تھین اور اوسکے گرد ایک خندق
نہایت گہری اور بہت چوڑی تھی اور وہان اسباب اور فوجین اور کارخانہ آہنی اور ہاتھی بہت تھے اور وہان
کا راجہ ان دنون مین بجے راے تھا سو راجہ بجے راے اپنے سب سامان اور قوت دلیری اور فوج
اور ہاتھیون پر بھروسا کر کے میدان مین آموجود ہوا اور مردانہ جنگ شروع کی اور سلطان نے خوب تلوار او
نیزے کے ساتھ جنگ کی تین رات دن جنگ برابر رہی اور جو تھے دنکی صبحکو بھی یہی حال تھا جب
دوپہر ہوئی تو سلطان نے پکارا کہ حملہ کرو اور سب فوج نے اللہ اکبر کہکر جو حملہ کیا اور سلطان نے بھی بذات خود
تلوار اپنے اور ہاتھیں چلانی شروع کی تو چند ہاتھی کہ جنکو راجہ بجے راے نے اپنا قلعہ جانا تھا بعید لے
اور آپ گرداوٹھی اور خوب ہی کشت خون ہوا سو سب فوج راجہ کے بھاگ کر شہر مین گھس گئے کہ اندر پناہ
لینگے اور سلطان کی فوج نے احتیاطاً اونکا پیچھا نکیا اور سلطان قلعہ پر قابض ہو گیا اور لشکر سلطان
سب متفق ہو گیا خندق بھر دی دیوارین توڑ ڈالین اور رستہ تنگ کو کشادہ کر دیا اور دروازے کھولدیے
اور راجہ بجے راے نے جو دیکھا کہ جنگ نہایت گرم ہے اور تباہی اور ہلاکت بہت ہوتی جاتی ہے تو چند پیادہ
لوگونکو لیکر کبھی کسی جنگل مین کبھی کسی پہاڑ کی کھوہ یا چوٹی پر جا چھپا کہ کچھ امان ہو اور کسیطرح جان بچے پر سلطان
نے اپنی فوج اوسکی تلاش مین بھیجی اونھون نے جاکر راجہ کو گھیر لیا اور تلوار چلانے لگے راجہ نے جو یہ آفت اور
تباہی دیکھی تو خنجر اپنے سینے مین ایسا مارا کہ سینے کا سب پردہ پھٹ گیا اور بیچارے نے اپنی جان دی
پھر لشکر پھرا اور جو کچھ فوج راجہ کی تھی اوس سے خوب قتال کیا اور بہت دولت ہاتھ لگی ایکسو بیس ہاتھی تو
صرف سلطان کے حصے مین آئے اب بھاٹینیر پر اپنا معتمد صوبہ مقرر کر کے خود غزنہ کو روانہ ہوا اور اتفاقاً اس
سفر مین اسقدر بارش ہوئی اور دریا ایسے چڑھے اور پہاڑون پر سے ایسے نالے بہے اور اکثر جنگ وجدال کا

اوسکو روکنے چلا اور سفر کی تکلیف جو ہوئی تو ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم طائی کو مع سرداران عرب اور اور سرداروں
کے اوسکے مقابلے پر بھیجا ان لوگون نے اوسکو گھیر لیا اور جنگ ہوئی اور اوسکا بھائی مع قریب سات سو آدمیون
کے گرفتار آیا اور سلطان نے اونکے پانون مین زنجیر اور گردن مین طوق ڈلوا کر غزنہ کو بھیجدیا اور شباشی تگین
اپنے چند آدمیون کی اور اپنی جان بچا کر بھاگا اور جیحون سے اوتر کر ایلک خان کے پاس گیا اور اس اثنا مین
ایلک خان نے اپنے بھائی جعفر تگین کو چھ ہزار فوج دیکر بلخ پر دوبارہ بھیجا مگر سلطان نے اس لئے پہلے
شباشی تگین کا بند و بست کر لے اوسپر توجہ نکی اب کہ شباشی تگین سے فراغت ہوئی فوراً اوسپر گھوڑے
دوڑائے اور اوسکی گھات مین لگا رہا اوسکو جو یہ معلوم ہوا تو بھاگ نکلا اور سپہ سالار ابو المظفر نصر نے اوسکا
پیچھا کیا کہ مارتے مارتے جیحون سے پار اوتار دیا اب خراسان ان فسادیون سے صاف ہوگیا پر ایلک خان کو اسپر
غیرت آئی کہ اوسکے لشکر کو اسقدر تباہی اور ہزیمت ہوئی تو اوسنے قدر خان اپنے قرابت دار سے مدد مانگی تو
سب قبائل ترک اپنے اپنے مکان سے نکلے اور اولاد خاقان کی بھی آئی اور ہر ہر گھر سے ایک ایک آدمی
لیا گیا پچاس ہزار یا زیادہ آدمی لیکر ایلک خان چلا اور جیحون سے اوترا اور قدر خان بادشاہ ختن بھی اوسکے ساتھ
تھا سلطان کو جو خبر پہنچی تو اوسکے آنے سے پہلے طخرستان سے نکل کر بلخ مین جا دم لیا اور اپنا لشکر
ترکی اور ہندی اور خلجی اور افغانی اور غزنوی لیکر شہر سے چار کوس پر جرجان کے پل پر جا کر ڈیرے لگائے
اور ایلک خان بھی سامنے آیا اور دن بھر کچھ کچھ لڑائی ہوتی رہی کہ اتنے مین رات ہوگئی اور لڑائی تھم
گئی اب صبحکو سلطان نے اپنا لشکر مرتب کیا قلب مین اپنے بھائی نصر کو اور ابو نصر احمد ابن محمد فریغونی
والی جوزجان کو اور ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم طائی کو مع فوج کردی اور عرب اور ہند کے مقرر کیا اور دائنے پر
حاجب کبیر ابو سعید تونتاش کو مع اوسکی فوج کے کھڑا کیا اور بائین طرف ارسلان جاذب کو مع اوسکی
فوج کے متعین کیا اور پانسو ہاتھیونکی صف علاحدہ لگائی اور ایلک خان اپنے سب غلامون اور خواص
کے ساتھ قلب مین کھڑا ہوا اور داہنی طرف قدر خان اور جعفر تگین بائین طرف اب لڑائی ہونے لگی اور ایسی
بڑی لڑائی ہوئی کہ عالم سیاہ و تاریک ہوگیا اوسوقت سلطان نے اوتر کر ایک ٹیلے پر نماز پڑھی
اور دعا مانگی اور پھر ہاتھی پر سوار ہوکر اپنے سب خواص اور ہاتھیونکو لیکر ایلک خان کے قلب لشکر پر
حملہ کیا اب ہاتھی نے اوسکے علمدار کو اپنی سونڈ مین لپیٹ کر اوپر اوٹھا لیا اور ہوا مین پھینک دیا اور
پھر حملہ کرتا تھا اور کسیکو سونڈ سے مارتا تھا اور کسیکو دانت سے اور کسی کو پانون تلے ملتا تھا

ہرات پر قبضہ کیا اور وطن بنا لیا اور حسین ابن نصر کو نیشاپور مین دیوان مقرر کیا اسنے پرگنون کا خوب انتظام کیا
اور زر محاصل خوب حاصل کیا اور چونکہ سلطان یمین الدولہ کی خبر ملتان سے کچھ نہ پہونچی تھی اور اگر کچھ افواہ غلط
ہوتی تھی تو موافق اوسکی خواہش کے تھی تو اوسنے سرداران خراسان کو اپنی طرف متوجہ کیا اور وزیر ابو العباس
فضل ابن احمد کو حکم دیا کہ غزنہ اور حدود بجبیر بامیان کے راستے کا بندوبست کرے اور اوسکے گھاٹون اور
ناکون پر بہت دلاور لوگ متعین کرے اور یہ خبر پادشاہ کو گئی پس وہ کام کہ شروع تھا اوسکا پورا کرنا اور وہان ٹھہرنا
دشوار ہو گیا اور جلد غزنہ مین پہونچا اور جملہ ارکان دولت کو بقدر مال دیا کہ اونکو مالا مال کر دیا اور اترک خلجی کو لیکر
جنگ پر چڑھا اور بلخ کو چلا کہ وہان سے جعفر تگین فوراً ترمذ کو بھاگ گیا اور سلطان نے بلخ مین قرار پکڑا اور
ارسلان جاذب کو حکم دیا کہ دس ہزار فوج لیکے شاسی تگین پر چڑھ جاوے سو وہ بھاگا کہ جنگل کو اوتر جاوے گا
لیکن اودھر فوج سلطان نے رستہ روکا تو اولٹا پھرا اور مرو کو چلا کہ اسطرف سے دریا پار ہو کر جنگل کو نکل جاوے گا
کہ اودھر کنوے اور چشمے اور غار تھے اور آندھی تیز چلتی تھی کہ اس سبب کے مارے رستہ نہ چل سکا سرخس کو پھرا
وہان محسن ابن طاق رئیس کہ قوم غزمی تھا اوس نے اوسکو اس میدان مین گھیر لیا کہ کہین بھاگ نسکے لیکن
شاسی تگین نے اوس محسن کے دو ٹکڑے کر دیے اور اوسکے ہمراہیون سے بھی لڑا اور بھاگ نکلا کہ ارسلان جاذب
پیچھے آتا ہے اور ابی ورد گیا اور وہانسے پھر نسا گیا کہ ان دونون مین ایک منزل ہے جب ارسلان یہان آوے
تو یہ ابی ورد بھاگ جاوے اور جب وہ ابی ورد آوے تو یہ نسا بھاگ جاوے اور شاسی تگین کے بہت
مال ہرات سے ہاتھ لگا تھا اوسکی محبت اوسکو کہین جانے نہ دیتی تھی یونہین داہنے بائین پھرتا تھا اور
ارسلان جاذب نسا کے قریب ہوا تو یہ سمینار بھاگ گیا اور دیکھا کہ پیچھے دوڑ آتی ہے تو جرجان کو بھاگ گیا اور وہان
پہاڑون اور جنگل مین چھپتا رہا اور اسکا مال قوم کرکیل نے چھین لیا اور تونگر ہو گئے اسکے ہمراہیون نے
اب شمس المعالی سے امان مانگی کہ اونکے پاس نہ سواری رہی اور نہ کھانے کو رہا اور وہ خود دہستان کو
گیا اور وہانسے نسا کو پھر پھرا اور اپنا بچا کھچا مال سمیٹ کر خوارزم شاہ ابی الحسن علی ابن مامون کے
پاس بھیجا کہ یہ امانت ایلک خان کی رکھے اور یہ بھی قصد ہوا کہ خوارزم شاہ خود اسمین دست درازی نکرے
اس لیے جو لوگ کہ اسکے ساتھ عاجز اور تھکے ہوے تھے اوسکے ساتھ کر دیے اور خود مرو کو گیا اور
سلطان طوس مین یہ منتظر تھا کہ ارسلان جاذب آوے تو اوسکو کچھ مدد دیکر شاسی تگین کے پیچھے
بھیجے اور ارسلان جاذب کو خبر پہونچی کہ شاسی تگین بیابان مین ہے تو رات کے وقت مرو کے رستے پر

عاجزی سے حاضر ہوئے سو بے محنت اور بے مشقت یہ قلعہ مع تمام دولت اور مال کے سلطان کو ہاتھ آگیا اور قلعے مین مع ابونصر والی جوزجان اور اپنے خواص کے سلطان گیا اور حاجب کلان تونتاش کو خزانہ ہاے چاندی اور سونے اور سب مال قیمتی پر محافظ مقرر کیا اور جواہر کے خزانے پر خود بند و بست رکھا اب جسقدر کہ وہ لادکر لیچلا اور جو اوسکی سپاہ نے لیا تو چاندی سات کرور درہم شاہی تھی اور سونا سات لاکھ چار سو من تھا اور تھان تستری اور ہوسی ایسے تھے کہ پرانے لوگون نے جو دیکھا تو کہا کہ ہمنے ایسا باریک وعمدہ کپڑا کبھی نہین دیکھا اور ایک کوٹھری چاندی کی بنی ہوئی تھی کہ طول اوسکا تیس گز اور عرض پندرہ گز تھا اور اوسکے تختے وغیرہ سب کلدار تھے جب چاہین جدا کرلین جب چاہین جوڑکر کھڑا کرلین اور اوسکے اوپر ایک سائبان دیبای رومی کا چالیس گز طول بیس گز عرض چار ستونون پر تنا ہوا تھا کہ دو ستون سونے کے تھے اور دو چاندی کے پس سلطان نے اس قلعے پر اپنا معتمد متعین کیا اور خود غزنہ کو چلا گیا اور اپنے گھر مین سب جواہر وغیرہ پھیلوا دیے اور اطراف واکناف کے قاصدیہ دریافت کرنے آئے کہ اسقدر جو سلطان کو ہاتھ لگا ہے کسیکو پہلے بہ فتح وفتوحات میسر نہوئی اور طغان خان برادر ایلک خان پادشاہ ترکستان نے بھی قاصد بھیجے کہ جاکر دیکھین سو دیکھا جو کبھی نہ دیکھا تھا اور جو کبھی گمان مین نہ تھا

ذکر آل فریغون کا

ولایت جوزجان ایام سلطنت سامانیہ مین آل فریغون کی تھی کہ یہ لوگ اپنے بزرگون سے وارث ہوتے چلے آتے تھے سب بزرگ اور عالی ہمت اور نیک خو اور شریف ہوتے تھے اکثر لوگ حاضر ہوتے تھے اپنی آرزو کے موافق خوش ہوکر جاتے تھے اور اہل علم اور منشی اور شاعر کی قدر اور عزت کرتے تھے بہت غریب انکے احسان مند بہت اوسبب انکی دولت سے تونگر بہت مظلوم انکے انصاف سے فتحمند اور بہت عاجز انکی نعمت اور مہربانی سے بہرہ یاب تھے ابتدا اس حکومت پر ابو الحارث احمد ابن محمد جلوہ افروز ہوا کہ نہایت صاحب کرم اور بہت صاحب ہمت تھا سلطان امیر سبکتگین نے اسکی بیٹی اپنے فرزند سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کا نکاح کیا اور اسکے فرزند سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا یہ مضبوط رابطہ اور رشتہ بندی تھی جب یہ مرگیا تو سلطان سبکتگین نے بدستور یہ حکومت اوسکے بیٹے ابو نصر کو سنہ ۳۸۶ ہجری مین دی اور شاعرون نے اسکے لیے بہت قصیدے تعریف مین لکھے اور انعام پائے بغداد مین جب امیر المومنین طایع باللہ عباسی سلطنت سے معزول ہو

مطابق سنہ ۹۹۶ ع

اور ادھر اوسکے ارکان اور اولیاے دولت نے وہ شمشیر زنی کی کہ اونکو اوکھاڑ دیا اور بے تحاشہ بھاگے
اور اونکے پیچھے فوج سلطان کی دوڑی کہ خراسان سے مارکر ماوراء النہر کی طرف نکال دیا اور یہ وقعہ
سنہ ۳۹۲ ہجری مین ہوا ابو الحسن سلامی شاعر نے یہ شعر فتح مین کہے ہین شعر اوّل شعر

ہ ہجری مطابق ۱۰۰۳ء

تری سیف جاری ہو گر مثل عدل	تو مانند احباب دشمن ہون خوش

اور ابو القاسم محسن ابن عبد اللہ المستوفی نے یہ شعر کہے ہین شعر اوّل شعر

ہوا غالب وہی جو امر حق ہی	بلند اختر بلندی مستحق ہی

سلطان جب اس جنگ سے بخوشی خاطر فارغ ہوا ارادہ کیا کہ ہندوستان پر حملہ کرے کہ نواسہ شاہ ج
کسی ہندی راجہ کی اولاد تھا اور اوسکو سلطان نے اپنی طرف سے پادشاہ کیا تھا پھر گیا اس لیے سلطان کو اوپر
حملہ کرنا ضرور ہوا اور اوسپر فوج کشی کی اور اوسکو اوسکے مکان سے نکالا اور اوسکا سب مال اور دولت ہا
لگا اور یہ ملک سلطان کے پاس پھر آگیا اور نہایت خوشی اور فتحمندی سے غزنہ کو واپس گیا

ذکر فتح قلعہ بھیم نگر یا نگر کوٹ

دونون فتح مذکورہ کرکے سلطان غزنہ گیا کہ کچھ آرام کرے اور ان انعامات الٰہی کا شکر بجا لاوے اور کوئی
تدبیر کسی جنگ کی بھی در پیش نہ تھی جب اس سال کا ماہ ربیع الاول ختم ہوا تو سلطان نے استخارہ کیا اور چلا او
جب وہیند بھٹنڈا یا بھاٹنیر کے پاس دریا کے کنارے پونہچا تو راجہ برہم پال فرزند راجہ انند پال فوج جرار
و کرار و مردان دلاور و کارزار لیکر سلطان کے مقابلے کو آیا اور لڑائی ہونے لگی اور حملے پر حملے ہوے ایسا
کشت خون ہوا کہ زمین سرخ ہو گئی اور ایسا کچھ سامان ہوا کہ راجہ فتح پاوے لیکن سلطان نے جو اپنے خاص
غلام لیکر حملہ کیا تو اونکو ہٹا دیا اور جگہ اونسے چھوٹ گئی اور تیس ہاتھی نہایت عمدہ ہاتھ لگے اور پھر فوج
سلطان نے جنگلون گھاٹیون مین ڈھونڈ ڈھونڈ کر مارنا شروع کیا اور خود سلطان راجہ کے پیچھے چلا کہ
جاتے جاتے قلعہ بھیم نگر جا پونہچا کہ پہاڑ کی چوٹی پر یہ قلعہ ہی اور راجہ ہندوستان کے اور سب درویش اور
عابدین اور سب تو نگر لوگ یہان آتے تھے اور ایک بت جو اوس قلعہ مین تھا اوسپر جواہر اور مال اور دولت
چڑھاتے تھے سلطان نے اسکے گرد اپنی فوج متعین کردی اور آمادہ بقتال ہوا وہانکے لوگون نے
جو دیکھا کہ ہم گھر گئے اور ہر طرف آگ تیر و تلوار کی برسنے لگی اور دہشت غالب ہوئی تو دروازہ کھول دیا
اور سلطان کی حکومت اور سلطنت کی منادی کردی اور سلطان کے آگے بطلب پناہ و امان نہایت

بز ور کچھ ملک دبا بیٹھا تھا بہت تحفہ اور ہدیہ بھیجکر ابی تغلب کے قتل پر آمادہ کیا اوس نے اوسکو پکڑا اور اوسکا
سر کاٹ کر عضد الدولہ کے پاس بھیجا یا توان واقعات کا پھر ذکر کرنا لا حاصل ہی اور جبکہ مؤید الدولہ اوسکا بھائی
حسام الدولہ تاش اور فائق سے لڑائی مین مشغول تھا تو ان دونون مین رمضان ۳۷۲ھ ہجری
مین عضد الدولہ مرگیا اسکے سب ارکان دولت نے متفق ہوکر اوسکے بیٹے صمصام الدولہ شمس الملۃ
کو اوسکا جانشین کیا اور اوس سے بیعت بمتابعت اطاعت کی اور خلیفہ طائع باللہ دریاے دجلہ مین کشتی
مین بیٹھکر آیا کہ اسکے باپ کی تعزیت کرے اور اسکے نیابت کی تہنیت کرے اور اسنے اب فرمانروائی
اور حکمرانی بالاستقلال کرنی شروع کی اور اسکا بھائی ابوالفوارس شیر زیک اوسوقت یہان نہ تھا
کرمان مین واسطہ گیا ہوا تھا اوسکو جب اپنے باپ کے مرنیکی خبر گئی تو فوراً چلا اور فارس پر قبضہ کیا اور
نصر بن ہارون نصرانی اپنے باپ کے وزیر کو پکڑا اور اوس سے سب مال اور دولت اور آمدنی پرگنون
اور علاقون کی وصول کی اور وہانسے اہواز کیا اور ابی الحسین احمد اپنے بھائی پر قبضہ کیا اور بصرہ
بھی اوس سے رجب ۳۷۶ھ ہجری مین لیا اب بغداد پر متوجہ ہوا کہ اپنے باپ اور
بھائی کا منصب اور سب اوسکا علاقہ لیوے تو صمصام الدولہ اسکے بھائی نے جو کچھ مال اور ملک باپ کا
تھا سب بسبب اسکی بزرگی اور بڑائی کے اسکے حوالے کردیا کہ فساد سے باز رہے پر یہ سمجھا ناکہ دو چھری ایک
میان مین نہین رہ سکتی ہین پس ابوالفوارس نے پہلے تو اوسکی خوب قدر اور منزلت کی پھر اوسکو
سلطنت سے معزول کرکے اوسکی آنکھین پھوڑین اور ملک عمان مین قلعہ کوہستان مین قید کیا اور
خود مستقل بادشاہ ہوا اب طائع باللہ نے اوسکو شرف الدولہ زین الملۃ لقب دیا اور اس طور چند برس
گذرے کہ جمادی الآخر ۳۷۹ھ ہجری مین مرگیا اور اوسکے قائم مقام بہاء الدولہ
ضیاء الملۃ ابو نصر ابن عضد الدولہ ہوا اور سب امور مملکت کا انتظام اور انصرام بہت خوبی سے کیا
کہ نہایت تجربہ کار اور واقف انجام کار تھا اور فارس کے ترک سب ملگئے اور صمصام الدولہ کو قید سے
نکال لائے اور اوسکا غلام سعادت نام اوسکو بھی اپنے کندھے پر اوٹھا کر لیگیا سو وہان پہونچتے ہی
فارس کا مالک ہوگیا اور سب اوسکے علاقے اور پرگنے اور جملہ اوسکے محاصل اور آمدنی پر قبضہ کیا پھر
اوس سے سب پھر گئے اور اوسکے بیٹے ابو علی کو سلطان بنایا اور شمس الدولہ قمر الملۃ اوسکو لقب دیا
اور اوسکی مدد پر ہر وقت آمادہ تھے کہ صمصام الدولہ نے اونپر چڑھائی کی اور خوب مارا کہ یہ شکست کھا کر

مطابق ۹۸۲ع

مطابق ۹۸۶ع

مطابق ۹۸۹ع

قادر باللہ اوسکی جگہ قائم ہوا اور اوسکے عہد مین سلطان یمین الدولہ
امین الملۃ اور بہاء الدولہ ضیاء الملۃ نے آپس مین دوستی کی
بہاء الدولہ ضیاء الملۃ طایع باللہ سے اس لیے ناراض تھا کہ اوسکی بے مرضی اوس نے کچھ کام کیے تھے
اور اسکے درپی ہوا کہ جو شخص نہایت دیندار اور محافظ دین وملک ہو اوسکو اب سلطنت پر ممتاز کیا جاوے
کہ دین کی حمایت اور مملکت کی حفاظت اور رعایای مسلمین کی رعایت خوب کر سکے اور اس تدبیر مین مصروف
تھا کہ اوسکو اسقدر قدرت ملی کہ اوسنے طایع باللہ کو سلطنت سے معزول کیا اور اوسپر اور اوسکے سب
مال و دولت پر ۳۸۱ھ ہجری مین غالب ہوگیا اور بطایح سے آدمی بھیجکر قادر باللہ ابو العباس
احمد ابن اسحاق مقتدر باللہ کو بلوایا کہ اوسکو سلطنت دلیوے تا فساد رفع ہووے اور امت پر شفقت اور
عوام کے لیے مصلحت کرتا ہے قادر باللہ بماہ رمضان بغداد مین آیا اور خلقت نے اوس سے بیعت کی
اور سب اوسکی امامت پر راضی اور اوسکی اطاعت سے خوش ہوے اور قادر باللہ اب کار خلافت پر مستقل آمادہ اور
مصروف ہوا سو نہایت بردبار عقلمند اور پرہیزگار نیک خصلت تیز فہم روشن راے ظاہری اور باطنی
اور استحکام وجلالت اور سیاست اور حراست مین ایسا کوئی اور نہین ہوا ہی سوا اوسنے طایع باللہ کو اپنا
مصاحب اور ندیم مقرر کیا کہ ندامت اور ذلت جو اوسکو ہوئی ہی دور ہووے اور بعد مدت ان دونون مین
مفارقت واقع ہوئی اور ابو الحسن محمد ابن الحسین ابن موسی علوی موسوی نے یہ قصیدہ کہا ہی کہ جسمین مفارقت
احباب کی شکایت ہی شعر اول

شعر

اگر یہ پہاڑ اب گرا کیا عجب		کہ اوسکی بلندی بہت دن رہے	

اور بہت شاعرون نے قادر باللہ کی تعریف مین شعر کہے ہین جب اہل خراسان مین خطبہ بنام قادر باللہ
بموجب حکم سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کے جاری ہوگیا تو اوس نے ابو الفضل اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد
بنایا اور غالب باللہ اوسکا لقب رکھا اور اپنے نام کے ساتھ اوسکا بھی نام خطبے اور سکے مین جاری کیا
اور یہ حکم سلطان یمین الدولہ کے پاس بھیجا تو اوسنے اسکے موافق عمل درآمد کیا کہ دونون کا نام خطبے اور
سکے مین برابر جاری رہا اب ذکر بہاء الدولہ ضیاء الملۃ کا یہ ہی کہ اللہ تعالی نے عضد الدولہ تاج الملۃ
ابو شجاع کو فنا خسرو کا ملک دیا اور کتاب صابی معروف تاجی مین اسکے سب واقعات کا ذکر ہی کہ اسی نے
بختیار کو پکڑا اور اوسکو قتل کیا اور اوسکے مدد گار ابی تغلب پر یہ حیلہ کیا کہ ابن جراح نامی کو جو حدود شام مین

ہوتی ہے کہ ہم سب اوسکے فرمان پذیر اور اوس سے موافق ہین ابو علی سنے یہ خبر تو مدارات اور احتمال کے طور پر ملنے
اور کسیقدر مال کے اکٹھا کرنے پر متوجہ ہوا کہ یہ لیکر بخارا گیا اور اپنے بیٹے کے لیئے ولایت خالی کر دی اور بسوس
مہدی اور ترش حاجب کو اوسکی خدمت اور نگہبانی کے لئے مقرر کیا کیونکہ ابھی لڑکا نوجوان ہے اور دانا آدمیونکا
اوسپر نگہبان مقرر ہونا ضرور ہے اور ابو علی جو بخارا گیا تو اوسکی بہت تعظیم اور تکریم ہوئی اور وہان بہت عزت سے
رہا اور شوال سنہ ۳۵۶ ہجری مین مرگیا اور یہان الیسع نے کرمان پر خوب فرمان روائی

مطابق سنہ ۹۶۶ء

کی اور محاصل و آمدنی خوب لی اور سلیمان اوسکا بھائی سیرجان پر والی تھا اب بسوس مہدی نے الیسع کو
سلیمان پر ابھارا اور بے درستی سامان اور بے انتظام اسباب کے اوسپر آمادہ کیا الیسع نے سلیمان کو
بلایا کہ ایک امر ضروری ایسا درپیش ہے کہ جسمین تمھاری شرکت ضرور ہے اوس نے بہت سے بہانے کرکے
عذر لکھا کہ مین نہین آسکتا الیسع اوس سے بہت ناراض ہوا اور سوای جنگ کے اور کچھ چارہ نہ پایا اوسپر چڑھ گیا
اور لڑا اور اوسکا پرگنہ اور مال چھین لیا اور وہ بخارا بھاگ گیا اب الیسع کو جوانی کی ترنگ مین یہ سوجھا کہ
عضد الدولہ ابی شجاع کے کسی پرگنے اور علاقے پر حملہ آور ہووے تو وہ چلا اور کرمان اور فارس کے درمیان
پونہچا تو اسکا ایک سپہ سالار کچھ جمعیت لیکر آیا اسنے سبکو انعام اور خلعت دیا اتفاقاً اوسمین سے کچھ لوگ بھاگ
گئے اوسکو سب کیطرف شبہہ ہوا اور اونکو ایذای سخت اور سزا دینے لگا اس لیے اسکے سب ہمراہی عضد الدولہ
کے پاس چلے گئے اور امان لی اوس نے انکو بہت خاطرداری اور تسلی سے رکھا اور برآمد امید پر امیدوار کیا جب
الیسع کے ہمراہیون نے دیکھا کہ یہان ظلم و ستم ہے اور وہان رحم و کرم ہے سب برہم ہوے اور اوس سے
برہم ہوے اور ایک ہی بار ایکہزار آدمی سرداران دیلم عضد الدولہ کے پاس چلے گئے اور وہ اطراف اصطخر مین
تھا اور یہانسے آہستہ آہستہ سب جانے لگے یہانتک کہ آخر کار کوئی نرہا صرف چند غلام اور کچھ نوکر ذاتی
اوسکے پاس رہے اب لاچار وہ شہر کو ولٹا پھرا اور وہانسے اپنے اہل و عیال اور سب مال لیکر بخارا کو چلا گیا
یہ خبر جو عضد الدولہ کو آئی تو وہ فورًا واشہر پر آ قابض ہوا اور جسقدر کہ وہان مال اہل شہر اور اولاد الیاس
کا تھا سب لیا اور کورتکین ابن جستان کو اوسپر اپنا نائب چھوڑا اور فارس کو روانہ ہوا اور الیسع جب
حدود قہستان خوش مین پونہچا تو اپنا اسباب اور غلام کہ جنکا لیچلنا دشوار تھا یہان چھوڑا اور تنہا آپ بخارا گیا
کہ وہانسے مدد اور کمک لاوے وہان اسکی خوب تعظیم اور تکریم کی گئی اور دربار خصوصیت اور موانست
مین بلایا گیا وہان جو اوس نے شراب پی اور اوسکو نشہ غالب ہوا تو یہ بکنے لگا کہ اگر مجھکو یہ حال معلوم ہوتا

بغداد بھاگ گئے اور بہاء الدولہ ضیاء الملۃ نے صمصام الدولہ سے لڑائی کی یہانتک کہ بصرہ اور بہت قصبے ہونا
کے تباہ ہوگئے اور اولاد بختیار اطراف فارس مین قید تھے کردی اور خردی لوگون نے اونکو قید سے نکالا
اور اونکو ساتھ لیکر فتنہ برپا کیا اور صمصام الدولہ ان فتنون اور فسادون کے رفع کرنے مین مصروف رہا آخرکار کیا
اور بہاء الدولہ کو اس واقعے پر بہت غصہ آیا اور گھات لگائے رہا کہ آخران فسادیونکو خوب مارا اور نکالدیا اور لاچار
اولاد بختیار کو بھی نکلنا پڑا اور ان بختیاریون کا سردار اندنون مین سالار بن بختیار تھا کہ لقب اوسکا نور الدولہ
ہی یہ جب یہانسے نکالا گیا تو لاچار رہزنی اور سوداگرون کا لوٹنا شروع کیا کہ وجہ معاش ہووے اور بہاء الدولہ
نے اوسپر لشکر کشی کی اور بمقام واشہر اوس سے لڑائی ہوئی اور اوسپر غالب ہوے اور اوسکو گھیر کر قتل کیا
اور اوسکا سر بہاء الدولہ کے پاس لے گیے بہاء الدولہ کو جو اوس سے رشتہ داری بھی اس حال پر رحم
آیا اوسکے قتل ہونے پر بہت رنج ہوا اور جو غلام اوسکا سر کاٹ کر لیگیا تھا اوسکی کھال سر سے پانوں تک
اودھڑوائی کہ اورونکو عبرت ہووے کہ کسی بادشاہ اور رئیس کے ساتھ پھر یہ حرکت نکرین اور بہاء الدولہ
نے عمید الجیوش ملقب صاحب کو بغداد بھیجا کہ وہانکے علاقون کا بندوبست کرے اور بیت المال
کی حمایت کرے اسکی عدالت اور خو بہت اچھی تھی اور ملکے حاجیون کے ساتھ بہت سلوک کرتا تھا کہ
سب خاص و عام اوسکا شکر کرتے تھے یہانتک کہ مر گیا پھر اوسکی جگہ وزیر الوزرا کو مقرر کیا بہ نسبت عمید الجیوش
کے یہ شخص بہت اچھا تھا ہر وقت شفقت اور مصلحت عام کا پابند تھا اور اطراف فارس اور کرمان بہاء الدولہ
کی اب خالص مملکت ہوگئی اور سب فتنے جاتے رہے اور امن و امان ہوگیا اور روز کے فساد اور
لڑائیون سے اب رعیت کو آرام ہوا اور ابو علی بن الیاس سامانیونکی طرف سے بعد حکومت عضد الدولہ
کرمان پر فرمانروا تھا کسی نے اسکے ساتھ جھگڑا اور فساد نہ کیا پر اوسکو یہ گمان ہوا کہ اوسکا بیٹا الیسع آمادہ
بفساد ہے اس لیے اوسکو کرمان کے کسی قلعے مین قید کردیا اور ایک مدت دراز تک اوسکی خبر نلی اور اوسکو
قید مین بہت تکلیف تھی تو اوسکے باپ کی بی بیون کو اوسکے حال پر رحم آیا اور اوسکی رہائی کی تدبیر
کی اور اپنے دوپٹے لپیٹ کر قید خانے مین گئین اور اوسکو چھڑا لائین لشکر کو جب اوسکے چھوٹنے کی
خبر ہوئی تو اوسپر متوجہ ہوا کہ اوسکے ساتھ مدد اور رفاقت کرین اس حادثے کی خبر جو ابو علی کو آئی تو اوسنے
اپنا آدمی بھیجا کہ لشکر سے یہ حال دریافت کرے تو سبنے جواب دیا کہ ہم تمھارے ہونے سے تنگ
اور ناراض ہین اب کرمان سے جدا ہو جاؤ کہ تمھاری جاہ تمھارے فرزند الیسع کے لئے مناسب معلوم

ذکر جنگ غور کا

سلطان کو خبر پہونچی کہ کوہستان غور کے لوگ سرکش اور متمرد ہین اونکا بند و بست کرنا اور اونکو اپنے حلقۂ اطاعت
مین لانا ضرور ہے کیونکہ بسبب بلندی اپنے کوہستان کے بہت مغرور ہین اور مسافرین اور سوداگرون کو لوٹتے
ہین اور رہزنی کرتے ہین اپنا لشکر لیکر اونپر متوجہ ہوا اور تونتاش حاجب والی ہرات اور ارسلان جاذب والی
طوس کو آگے روانہ کیا سو یہ دونون کوہستان غور مین گھسے چلے گئے اور دیکھا کہ گھاٹیان اور ناکے سب دلاوران
غور سے بھرے ہوئے ہین کہ اپنے اپنے دیہات سے نکلکر آ کھڑے ہوئے ہین اور لڑنے لگے کہ خوب
تلوار اور نیزہ چلا اور دونون فریق خوب جمکر لڑے کہ یہ خبر سلطان کو آئی تو اپنے خواص غلامونکو لیکر روانہ ہوا
اور اونکو پیچھے ہٹانا شروع کیا اور اونکی گڑھیون اور پناہ کی جگھون پر قبضہ کرنا شروع کیا یہانتک کہ وہ لوگ
اپنے کوہستان مین بھاگ گئے اور سب متفرق اور منتشر ہوگئے اور اونکا سردار ابن سوری نام تھا اوسپر چڑھا
ئی کیا اور عین تختگاہ پر اوسکے لڑائی کی اور اوسکے قصبے کا نام آہنگران تھا اوسکو گھیر لیا اور لڑائی شروع کی
وہ بھی مقابلے سلطان کے دس ہزار آدمی لیکر آیا اونھون نے صف بندی کر کے اپنی بہادری اور دلیری کا
اظہار خوب کیا سلطان نے اپنی فوجکو حکم دیا کہ باحتیاط تمام اونپر حملہ کرنا شروع کرین کیونکہ اونکو پہاڑون اور
خندقون کی امان بہت ہے اور لڑتے لڑتے دوپہر دن آگیا سلطان نے حکم دیا کہ تم اولٹے پھرو بسبب اولٹے
پھرنے کے انھون نے جانا کہ یہ بھاگے اور اونکو شکست ہوئی وہ سب اپنی اپنی پہاڑیان اور اپنی جگہ چھوڑکر
اونکے پیچھے میدان مین نکل آئے پھر جو سلطان کے لشکر نے پیچھے پھر کے جنگ کی تو ایسا مارا کہ کوئی
نہ بچا اور ابن سوری اور اوسکے اقارب اور خواص گرفتار ہوئے اور اللہ تعالی نے یہ فتح اوسکو دی اور
مال اور دولت کہ پشت در پشت جمع ہوتے تھے سب ہاتھ لگے اور ان قلعون اور مقامات پر اپنے
حاکم متعین کردیے اور سلطان اس فتوحات اور ظفرمندی کے ساتھ اپنے وطن کو روانہ ہوا اور ابن
سوری نے جو دیکھا کہ اس ذلت اور رسوائی سے قید ہوئے تو اپنی زندگی اوسکو ناگوار ہوئی اوسکے
پاس ایک انگوٹھی تھی کہ جسمین زہر تھا اوس نے چوسی اور فوراً مر گیا ✣ ✣ ✣

قحط جو سنہ [illegible] ہجری مطابق سنہ [illegible] عیسوی مین نیشاپور مین واقع ہوا

خاص نیشاپور مین اور خراسان کی سب مملکت مین قحط ہوا صرف نیشاپور اور اوسکی اطراف مین ایک لاکھ
سے زیادہ آدمی مرگئے تو ہر شخص کے لیے کفن کہان اونھین کی چادرون مین لپیٹ کر دفن کر دیا بجہ

گو آل سامان کی اب ہمت ایسی سست ہی کہ فریادی کی فریادرسی نہین ہو سکتی ہی تو مین بیان نہ آتا بلکہ کہین
اور جاہی پناہ ڈھونڈھتا یہ کلام اوسکا بہت ناگوار گذرا حکم ہوا کہ اسکو خوارزم نکال دین اور ابو علی ابن سیمجور کو جو یہ
حال معلوم ہوا تو فورًا بمقام خوش آ پونہچا اور اوسکا اسباب اور غلام وغیرہ جو یہان تھا اسکو غنیمت مفت لیگیا
اور الیسع کا یہ حال ہوا کہ اوسکی آنکھ دکھنے لگی تو طاقت اور حلاوت اوسکی جاتی رہی آنکھ مین جب بہت درد ہوا
تو اپنے ہاتھ سے پھوڑ ڈالی اور وہ گال پر نکل پڑی اور اسی مین مر گیا پھر کسیکو آل الیاس مین سے کرمان دیکھنا
نصیب نہوا عضد الدولہ کی عزت اور قدرت کامل ہوئی آخر بہاء الدولہ ضیاء الملۃ اوسکا وارث ہوا اسنے
بھی ویسے ہی عدل اور انصاف اور حفاظت حدود و اطراف جاری رکھے اور سلطان یمین الدولہ امین الملۃ جو خراسان
اور سجستان کا مالک ہوا اور اسسے بہاء الدولہ ضیاء الملۃ کی حدود متصل تھی تو دونون مین حق ہمسایگی ثابت ہوا
تو بہاء الدولہ نے پیغام محبت اور دوستی کے خطوط بھیجنے شروع کیے اور تحفے بھی بھیجے سلطان نے سب قبول
کیا اور ایسے ہی اس نے بھی تحفے اور ہدیے پیغام دوستی اور محبت کے بھیجے اور اتحاد و
محبت اور وداد و مودت خوب ثابت ہو گئی +

ذکر جنگ نارائن

مطابق ۱۰۰۹ء

سلطان نے سنہ ۴۰۰ ہجری مین جو ہندوستان پر لڑائیان کین اوس سے بہت
خوش تھا اب پھر ہندوستان پر چڑھا اور ہندوستان کے بیچ مین آ پونہچا اور جگہ جگہ لوٹ مار کرتا ہوا جاتا
تھا ایک بڑے راجہ سے مقابلہ ہوا اور بہت مال اور ہاتھی اور گھوڑے ہاتھ لگے اور اوسکی فوج نے
جنگل کوہ گھاٹیون مین جہان اوسکے لوگونکو دیکھا قتل کیا یہ سب مال اور دولت لیکر غزنہ کو پھرا اور جب
راجہ ہندوستان نے دیکھا کہ سلطان بار بار حملہ کرتا ہی اور لوٹ مار کر تباہ کرتا ہی تو کوئی صورت اوس سے
نجات اور مقابلے مین برابری آنیکی نہین ہی تو چند سردار رشتہ مند اور مصاحب سلطان کے پاس روانہ
کیے کہ سلطان ان شرطون پر صلح کرے کہ پہلے تو پچاس ہاتھی عمدہ لیجاوے اور بہت مال اور بہت
تحفے اس ملک کے لیجاوے اور پھر ہر سال دو ہزار آدمی جوانمرد سلطان اور لشکر کی خدمت کے لیے
خراج سالانہ کے ساتھ بھیجا کرونگا تاکہ مین اپنی ملک رانی مین مصروف رہون سلطان نے یہ سب صلح
قبول کی اور اپنے معتمدین بھیجے کہ راجہ سے یہ سب مال اور اسباب کہ جسپر صلح قائم ہوئی ہی لا دین راجہ نے
نہایت خوشی سے دیکر اونکو رخصت کیا اور یہ صلح قائم اور مستحکم ہو گئی

کہتا ہے کہ مجکو ایکروز اوس مکان مین لیگئے کہ جہان بیمار اور محتاج اور مسافر اور فقیر ونکی خدمتگاری ہوتی تھی تاکہ
چارسو آدمی جو بھوک کے مارے مرے پڑے ہین اونکی تجہیز و تکفین کیجاوے اور مجہسے نانبائی نے یہہ بھی کہا
کہ ان چارسو آدمیون کے لیے روٹی بھی پکی ہوئی موجود ہے ابونصر داعلی منشی نے بھی شعر کہے ہین اور ابو محمد
عبدالکافی زودلی نے ایک عبارت اس حال مین لکھی ہے سلطان یمین الدولہ امین الملۃ نے اپنے صوبون کو
لکھا کہ فقرا اور مساکین پر زر بیشمار خرچ کرین کہ اس قحط مین انکی جان بچے اور یہہ قحط سنہ ۴۰۲ ہجری تک باقی رہا

مطابق سنہ ۱۰۱۱ع

ایلک خان کا احوال جو بعد معاودت ماوراء النہر کے سلطان کو پہنچا

سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کو ترکون کی ہزیمت کے بعد یہہ انتظار تھا کہ ایلک خان اور اوسکا بھائی
طغانخان اب کیا تدبیر کرتے ہین کہ اوسکا بھائی طغان خان ہمیشہ سلطان سے موافقت ظاہر کرتا تھا او
بہت قسمین کھاتا تھا اور بہت عہد و پیمان کرتا تھا اور بہت قاصد بھیجتا تھا کہ مین ایلک خان کی حرکات سے
تمسے لڑا اور تمھاری مملکت مین دخل کیا بالکل بری ہون اور ایلک خان یہہ قصور ذمے طغان خان کے
لگاتا تھا کہ یہہ جو کچھ مجھسے ہوا ہے سب اوسکے اغوا اور بہکانے سے ہوا ہے کہ یہہ بار بار اس باب مین مجکو خط
بھیجتا تھا ایلک خان نے جو یہہ دیکھا کہ طغان خان نے یہہ سب قصور میرے ذمے لگایا ہے اور آپ
بری ہوتا ہے تو یہہ رای ہوئی کہ پہلے طغان خان کو تباہ کرے اور اوسکا قصہ مٹا دے یعنی اوسکو قتل کرے
ماوراء النہر کی فوج جمع کرکے روانہ ہوا اور شہر اوزکند سے ہوکر اوسکی طرف چلا اور رستے مین برف
قدر پڑی کہ رستے بند ہو گئے اس لیے یہہ رای ہوئی کہ اگلے سال پر اسکو موقوف رکھے اور لوٹا
آیا اور دونون کے قاصد سلطان کے پاس حاضر ہوے کہ ایک دوسرے پر تہمت لگاتا تھا
اپنی برات کرتا تھا پر سلطان نے دونون کے قول پر توجہ نکی اور دونونکو بیہودہ جھا اور انکی بیہودہ
ضیافت کی اور حکم دیا کہ لشکر آراستہ کیا جاوے سو اپنے دونون جانب لشکر کھڑا کیا ایک طرف
دو ہزار غلام دو رویہ صف باندھے ہوے اور بہت عمدہ عمدہ لباس ہتیار وغیرہ کے
ہوے تھے اور پادشاہ کے قریب پانسو غلام خواص لباس زرین وغیرہ سے نہایت آراستہ
ہوے اور آونکے پاس چالیس ہاتھی نہایت آراستہ کھڑے کیے گئے اور دونون صفون
کے گرد سات سو ہاتھی خوب آراستہ ہوکر کھڑے کیے گئے اور سب لشکر اپنے اپنے حاجبون سے
مرتب تھا کہ یکایک آنکھ اسپر نہین ٹھہرتی تھی اور سوارون کے آگے پیدلونکو ڈھال تلوار اور

نوعمر جوان بڈھے جوان عورتین بڑھیان روتی پکارتی تھین بدن گھلا جاتا تھا آنکھین بیٹھی جاتی تھین کھڑے کھڑے یکایک ایک کروٹ پر گرکر مرجاتے تھے کچھ گھانس کھاتے تھے کھیتی سے ناامید ہوئے تھے اور جاتی رہی بہت دشواری ہوئی گوڑون پر سے ہڈیان لاکر کھاتے تھے قصائی جو بکری ذبح کرتا تو ایک روپیہ لگ جاتی کوئی اپنا آبخورہ لاتا کوئی رکابی تاکہ خون لیکر پیوین کچھ تو بھوک سے تسکین ہووے اور جو کوئی فور اگر جاتا اور مرجاتا اور مین نے دیکھا ہی کہ لوگ لید اور گوبر مین سے جو کہ دانہ ڈھونڈھتے تھے جب یہ حال آدمیون کا ہوا تو اور جاندارون کا کیا حال ہوا ہوگا اب یہ حال ہوا کہ ما نے بچے کو پکا کھایا اور بھائی نے بھائی کو اور جورو کو بلکہ راستے پر سے کسیکو اوٹھا لیگئے اور ویران جگہ مین اوسکو پکا کھایا آدمیونکی چربی اسقدر پھیلی کہ گاوں کی چربی چھوٹ گئی اور بازارون مین بکنے لگی اور بہت مسافرون کو پکڑ لیجاتے تھے کہ اونکی چربیان بیچتے تھے اور لوگون کے گھرون مین بہت کھوپریان پائی گئین جنکے گوشت اور چربیان کھائی گئین اور کتے اور بلی کچھ تھوڑے سے رہ گئے اور اشراف یا اہل حرفہ شام کے وقت ایک محلے سے دوسرے محلے مین جا نسکتے تھے جبتک کہ کئی آدمی ہتھیار بند نہون ایک شخص اہل علم امام صعلوکی کے پاس بہت دن بعد آیا امام نے پوچھا کہ اتنے دن کہان تھے اوس نے کہا کہ مین ایک سخت حادثے مین مبتلا ہوا تھا اس لیے نہ آسکا اور حال یہ گذرا کہ ایک روز شام کے وقت مین بر سر راہ جاتا تھا یکایک کمند میرے گلے مین آن پڑی اور گلا گھٹنے لگا اور کمند والے نے جو کھینچا تو گھسنے لگا مین نے چاہا کہ دوڑ کر اوسکے پاس جاؤن تاکہ کمند ڈھیلی ہووے اور گلا نہ کٹے کہ اتنے مین ایک عورت نے میرے خصیون پر لات ماری مین بیہوش ہوکر گر گیا پھر جو ہوش آیا تو دیکھا کہ بیہوشی دور کرنے کے لیے میرے چہرے پر پانی چھڑکا گیا ہی اور اوسکی سردی ہی اور راہ چلتے ہوئے لوگ جو مجھ پر اکٹھے ہوگئے اس لیے کمند والا مجکو چھوڑ کر بھاگا اور کمند بھی چھوڑی پھر جب کچھ طاقت اور ہوش زیادہ ہوئے تو مین اپنے گھر آیا اور بیس دن تک بیہوش دیوانہ وار بیمار تپ ولرزے مین گرفتار پڑا رہا پھر جو کچھ ہوش آیا اور طاقت اور صحت ہوئی تو ایک روز مسجد مین گیا اور پکار کر اذان کہی اور پھر تکبیر کہتا تھا کہ ایک کمند آئی اور گلے تک نہ پونہچی صرف پگڑی ہی لگی اوسکو لیگئی اوس دن سے یہ عہد کیا کہ پکار کر اذان نہ کہونگا تا میرا ہونا کسیکو معلوم نہووے اور گھر سے باہر نہ نکلون جبتک کہ خوب دن روشن نہولیوے اور شام سے پہلے گھر چلا آونگا اس لیے مین اتنے دنتک نہ آسکا اس قصے سے بہت تعجب ہوا اور استاد ابوسعید عبد الملک ابن عثمان جو بہت نیک اور خدا پرست تھے

اپنی سرکار نامدار رضی نوح بن منصور سے باغی ہو کر چاہا کہ مملکت غرش کو مع اوسکے سب علاقے کے اپنے ساتھ ملا لے اور دونون شار کو اپنا تابعدار کر لے یہ آن دونون باپ بیٹون کو ناگوار گزرا کہ سلاطین سامانیہ کے بدلے اوسکی اطاعت کرین کہ اونھون نے اوسکو عزت سپہ سالاری اور سرداری کی دی ہی اور اونکو اپنے قلعے کی مضبوطی ور سامان کی درستی کا بھی خیال تھا اس لیے اوسکے حکم سے اونھون نے تمرد کیا کہ اسمین رضی نوح ابن منصور کے بھی حق کی حمایت اور اوسکی عزت کی حفاظت ہی ابو علی نے انکا ملک موروثی یا انکے مال قدیمی کا لالچ کیا تو ابو القاسم فقیہ اپنے معتمد کو بہت فوج دیکر انپر روانہ کیا اسنے جاکر اونکے دار الملک کے بیچ مین لڑنا شروع کیا وہ اپنے ایک پہاڑ پر گئے وہان بھی جا لڑا اور جہان وہ نکلے وہان گیا آخر یہ دونون اپنے وطن سے نکلے اور ایک قلعے مین جو ان کوہستان کے پیچھے انکا موروثی ہی بھاگ گئے اور ابو علی سیجور اونکے سب قلعے اور ملک کا مالک ہو گیا اور جب امیر ناصر الدین سبکتگین بحمایت امیر رضی نوح ابن منصور کے ابو علی پر متوجہ ہوا تو ابو علی نے ابو القاسم کو وہان سے بلوایا کہ اوس کام سہل سے اب اس کام سخت مین مشغول ہووے اور اوس کا ننگ کو چھوڑ کر اس شہباز کا مقابلہ کرے اب اس جنگ مین کہ امیر ناصر الدین سبکتگین بحمایت امیر رضی کے ابو علی پر حملہ آور تھا وہ دونون شار بھی اسکے ساتھ شامل ہو گئے یہانتک کہ ابو علی سب کچھ مال قدیم اور جدید اور ولایت نئی اور پرانی چھوڑ کر بے سمجھے بوجھے جرجان گیا اور یہ دونون شار بدستور نہایت امن اور آرام کے ساتھ اپنی جگہ مین رہے یہانتک کہ سلطان یمین الدولہ امین الملۃ اوسکا وارث ہوا اور سلطنت اور ملک اوسکے حکم ان اسکی اطاعت اور طاعت مین آ گئے اور سب جگہ خطبہ اسکا پڑھا جانے لگا تو سلطان نے مجھکو انکے پاس بھیجا کہ سلطان کی اطاعت کرین اور اوسکے نام کا خطبہ پڑھین انھون نے بخوشی خاطر اوسکی اطاعت قبول کی اور اوسکا خطبہ ۳۸۹ھ سنہ ہجری مین جاری کیا اب جو لوگ کہ رو سے ہزیمت کھا کر بخارا مین جمع ہوے تھے اونھون نے ان شارون کو لکھ بھیجا کہ جنگ کی تدبیرین کرین کہ اب ہم اپنے بدلے کے لئے آمادہ ہین ابو نصر شار نے یہ خط میرے پاس بھیجدیے کہ ان خطوط کو تامل سے دیکھکر سلطان یمین الدولہ امین الملۃ والدین کے پاس بھیجدے تا اوسکو ہمارا حال بخوبی دریافت اور معلوم ہووے کہ اوسکے ساتھ ہماری محبت دلی اور دوستی قلبی ہی اور ان اہل عداوت سے بدرجہ غایت بغض اور عداوت ہی مین نے انکو بتامل دیکھا اور شار کو جواب لکھ بھیجا کہ اس طرح کا لکھنا انکا

مطابق

تیر و تبر سے مسلح کر کے کھڑا کیا اور اپنے آگے حاجبونکو کھڑا کیا اور آپ اون قاصدونکو حکم دیا کہ آب آوین
اور اس حالت مین ملاقات اور ادای رسم مواجبہ کرین اور اس حالت سے دسترخوان تک چلین اور دسترخوان
پر جو تکلف فرش فروش او ظروف اور کھانیکا کیا گیا تھا ایسا کچھ ہو کہ نہ کسی نے دیکھا نہ سنا اور بعد اس ضیافت کے
سلطان نے اپنی ہمت کے موافق اونکو انعام و اکرام دیکر رخصت کیا اور وہ دونون بھائی
مدت تک آپس مین برسر عداوت رہے آخر اون مین صلح ہوئی کہ اسکا ذکر آگے ہوگا۔

ذکر فتح قصدار

سلطان یمین الدولہ امین الملۃ ایلک خان اور طغان خان کی روز نئی نئی باتین سنتا تھا جو اون مین
بربنا عداوت و فساد ہوتی تھین اور قصدار کے والی نے بخیال مضبوطی اپنے ملک کے اور درستی اپنی
فوج کے جو مال کہ دینا ٹھہرایا تھا نہ دیا اس لیے سلطان نے اوسپر یورش کا ارادہ کیا اور استخارہ کیا اور یہ
واقعہ سنہ [illegible] ہجری کا ہے اور غزنین سے بست کو چلا اور ارادہ ہرات کا ظاہر کیا مطابق [illegible]
پھر یکایک قصدار کو متوجہ ہوا اور پہاڑ اور راہ دشوار طی کرتا ہوا چلا اور قصدار کے والی کو بالکل خبر نہوئی
کہ یکایک سلطان کے غلامون نے دن نکلنے سے پہلے اوسکا گھر گھیر لیا وہ یہ دیکھتے ہی چلایا
الامان الامان اور جھپٹ نکلکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا سلطان نے ایک کرور پچاس لاکھ درہم
اوسکے ذمے کیے اوس نے اوسکا بھی ذمہ کیا اور بہت کچھ دیا اور بیس ہاتھی بہت زبردست
دیے اور اپنا آدمی اوسپر مقرر کر کے کہ اوسکا زر و جبی لیکر آوے یکایک آپ چلدیا اور اوسکو بدستور خلافت قصدار کی دی

ذکر دونون شار کا ایک باپ نام اوسکا ابو نصر محمد ابن اسد دوسرا اسکا بیٹا شاہ محمد نام اور جو انکا انجام ہوا اوسکا بیان

جو کوئی غرشستان کا والی ہوتا تھا اوسکو شار کہتے تھے کہ اپنے لئے انھون نے یہ علامت مقرر کی تھی
اور اسکے معنی مالکیت و عظمت کے ہین اور ابو نصر شار وہان کا والی رہا یہانتک کہ اوسکا بیٹا شاہ محمد بالغ
ہوا اور یہ دیوانہ مشہور تھا اوس نے اپنے زور جوانی اور اپنے یارونکی مدد سے باپ سے ملک چھین لیا
اوس نے بھی اوسکو ملک سونپ دیا اور اوسکی تدبیر پر نگران رہا اور خود پڑھنے پڑھانے اور مطالعہ کتب اور
علم ادب پر مصروف تھا کہ سوای اسکے اور کسی امر مین اوسکا دل نہ لگتا تھا اور علما اور فاضل لوگ ہر طرف سے
اوسکے پاس آتے تھے اور یہ سبکے ساتھ سلوک کرتا تھا اور ابو علی محمد ابن محمد ابن سیمجور سپہ سالار نے

اور مصاحب اور افسانہ خوان اور حاجب پکڑے گئے اور اوسکو خوب دھر کھینچا کہ اوسنے اپنا مال اور دولت سب بتادیا اور اسقدر لوٹا گیا کہ اوسکے کپڑے تک اوتروا لیے اور ننگا کردیا اور جو آمدنی اس ملک کی شار کو تھی اوسکے موافق ابو الحسن منیعی نے مقرر کی اور اپنا عامل اور کوتوال مقرر کیا اور سلطان نے حکم بھیجا کہ شار کو ہمارے پاس نرمی تمام بھیجدیا جاوے جب لانے والے کے حوالے ہوا تو اوسنے اوسکو پابزنجیر کیا اور ہمنے سنا ہی کہ اوسنے اوسوقت اپنے ایک غلام کو کہا کہ ہمارا احوال ہمارے گھر لکھ بھیجے اور انشاء اللہ تعالی ہم چند دن بعد بخیر و عافیت آوینگے سو سلطان نے اوس قید ہی مین شار کو بلوایا اور حکم دیا کہ یہ خط خود لکھے تو پہلے خود فکر کیا اور پھر شکر کیا اور پھر لکھا ای قحبہ تو مجکو غافل جانتی ہی جو کچھ تو نے کیا سب مجکو معلوم ہی اور دیکھ مین اب آنے والا ہون تجکو اور تیرے ماباپ کو کیسی سزا دونگا اور اور بھی برا بھلا اوسمین لکھا اور خط لفافہ کرکے اپنے غلام کو دیا اور اوسنے یہ خط اوسکے یہان پونہچا دیا یہان قیامت برپا ہوئی اور ڈرے کہ کسی دشمن نے ہماری چغلی کھائی ہی اونھون نے یہ تدبیر کی کہ گھر خالی کردین اور کہین چھپ جائین تا اوسکے عذاب سے نجات ہووے پھر جو اوسکا ایک غلام وہان گیا تو دیکھا کہ مکان بالکل ویران خالی میدان پڑا ہی ہمسایے سے جو پوچھا تو اونھون نے کہا کہ اوس خط کے خوف سے یہانسے سب بھاگ گئے اوسنے یہ سنکر کہا کہ لعنت ہی خدا کی لکھنے والے پر اور لکھوانے والے پر اور بھیجنے اور لانیوالے پر اور اوسکے اہل و عیال کو پھر لایا اب یہ سب خبر سلطان کو آئی اوسکو شار کے اس حیلے سے ہنسی آئی کہ اوسنے یہ حیلہ کرکے لعنت کروائی اور شار نے کہا کہ یہ سزا ہی اوسکی جو ہمسے لکھواے سلطان نے اوسکو بلوایا اور ننگا کرواکر کوڑون سے پٹوایا کہ یہ سزا ہی اوسکی جو حق نعمت فراموش کرے اوسنے بہت واویلا اور فریاد و زاری کی پھر سلطان نے حکم دیا کہ اسکو ایسی جگہہ قید رکھین کہ سزاوارون کے قابل ہووے اور اوسکا علاج اور اوسکا خرچ بہت عمدہ کرین اور اوسکو یہ معلوم ہو کہ یہ بحکم سلطان ہی اور اسنے اپنا غلام بلوایا جو اسکے کار خدمت کرتا رہے اور اور بھی اوسکی آسایش کی چیزین موجود کردی گئین اور اوسکا باپ ابو نصر شار جو ہرات مین تھا اوسکو سلطان نے بلوایا اور اپنا مقرب اور معزز کیا اور جو انکی جائداد غرش مین تھی وہ سب خریدلی اور اپنی مملکت مین شامل کرلی اور قیمت اونکی دیدی کہ انکی تکلیف تنگدستی کی رفع ہووے اور شمس الکفاۃ وزیر ابو العباس ابو نصر شار کے ساتھ بہت مہربانی کرتا تھا یہانتک کہ وہ سنہ ۴۰۱ ہجری مین مرگیا۔

مطابق ۱۰۱۰ء

صرف بیحیائی ہی اور اونکا ارادہ حملہ آوری کا ہی تو کرین اونکے لیے وہ ہی تلوارین موجود ہین کہ جنسے اونکو
ذلت اور رسوائی پہلے ہو چکی ہی اور قریب ہی کہ شار حال ان باغیونکا دیکھے گا بس ایسا ہی گزرا کہ ایلک خان
بخارا پر مبسط ہوا اور بڑے بڑے باغیونکو گرفتار کیا اور باقی سراسیمہ حیران بھاگ گئے اور مین نے یہ سب ماجرا
سلطان کو لکھ بھیجا اور پھر اوسکا بیٹا شاہ محمد شار سلطان کے پاس حاضر ہوا اور بہت عزت و اکرام پایا پر کچھ
اسمین غرور اور نخوت ملک داری کی تھی اسنے بعد چند دن کے رخصت مانگی بہت کچھ انعام و خلعت
و اکرام و عزت پاکر رخصت کیا گیا اور افشین کہ اوسکا گھر تھا گیا اب چند دن کے بعد سلطان نے بغرض
کسی مہم کے سب امرا اور ارکان کو مع اونکے ساز و سامان کے طلب کیا اور شار مذکور کو بھی بلایا
اوس نے کچھ ایسے حیلے حوالے کیے کہ جنسے نافرمانی اوسکی تحقق ہو گئی سلطان نے کہ اس مہم کے اہتمام مین
مصروف تھا ابھی اسکی تدبیر کو ملتوی رکھا جب سلطان نے اوس جنگ سے خاطر خواہ فتحیاب ہو کر رجوع کی تو اوسکو
پھر لکھا کہ بشیوۂ طاعت و فرمانبرداری حاضر ہووے اور بدستور مولنست پیدا کرے اور وحشت زائل
کرے اوس سے ابھی بجز سرکشی اور نافرمانی کے اور کچھ ظہور مین نہ آیا اب سلطان نے اپنا حاجب کبیر ابو سعید
تونتاش اور اپنا غلام ارسلان جاذب الی طوس کو بھیجا کہ اوس سے لڑین اور غرشستان چھین لین اور اوسکو نافرمانی
کی سزا دیوین یہ دونون چلے اور ان رستون سے ابوالحسن منیعی مرو الروذ والے کو خوب واقفیت
تھی اس لیے اوسکو بھی شامل کیا اور راہ دشوار گزار اور گھاٹیان سخت سخت طے کر کے پونہچے اور اون
دونون شار کو خوب سزا دی ابو نصر بڑا شار تو اپنی جان کی امان دیکھکر تونتاش حاجب کے پاس آگیا
او ظاہر کیا کہ مین اس معاملے سے بالکل بری ہون جو کچھ کیا میرے اس بیٹے نے کیا اور یہ مجھسے
ہمیشہ سرکش اور نافرمان رہتا تھا اس لیے آپ میری سفارش کرین کہ مین بالکل بیگناہ اور بیقصور
ہون اور اطاعت مین بالکل سرگرم ہون تونتاش نے اوسکو ہرات بھیجدیا اور سلطان کو اوسکی
سفارش لکھی وہانسے جواب اوسکی رہائی کا آیا اور اوسکا بیٹا شاہ محمد شار اپنے اوس قلعے مین جا چھپا کہ اوسنے
ایام مجبوری مین بنایا تھا اور اپنے ساتھ اپنے خاص غلام لیگیا اب تونتاش نے اوسکا ارادہ کیا اور
یہ اور ارسلان جاذب اور ابوالحارث سب وہان چڑھ گئے اور لڑائی شروع ہوئی یہانتک کہ ایک دیوار
فصیل کی ڈھا دی اور دوسری فصیل پر جا چڑھے اور پھر خوب شمشیر زنی کی لاچار اوس نے امان مانگی
آخر انھون نے اوسکو پکڑ لیا اور قید کیا اور سب کچھ مال و ذخیرہ وہانکا لوٹ لیا اور سب اوسکے خزینے

زیادہ ہوا اور لڑائی ایسی ہی جاری تھی کہ یکایک سلطان کے فتح کی ہوا چلی اور اونکو گھیر کر خوب مارا اور پھر
ہر غار اور جنگل اور گھاٹی اور میدان مین یہان تک قتل کیا اور سقدر مال و دولت ہاتھ لگا کہ ایک کو دوسرے پہ
رشک نرہا اور جو ہاتھی کہ اونکے یہان بہت مضبوط تھے لے لیے اور نارین پر فتح ہو گئی اور اوسکے بتخانے مین
ایک پتھر تھا کہ اوسپر یہ کندہ تھا کہ یہ عمارت چالیس ہزار برس سے ہے پس سلطان کو بہت تعجب ہوا کہ اسقدر مدت سے
تو دنیا بھی نہیں ہے اب سلطان یہ سب کچھ لیکر اولٹا پھرا اور لونڈی غلام بہت سے لے گئے
یہانتک کہ ہر شخص کے یہان غلام اور لونڈی ہو گئے ✤

جنگ تھانیسر

سلطان نے سنا کہ نواح تھانیسر مین ہاتھی خوب ہوتے ہین جیسے صیلان مین ہوتے ہین اور وہان
کا راجہ اپنے ہاتھیون کے زور پر بڑا گھمنڈ کرتا ہے اور بہت سرکش و مغرور ہے سو اوسپر متوجہ ہوا اور لشکر لیکر
چلا اور سخت رستہ اور دشوار راہ طے کرتا ہوا وہان پونہچا اور اوس جانب اوسکے بہت بڑا دریا ہے اوسکے
کنارے پر ایک پہاڑی ہے کہ جسکی اوٹ مین راجہ اپنی فوج اور ہاتھی لیے ہوئے کھڑا تھا سلطان
اس دریا سے اوترکر راجہ کے مقابلے مین گیا اور دو جانب لڑائی شروع ہو گئی اور حکم دیا کہ دریا اور پہاڑ
کے بیچ مین اونسے لڑائی کیجاوے اور بہت سخت لڑائی ہوئی یہانتک کہ جب دن ڈھلنے لگا تو سلطان کی
فوج نے سب طرف سے ایک حملہ کیا کہ وہ اپنے ہاتھی وغیرہ سب چھوڑکر بھاگ گئے کہ جن پر اونکو بڑا گھمنڈ
تھا اور یہ لوگ ہاتھی گھیر لائے اور اگر رات نہو جاتی تو اور بھی جنگ جاری رہتی اور سلطان
یہ سب غنیمت اور فتوحات لیکر غزنہ کو واپس چلا گیا ✤

ذکر ابی العباس فضل ابن احمد اور جو اوسکا انجام ہوا جب تک کہ مرا

اور ابو العباس فضل ابن احمد فائق کے خواص لوگون مین سے تھا اور اسکا لقب عمید الدولہ تھا اور
نہایت معتمد اور معزز تھا اور جب کہ سلطان نیشاپور مین سپاہ سالار تھا تو یہ مرو کی ڈاک کا داروغہ تھا
ناصر الدین سبکتگین کو اسکی امانت اور دیانت اور ہوشیاری کی خبر پونہچی تو اوسنے امیر رضی سے اوسکو
مانگا کہ سلطان کی وزارت کرے گا وہان سے موافق اس درخواست کے ابو العباس نیشاپور بھیجا گیا
اور احمد ابن حسن کے قایم مقام وزیر مقرر ہوا اور احمد ابن حسن اسلیے موقوف ہوا کہ امیر ناصر الدین سبکتگین نے
جب احمد ابن حسن کے باپ کو بمقام بست معتمد اور وزیر اپنا کیا تھا اور دشمنون کے بہکانے سے اوسکو قتل کیا تھا

ذکر جنگ نارد ین

مطابق سنہ ۱۰۱۳ع

سلطان یمین الدولہ نے سنہ ۴۰۴ ہجری مین ارادہ کیا کہ ہندوستان پر یورش
کرے اور یہ رای ہوی کہ ابکی بار وسط ہندوستان تک جاوے سو آخر فصل خریف مین روانہ ہوا
اور ہندوستان مین جب چلا آیا تو اسقدر برف پڑی کہ سب راستے بند ہوگئے اور بہت تکلیف ہوی تو اب
اولٹے پھرے کہ پھر سامان درست کرکے آوینگے پس جب موسم بہار آیا اور سب سامان جنگ فوج
اور غلہ وغیرہ خوب درست ہوگیا تو پھر ہندوستان کا ارادہ کیا اور استخارہ کیا اور روانہ ہوا گویا ایک دریا امڈا
چلا آتا ہی یہانتک کہ جب مقصد پر پہونچا تاکہ اپنے لشکر کی ترتیب کرے اپنے بھائی نصر کو معہ ایک انبوہ
لشکر کے دہنی طرف اور ارسلان جاذب کو بائین طرف مقرر کیا اور ابو عبداللہ محمد ابن ابراہیم طائی کو
مقدمۃ الجیش کیا اور قلب لشکر کو بنفس نفیس اور سب اپنے خواص اور غلامونکو قائم کیا راجہ ہند نے جو یہ ہنگامہ
برپا دیکھا تو بہت خوف غالب ہوا اور اپنے ٹھاکرون اور سردارون سے پناہ مانگی اور پھر ایک پہاڑ کی
گھاٹی مین گھس گیا کہ جان بچے اور دونون پہاڑون کے درون پر ہاتھی کھڑے کردیے کہ انکی سبب
فوج سلطان کی اندر نہ آسکے گی اور حکم دیا کہ میری مملکت کے سب لوگ انکے مقابلے مین آوین اور لڑین اور
کوئی باقی نرہے یہانتک کہ پتھر اوٹھا کر مارنا بھی جو جانتا ہی وہ بھی آوے جب سلطان کو معلوم ہوا کہ
راجہ لڑنے مین بہت دیر لگاتا ہی اور تاخیر کرتا ہی تو اپنا دیلمی اور افغانی لشکر لیکر چڑھا اور لڑائی شروع ہوئی
اور اسقدر چندون تک لڑائی ہوئی کہ لاچار راجہ کو میدان مین نکلنا پڑا اور اب فوج سلطان خوب
جان توڑ کر لڑی یہانتک کہ کچھ سردار فوج کے راجہ پر جا پہونچے اب راجہ نے پھر پہاڑ مین سے
نکلنے کا قصد کیا کہ گرد اوسکے ہاتھی تھے اب اور بھی لڑائی سخت ہوئی اور گرمی بھی بہت ہوگئی اور
سردار اور نوکر یکسان ہوگئے اور جسوقت وہ ہاتھی کو حملہ کرنے کے لیے سنکارتے تھے تو اوسی وقت
ہاتھیون پر گرز بیشمار پڑتے تھے اور راجہ نے جو دیکھا کہ ابو عبداللہ محمد ابن ابراہیم طائی خونریزی
مین بہت کوشش کرتا ہی تو بہت سے اپنے دلاور لیکر خاص اوسپر متوجہ ہوا لیکن وہ اس سے کچھ نگھبرایا
اور اپنے کام مین بالکل مصروف رہا یہانتک کہ زخمی ہوگیا اب سلطان نے جو اوسکا حال دیکھا تو اوسکی
مدد کی اور اوسکو چھڑایا کہ مارے تلوارون اور تیرون کے چھد گیا تھا پھر حکم ہوا کہ اسکو ہاتھی پر
بٹھلاوین کہ جب تک اوسکے زخم اچھے ہووین اور وہ ہاتھی اوسکی ملک ہوگیا اور وہی فخر اسکو

اور جسقدر کہ وہان پیدا ہوا اور اوسکے ہاتھ لگ سکا وصول کیا اور تھوڑے دن مین بہت سا زر سمیٹ لیا
ور عہدہ وزارت اب تک ابو العباس ہی کے نام پر ہے اور ابو القاسم ابو العباس کو نصیحت کرتا تھا کہ پھر اپنے عہدے کا
نام کرے اور اپنی عزت اور حالت درست کرے اور وہ اپنی سخت مزاجی سے اوسی طرح اصرار کیے جاتا تھا
اوسکی قسمت مین اسی طرح مرنا لکھا تھا اور یہ ہی حالت اوسکی جاری رہی کہ خود بخود قلعہ غزنہ پر قید کے لیے
اگیا کہ اس تکلیف مطالبہ اور کشاکشی سے نجات اور آرام پاویگا اور جسقدر کہ روپیہ جمع کیا تھا سب سلطان محمود کو
بھیجا پس ایسا کوئی نہین سنا گیا کہ خود قید مین جاوے اور بلا کا استقبال کرے سو سلطان کو یہ آنا اوسکا خود بخود
بت برا معلوم ہوا اور حکم دیا کہ جو کچھ ہمارے مال اور ہماری رعیت پر زیادتی کی ہے اوسکی بابت ایک تمسک
لاکھ دینار کا لکھدے تو اوسنے ایک تمسک لکھدیا کہ سلطان پھر ہمیشہ اوس سے لیتا رہا کہ اوسکو فاقے ہونے
اور کچھ طاقت نرہی اب سلطان نے اوس سے قسم لی کہ اس مطالبے پر میرے پاس کچھ مال نہین جمع اور نہ متفرق زمین مین
جمع رہا ہوا اور نہ امانت اور اوسکے پاس اوسکی اولاد بھی آتی جاتی تھی اتفاقاً کچھ مال اوسکا کسی سوداگر کے پاس بلخ مین
اب سلطان نے اوسکو اور بھی شکنجے مین کھینچا اور جو کچھ کہ اوسنے اپنی قوت کے لیے بچا رکھا تھا وہ بھی لیا گیا
اتفاقاً سلطان کو کوئی مہم درپیش ہوئی کہ اوسکو اسی حالت مین شکنجے مین چھوڑ کر چلا گیا کہ سنہ ہجری
مرگیا اور پھر سلطان کو کہ جب واپس آیا اوسکے مرنے کا بہت غم ہوا اور اوسکے ایام وزارت مین
سکا بیٹا ابو القاسم بالغ ہوا تھا اور بہت صاحب علم و ادب اور جامع فضائل باوجود نو عمری کے تھا
سکا ذکر بہت پھیلا اور قدر خوب ہوئی اور نظم و نثر اوسکے دونون خوب تھے اپنے باپ کے لیے اوسنے
یدہ کہا ہے اور چونکہ ہنرمند اکثر بے نصیب ہوتے ہین بے نصیب جوان مرگیا اب جوزجان کی عملداری
سن علی ابن فضل معروف حجاج کو دی گئی کہ نہایت صاحب علم اور صاحب حلم اور صاحب حیا و
حب وفا اور صاحب عقل تھا بہت عمدہ انتظام اور فقط آبرو کے ساتھ کام کیا اور صوبونکی آبرو بھی اپنی آبرو کے موافق حفاظت کرتا تھا

ابو القاسم احمد ابن حسن میمندی کی وزارت کا

ب کہ سلطان خراسان کا سپہ سالار تھا تو ابو القاسم اوسکا منشی تھا اور یہ شخص شریف حسب و نسب مین
بت ہی صاحب رای کامل ہے اور اوسکی تدبیر معقول ہر طرف اوسکی خوش قلمی اور دلیری اور بلندی ہمت
ترقی خو کی شہرت ہے اور دینار و درہم کی بہت حقارت کرتا تھا اور سلطان کے سب حالات پر جو رفیق تھا تو
لطان نے اوسکو درجہ بدرجہ یہان تک ترقی دی کہ تمام فوج کی موجودات لینے کا اوسکو دیوان کیا

مطابق ۱۰۱۳ سنہ ع

اس لیے احمد ابن حسن سے کچھ اوسکے دلمین خیال تھا اس لیے اوسکو موقوف کیا اگرچہ وہ نہایت ہوشیار
اور کارگزار اور تیز قلم اور ذہین اور چالاک تھا کہ باوجود نوعمری کے سب کار ریاست ایسا خوب کرتا تھا کہ
اوسکا ہمعمر کوئی ایسا نہ تھا اور بلحاظ اپنے باپ کے سلطان بھی کچھ نکر سکا اور ابو العباس مذکور کو اپنا معتمد
اور وزیر ریاست کیا اور سبب اس لیے ہوا ہی کہ اہل خراسان کو قدر احمد ابن حسن میمندی کے معلوم
ہووے کہ وہ پروردہ سلطان کا تھا اور جو کچھ کہ کسی سے بگڑ چکا تھا اوسکی درستی مین ساعی درجہ اور لوگ
اوجاڑ گئے تھے اوسکے تدارک پر کوشش جاری تھی اور ہر امر کی اوسکے موافق تدبیر کرتا تھا اور جو پانی کہ خشک
ہوجاتا تھا اوسکو پھر لاتا تھا اور یہ ابو العباس سے ایدکر نا مملکت کا خوب جانتا ہی اور نہ اور کوئی درستی مگر صرف
مال اکٹھا کرنا اور پیداوار اور محاصل لینا اور توفیرات سمیٹنا جانتا ہی کہ چند سال مین بہت مال جمع کرلیا کہ ایک
تو خراسان پر مایہ اور توانگر تھا جب اسنے اوسکا مال سونت لیا اور جو کچھ تری اور تازگی تھی سب لوٹ
لی اور مال و ذخیرے سب لے لیے تو اب خراسان ایک مفلس تہی دست بے مغز دبلے پوست رہگیا
اور بہت گانو ویران ہوگئے اور بہت پانی سوکھ گئے اور بہت سے بونے جوتنے والے شہروں مین
بھاگ گئے تو باقیون سے باقی لی جانے لگی اور جو آباد رہے اونسے بھاگے ہوؤن کا بھی محصول لیا جانے لگا یہ مصیبت
پھیلی اور شکایت ہونے لگی اور لوگون پر بہت مصیبت ہوئی اور سب کے مال تباہ ہوگئے اور
یہی ہورہا تھا کہ پھر قحط کا صدمہ گزرا تو تونگر مفلس اور مفلس مردہ ہوگئے تو اب مملکت خراسان مین اسقدر
باقی رہگئی کہ کچھ بھی وصول نہین ہوسکتا کل کی تو کیا صورت ہووے اب سلطان کو اس کمی آمدنی سے تنگی
ہوئی اور وزیر سے مطالبہ ہوا کہ جو کچھ نقصان ہوا یا خرچ کیا گیا ہی حاضر کرے اور وزیر براہ فریب
کبھی اپنی برات کرتا تھا اور کبھی اوروں کے ذمے بتلاتا تھا پھر سلطان کے دھمکانے سے جو اوسکو رنج ہوا تو
اسنے استعفا دیا اور اپنے اوپر بلا لی اور قید قبول کی اور لوگون نے سلطان سے یہ سفارش کی کہ جسقدر وزیر نے
پرگنون سے زیادہ روپیہ لیا ہی وہ لیکر آپ اپنا نقصان پورا کرلیجیے وزیر نے نمانا اور کہا کہ سوای اسکے کہ
موقوف ہون اور جس کسی قلعے مین جا ہون قید رہون اور کچھ نہوگا ایک درہم بھی ندونگا گویا خود ہی
بلا اپنے سر پر لیتا تھا اور مرنے کے لیے آمادہ تھا یہ بات ابھی پوری نہین تھی کہ سلطان نے ابو اسحاق
محمد ابن الحسین دہقان کو سررشتہ دار دیوان کیا اور وہ بلخ مین رئیس تھا کہ زر باقی صوبون اور رعایا
نیشاپور سے وصول کرے اور سنہ ۴۱۶ ہجری مین اوسکو روانہ کیا اور وہ ہرات پر چلا

مطابق سنہ ۱۰۲۵ع

اور جملہ کار سلطنت اور رعایا کا اور دفتر کا خوب بارونق ہوا

بیان شمس المعالی قابوس ابن دشمگیر کا اور اوسکے انجام کار کا اور بعد اوسکے اوسکا فرزند فلک المعالی منوچہر ابو منصور اوسکا وارث ہوا

شمس المعالی اگرچہ صاحب رای عالی تھا لیکن نہایت سخت بندوبست اور دشوار کار تھا ہر خطا کی سزا بجز
خونریزی کے اور کچھ نتھی اور کوئی قصور اگرچہ بے ارادہ محض ہو جاوے تو ہرگز معاف نہوتا تھا او صرف
تلوار ہی سے انتقام لیا جاتا تھا اور کوڑی اور لکڑی سے تو کیا معنی اور قید سوای سنگستان کے
اور کہین نہین کرتا تھا اوسکے خدام اور حواشی بہت لوگ تباہ ہو گئے کاش باوجود قصور کے اگر زندہ
بھی رہتا تو خوب ہوتا ہر شخص اوس سے متنفر تھا کوئی اوس سے محبت نہ رکھتا تھا اور کوئی اوسکی
صحبت پر رغبت نکرتا تھا کیونکہ نفس انسانی سے بے گناہی تو ممکن نہین ہے اور یہان اگر کچھ بھی قصور ہووے
تو معافی تو کیا بلکہ سزا قتل ہی مچاتی ہے اوسکا ایک واقعہ صاحب نعیم کو ہیل قوم جدو جرجان پر متعین تھا
نہایت بے فساد بے نصرا اور بہت ہی نیک خو شمس المعالی نے اوسکو استراباد پر مقرر کیا کہ اوس کا
انتظام اور بندوبست کرے اوسکو خبر پہنچی کہ نعیم نے کچھ مال لطع لیا ہے اوس نے حکم دیا کہ قتل کیا جاوے
سو قتل کیا گیا اور وہ چیختا ہی رہا کہ یہ بالکل غلط ہے مین بیگناہ ہون اب اوسکی فوج نے یہ مشورہ کیا
کہ اوسکو سلطنت سے اوتار دین اور اوسکی اطاعت سے نکلین تا جان بچے ورنہ یہی حال سبکا ہوگا اور خود تو
جرجان سے خناشک کی چھاونی پر تبدیل آب وہوا کے لیے گیا ہوا تھا کہ یہان گرمی بہت تھی اس
لیے اوسکو اس مشورہ کی خبر نہوئی تھی سو ایکدن رات کیوقت وہ اپنے ایک قلعے مین تھا کہ فوج یکایک
بڑھ گئی اور جو کچھ اوسکا مال اور گھوڑے اور خچر تھے سب لوٹ لیا پر جو لوگ اوسکی حفاظت پر پہرہ دار
تھے وہ انپر غل مچانے لگے اس لیے یہ سب بھاگ گے اور اس سے نافرمانی اختیار کرکے جرجان کو مڑے
اور اوسکے بیٹے ابو منصور منوچہر کو طبرستان سے بلایا کہ اوسکو سلطنت دیوین اور اوسکی اطاعت
کرین وہ یہ سنتے ہی دوڑا کہ بظاہر اونکے موافق رہے اور باپ پر اونکی یہ حرکت اوسکو بہت ناگوار
ہوئی اس لیے اسکا بدلہ لینا اپنے دلمین چھپا رکھا اور اسوقت اونکی بہت مدارات کی کہ اسوقت اگر
اونسے کچھ بگاڑے تو بدلہ بھی نہین ہو سکیگا اور ملک بھی تباہ ہوگا اور اب یہ سب حال شمس المعالی کو
علاوہ وہ بسطام گیا کہ دیکھے انجام ان لوگون کا کیا ہوتا ہے فوج نے سنا کہ وہ بسطام آیا تو منوچہر کو کہا

اور پرگنہ بست اور رخج مع ادسکے سب متعلقات اور آمدنی کے اوسکی تنخواہ معمولی پر زیادہ کیا پس بتوفیق خداوندی
سب امور مفوضہ پر نہایت استحکام سے کام کیا اور اوسکی سخاوت کے آرزومند اطراف واکناف سے آنے لگے تو
شخص اپنی آرزو کے موافق اوس سے تونگری اور فارغ بالی حاصل کرتا تھا اور وزیر ابو العباس بھی اسکی رای
پر عمل کرتا تھا اور اسکی خوب عزت کرتا تھا اور جب کہ سلطان کو ابو العباس پر توجہ نرہی اور اوسکا کام بہت
سست ہوگیا تو سلطان نے بروقت وانگی جنگ نارین کے ابو القاسم کو دہلیز کا نگہبان اور ابو اسحاق کا مددگار
کیا تھا اور اگرچہ وزیر نہ تھا پر وزیر کہلاتا تھا اور سنہ ۴۰۷ ہجری تک یہ ہی حال رہا جب کہ
سلطان نے وزیر اور خراسان کے عاملون کو باقیات پر گرفتار کیا اور سب عامل اور رعیت اور شریف اور غریب اور
عزت دار اور خدمتگار سب حاضر آئے اور سب کو قید کیا اور دو روز کی معیاد مقرر کی کہ زر باقی ادا کرین تا سفر
ہندوستان مین کہ ابھی درپیش ہے کام آویگا اور کسی کی کھال نوچنی شروع کی اور کسیکو آگ پر بٹھلایا اور کسیکو
اولٹا لٹکایا اور ابو القاسم کو خلعت وزارت دیا اور سب ضروریات ریاست اوسکو سونپی اور زر باقی
کے وصول کا حکم دیا اور نسبت باقیدارون کے اوسکو اختیار تام دیا کہ جسکو چاہے رکھے اور جو چاہے
جس سے لیوے سلطان تو ہندوستان کو گیا اور اس نے سب کار خدمت پر نہایت خوبی اور
اہتمام سے کام کیا اور ابو اسحاق کو خراسان کی تحصیلداری پر سررشتہ دار کیا جب سلطان آیا تو دیکھا
کہ نہایت عمدہ انتظام ہے اور ہر کام کا خوب بندوبست ہے اور خزانہ بھی پر ہے اور ہر بات کی خوب رونق ہے
تو اوسکو حکم دیا کہ خراسان جاوے اور جو کچھ وزیر اور ابو اسحاق کے سبب سے نقصان یا باقی رہی ہے اوسکو وصول
اور درست کرے تو یہ ہرات کو گیا اور وہان کے لوگون پر ایسا اسکا رعب و داب ہوا کہ خود بخود مال نکلا
چلا آتا تھا اور خود آواز دیتا تھا کہ یہان پر با ہون تو اسقدر مال اس نے سمیٹا کہ کبھی نہ سنا گیا تھا اور ابو اسحاق
سررشتہ دار کی نالش ہوئی کہ اسقدر زر اس نے بطور طمع و رشوت کے لیا ہے یہ امر سلطان کو بہت
برا معلوم ہوا اوسکو موقوف کیا اور حکم دیا کہ جو کچھ لیا ہے سب بیت المال مین داخل کرے اور پھر اپنا
خاص ملک اور موتی اور اسباب اور اپنی عورتون کا زیور سب حاضر کرے پس سب ہی کچھ پونہچا دیا وزیر
ابو العباس کو علم عربی نہ تھا اس لیے اوسکی سب تحریرات فارسی کی تھی اور اسی لیے بہت بیرونق ہا اور
ابو القاسم جو وزیر ہوا تو سب دفتر اور سب منشی لوگ عربی دان مقرر ہوے اور فارسی ترک ہوئی مگر
مکتوب الیہ جو فارسی دان ہوا اور عربی سے واقف نہ ہوا تو فارسی مین تحریر ہوتے تھے

مطابق سنہ ۱۰۱۶ء

دختر سے ہوگیا اور منوچہر نے اپنے اور سلطان کے آدمیون کو بہت سا انعام واکرام دیا اور ایسا ہی سلطان
نے بھی بہت کچھ صرف کیا اب منوچہر نے اون لوگون کو کہ اسکے باپ کے قتل پر آمادہ اور شریک ہوے تھے سب کو
قتل کیا اور ابن خرکاش نے کہ اسکا رشتہ مند اور دشمن تھا جو یہ دیکھا تو بھاگا اور کہین اوسکو ٹھکانا نہ ملا جہان
جاتا تھا وہان دھکے کھاتا تھا اور خون قابوس اوسکے در پے ہوتا تھا اور پھر ایسا گم ہوا کہ پتا بھی نہ لگا اور
منجملہ اون لوگون کے کہ شمس المعالی پر حملہ آور ہوے تھے ایک اوسکا سپہ سالار ابو القاسم جعدی تھا یہ سرحد
کالون مین چلا گیا امیر فلک المعالی نے چندے اوسکو مہلت دی اوسکو یقین ہوا کہ امیر کو مجھ سے
کچھ پرخاش نہین ہے صرف اونسے تھی کہ جنکا کام کر چکا ہے اسکے پاس چلا آیا اوس نے اوسکو جھٹ قید کر دیا
یہ قید مین سے کچھ حیلہ کر کے نکل بھاگا ادھر اودھر بھاگتا پھرتا تھا اور نیشاپور بھی کسی گمان پر گیا پر
کچھ حاصل نہوا پھر سلطان یمین الدولہ کے پاس آیا اوسنے جو اسکا حال سنا تو پھر اسکو قید کیا

ذکر دارا ابن شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر

دارا کو جو ابو علی محمد ابن سیمجور سے امان ملی تو امیر نوح ابن منصور کی خدمت مین جب تک رہا کہ اوسکے
باپ کو جرجان طبرستان ملا آپ وہ اپنے باپ کی خدمت مین آموجود ہوا کہ باپ کی خدمت اور کی
خدمت سے بہتر ہے اوسکے باپ نے اوسکو طبرستان دیا کہ اوسمین رہے اور اوسکا انتظام کرے پھر جو کسی نے
اوسپر تہمت لگائی اوسکے باپ نے اوسکو بلوایا وہ نہایت نیاز سے اوسکے پاس استرآباد مین حاضر آیا بہت
اچھی طرح سے اوسنے بلا اور اوسکو نہایت خاطر سے اوتارا پھر جو کچھ شبہہ ہوا تو پھر بلوایا وہ اسکے پاس آنے کو
سوار ہوا اور چلا کہ رستے مین سے اپنے چند خواص اور اپنے غلام لیکر خراسان کو چلا آیا اس عرصے مین کہ شمس المعالی
خبر ہووے اور اپنا لشکر اوسکے پیچھے دوڑاوے وہ بہت دور نکل گیا اور خراسان کے قریب پہنچکر
دم لیا اور سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کے پاس حاضر آیا اور نہایت نیاز سے پیش آیا اور سلطان نے
اوسکی بہت خاطرداری کی اور اوسکو رتبہ برتبہ ترقی دیتا تھا یہانتک کہ اوسکو دماغ ہوا اور گستاخی اور تکبر
سے سلطان کے ساتھ پیش آنے لگا کہ سلطان نے اسکی وہ عزت اور رتبہ کم کر دیا یہ اوسکو ناگوار ہوا اور اوسکے
تغیر مزاج سے ڈر لگا تو رات کو بھاگ گیا سلطان نے اونکے پیچھے گھوڑے دوڑائے پر یہ شاہ شار کے
پاس پہنچا سلطان نے شاہ شار کو لکھا کہ دارا کو ہمارے پاس بھیجدے اوس نے بھیجدیا سلطان نے بہت تکلیف
سے اوسکو قید کیا اس نے جو کچھ موقع پایا پھر بھاگ گیا پھر پکڑا گیا اور بہت سخت قید کیا گیا لیکن سلطان نے

کہ جبکہ اوسکا مقابلہ کرے وہ لاچار برعایت وقت اونکے ساتھ گیا شمس المعالی نے صرف منوچہر کو اپنے پاس
بلایا یہ اوسکے پاس تنہا گیا اور زمین خدمت کو بوسہ دیا اور اس حادثے اور حالت پر بہت رویا اور اپنے حقوق
بہت یاد کیے اور یہ بھی عرض کیا کہ میری نیازمندی جو حضور مین ہے فوج باغی کو معلوم نہووے اب
شمس المعالی نے جو راستی اور درستی اپنے فرزند کی دیکھی اور خیال کیا کہ انجام کار یہی ہے کہ سلطنت اسی کے لیے ہے
تو اوسنے اپنی سلطنت اوسکو دیدی اور یہ وصیت کی کہ جبتک کہ مین زندہ ہون میری خدمتگزاری بخوبی
کرتے رہنا اور خباشک کے قلعے مین عبادت خداوندی مین مصروف رہون جبتک کہ موت آوے اور
کار سلطنت صرف تم ہی کرتے رہو کہ تم اب بادشاہ ہوے پس شمس المعالی نے اپنے خواص خدمتگار لیکے خباشک کو
گیا اور منوچہر جرجان کو گیا کہ مسند آرای سلطنت ہوا اور اپنی فوج اور رعیت کی خوب خاطرداری اور مدارات
کرتا تھا اور جبتک شمس المعالی زندہ رہا ہر وقت انکو اندیشہ رہا جب وہ مرگیا تو سب کو اطمینان ہوگیا
اور جرجان کے باہر برسر راہ خراسان اوسنے اپنے لیے آپ قبر بنوائی تھی اوسمین دفن کیا گیا اور منوچہر نے
موافق اپنی رسم جیل کے تین دن ماتم کیا ننگے سر رہا سونا اور کھانا ترک کیا اور سینہ زنی کرتا رہا بعد اسکے
سلطنت مین ایسا مسرور اور مصروف ہوا کہ پھر باپ کبھی یاد نہ آیا اور قادر باللہ خلیفہ بغداد نے
شمس المعالی کے مرنے کی خبر سنی تو منوچہر کو خط تعزیت اور تہنیت لکھا اور فلک المعالی لقب دیا اور منوچہر نے
جو مصلحت دیکھی تو سلطان یمین الدولہ امین الملہ سے متابعت اور دوستی پیدا کی اور اپنے چند خواص
کو بہت تحفہ اور ہدایا دیکر بہ پیغام نیاز اور محبت کے سلطان کی خدمت مین بھیجا سلطان نے بھی اوسکی
درخواست کے موافق دوستی اور محبت کا اظہار کیا اور امتحان کے لیے حکم بھیجا کہ ہمارا خطبہ اپنی ولایت
مین جاری کرے اور ابو محمد حسن ابن مہران کو بہت تحفہ اور ہدیہ دیکر بھیجا سوا وسنے خوب اطاعت کی
اور جرجان اور طبرستان اور قومس اور دامغان مین خطبہ سلطان کا جاری کیا اور پچاس ہزار دینار
سالانہ مقرر کیا اور جب سلطان نے ارادہ نارائن گڑھ پر یورش کا کیا تو اوس سے جیل اور دیلم کے
لوگ مانگے کہ وہ بہت دلاور اور واقف کار ہوتے ہین اوسنے دو ہزار آدمی خالص جیلی مقرر کیے اور
اونکی تنخواہین اور انعامات دیکے اونکی سب حاجات اور ضروریات دفع ہووین سلطان کے پاس
بھیجدیے جب یہ سب کار خدمت اوسکا سلطان کی رای مین متحقق ہوا تب اوسنے ابو سعید جو لکی
رئیس جرجان کو منوچہر کے پاس بہ پیغام رشتہ کے بھیجا اوسنے بھی قبول کیا اور اوسکا نکاح سلطان کی

اوس نے مجد الدولہ اور اوسکی ماں سے کہا کہ مین ہر وقت تمھاری ولایت کا مددگار رہونگا اور تمھاری
سلطنت کا ایک رکن استوار مجھکو قزوین جاگیر دیدو اونھون نے صاف یہ عذر کیا کہ ہماری مملکت بہت
قلیل اور مختصر ہے اس لیے ہم نہین دے سکتے ہین ابن فولاد یہ جواب سنکر اطراف رے پر چڑھگیا اور لوٹ
مار اور رہزنی غلہ والون پر کرنے لگا اور قریب دو طرف کا اونکا ملک دبالیا ان دونون نے اصفہان سے
مدد مانگی وہ بہت لوگ دیلم کے لیکر چڑھ آیا اور خوب جنگ ہوئی بہت کشت وخون ہوا دونون طرف کے
لوگ بہت مارے گئے اور ابن فولاد کی ٹانگ مین تیر لگا کہ وہ زخمی ہوگیا اور دامغان کو بھاگا اور جاکر
زخم کا علاج کیا اور منوچہر فلک المعالی کو لکھا کہ میری مدد کرے تو مین اوسکی اطاعت کرونگا او
وسکا خطبہ جاری کرونگا اور اوسکو خراج دیا کرونگا اوس نے دو ہزار آدمی نہایت زور آور اور قوی
بیجد یے یہ سب جمعیت لیکر ابن فولاد رے پر چڑھ گیا اور لوٹ مار پھر کرنے لگا اور اہل دیلم کو بھی بہت
تکلیف ہوئی اس لیے لاچار مجد الدولہ اور اوسکی ماں نے علاقہ اصفہان اوسکو لکھدیا کہ کچھ تو امان ہووے
وہ راضی ہوگیا اور فساد جاتا رہا اور اپنے لشکر سے ملک کا انتظام اور بندوبست اور درستی کرنے لگا
اور فساد سے اونکو روکنے لگا اور منوچہر کا لشکر اولٹا پھر گیا اور اس نے اصفہان جاکر مجد الدولہ کا
خطبہ جاری کیا اور یہ سنہ ہجری کا ماجرا ہے اور نصر ابن الحسن ابن فیروزان سلطان

مطابق ۱۰۱۶ء

[ابن سمجھو]ن الدولہ کی خدمت مین السیاسر گرم رہا کہ اوسنے پرگنہ بیار اور جومند اوسکی جاگیر کردی وہ وہان پونچا او
[ر]بہ انتظام کیا اور محاصل بہت حاصل کیا اور مجد الدولہ نے رے مین جو اوسکو بلوایا وہ بہراہ گیا کہ شمس المعالی
[ابن وشمگیر]ن کے لشکر کا ڈر تھا وہ ہر وقت موقع اور قابو دیکھتے تھے اور جب وہان پونچا تو حق قرابت
[اور] زبان پذیری سب جتائی گئی اور یہ وہان چند سال رہا کہ اچھی طرح سے اسنے وہان کا انتظام کیا
[پھر] یہ معلوم ہوا کہ یہ مخالفین سے موافقت رکھتا ہے تو اوسکو قلعہ استونا وند مین قید کردیا گیا پھر اوسکا
[قصور م]عاف ہوا اور اوسی کام پر پھر ممتاز ہوا کہ دیلم نے پھر سر اوٹھایا اور لوٹ مار اور رہزنی اور
[بدعم]لی کرنے لگے کہ سیاست بالکل نہ رہی تھی اور مجد الدولہ سوای لکھنے پڑھنے کے اور کچھ شغل نہ رکھتا
[تھا] نصر نے پھر اونکا بندوبست اور قلع وقمع کیا تو اونھون نے ارادہ کیا کہ نصر کو قتل کرین اور
[گ]ھیر لیا پہلے تو صرف اکیلا اونکو بہت دن تک ٹالتا رہا پھر بھاگ نکلا اور سب مال ان لوگون نے
لوٹ لیا اور اوسکو اتنا رنج رہا کہ مرگیا

ولمین جو کچھ آیا تو چھوڑ دیا اور پھر وہی عزت اور توقیر اور اکرام اور تعظیم کی اور ابی الحارث ارسلان جاذب کی
مددگاری اور تقویت کے لیے اوسکو جرجان اور طبرستان بھیجا اور پھر بلا کر اپنا معتمد الخدمت کر کے اپنے پاس
رکھا کہ کسی وقت اپنے سے جدا نکرتا تھا اتفاقا ابو الفوارس ابن بہاء الدولہ سلطان کے پاس آیا کہ اس سے
مدد لیکر اپنے بھائی کے اوپر فوج کشی کرے مجلس ضیافت مین یہ سب جمع ہوے اور دور چلا اور اس
حالت مین اگلے پچھلے سب ذکر آئے دارا نے ایک ایسی بات کہی کہ اگر خاموش رہتا تو خوب ہوتا سلطان نے
اوسکو ایک قلعے مین پھر قید کر دیا اور سب اسباب و ملک اوسکا ضبط کر لیا کہ جیسے اوپر گنون کا محصول آتا تھا
اوسکا بھی آنے لگا ایکروز وزیر نے اوسکی سفارش کی تو پھر اوسکا ملک اوسکو عنایت کیا گیا کہ اوسکی حالت
درست ہووے اور اوسکے قید خانے مین اوسکی آمدنی کام آوے اور یہ سب حال محرم ۹ ۴۰ ہجری مین گزرا مطابق ۱۰۱۸ء

ذکر مجد الدولہ ابو طالب ابن فخر الدولہ کا

فخر الدولہ نے ابو العباس تاش کو جب کہ وہ خراسان سے جرجان پونہچا یہ لکھا کہ خدا نے مجکو ایک فرزند
عنایت کیا ہی کنیت اوسکی ابو طالب رکھی اور نام اوسکا رستم کہ یہ نام ہمارے بزرگون مین تھا اور خط اپنے
وزیر صاحب ابن عباد سے لکھوایا اور جب فخر الدولہ مرگیا تو مجد الدولہ اوسکی جگہ ہوا اور اوسکی ماں اسپہبد کی
بہن نہایت زور آور اور صاحب تدبیر تھی ملک دیلم دبا بیٹھی اور حکمرانی کرنے لگی ان دونون ماں بیٹون مین
خوب جنگ ہوئی یہانتک کہ بدر ابن حسنویہ مجد الدولہ پر حملہ آور ہوا کہ ملک ہر اوس سے چھین لے اور دونون
مین ایسی لڑائی ہوئی کہ تکلیف فاقہ اور سختی اور خونریزی اہل دیلم اور پھر اہل رے پر پڑی اور اب قریب
تھا کہ اور بھی سخت فساد ہووے اور نہایت خونریزی ہووے اور بہت لوگ تباہ ہووین اور باقی
لوگ فساد برپا کرین اور مجد الدولہ نے جو دیکھا کہ روز بروز فساد برپا ہی اور زیادہ ہوتا جاتا ہی تو اوس نے
سلطنت ترک کی اور گوشہ نشین ہوا اور اپنی ماں کی اطاعت قبول کی اور نافرمان برداری سے توبہ کی
کہ جس سے خلقت اور تابعان سلطنت تباہ ہوے جاتی تھی اور الگ ایک گھر مین ہو بیٹھا اور شغل صرف
لکھنے پڑھنے کا شروع کر دیا اور اوسکا بھائی شمس الدولہ ولایت ہمدان اور قزوین اور اوسکے سب علاقہ
حدود بغداد تک کا فرمانروا ہوا اور بدر ابن حسنویہ نے اوس مال اور دولت پر کہ قلعون مین بہت جمع تھے
قبضہ کیا اور لوگون کو بقدر دینا شروع کیا کہ چند دن مین سب مال خرچ ہو گیا اور ابن فولاد کے پاس
کہ سلطنت آل بویہ مین جلیل القدر اور صاحب علو مرتبت تھا اوسپر دیلمی اور کردی اور عربی سردار جمع ہو گئے

چھین لو سو وہ لوگ واپس آئے اور جنگ واقع ہوئی اور ابو الفوارس شکست کھا کر بھاگا اور ہمدان مین
شمس الدولہ ابن فخر الدولہ کے پاس گیا اوسنے بلحاظ قرابت اسکی خوب خاطرداری کی اور ایک مدت بامید مددگاری رہا
پھر اوسکو یہ معلوم ہوا کہ مجکو فریب دیکر رکھا ہے اور اپنے بھائی سلطان الدولہ کے پاس مین بھیجا جاؤنگا سو یہ بہانے
بھاگا اور بغداد کی راہ لی اسکے بعد جو اسکا حال ہوگا لکھا جاوے گا

ذکر ایلک خان اور جو اوسکا انجام ہوا

...خان کو اوس شکست کا جو بلخ پر اوسکو ہوئی بہت رنج اور افسوس تھا اور اپنے بھائی طغان خان کو ہر وقت
...ست کرتا تھا اور قدر خان سے ہر وقت مدد کا تقاضا تھا لیکن تقدیر اوسکی بر خلاف تھی اتفاقا
...ار ہو گیا اور سنہ ہجری مین مر گیا اور طغان خان اوسکا بھائی اوسکا وارث ہوا اور اسنے
...طان سے آشتی اور دوستی پیدا کر لی اور جو کچھ کہ اسکا بھائی خلل انداز ہوا تھا وہ سب رفع ہوا
...لک چین سے ایک فوج کثیر طغان خان اور بلاد اسلام اور بلاد ترک اور ماوراء النہر پر چڑھ آئے
...یب تین لاکھ کے خرگاہ تھا کہ اسقدر اسلام مین کسی کے پاس نہین ہوا اب اسنے بھی بلاد اسلام
...م ترک مین سے لوگ بلوائے قریب ایک لاکھ کے جمع ہوئے لیکن اونکی کثرت سے سب
...ے تھے اب طغان خان یہ جمعیت لیکر اونکے مقابلے کو گیا اور جان لیا کہ بیشک مارے جائینگے
...ن تک برابر لڑائی رہی اب ایکدن سب نے اتفاق کیا کہ سب لڑ مرین سو صبح سے جو طغان خان
...ہ کیا تو دوپہر تک لڑے اور ایک لاکھ آدمی اونکے قتل کیے اور چینیوں نے نشہ بھی پیا تھا
...بیہوش اور مست ہو کر لڑتے تھے اور ایک لاکھ غلام ہاتھ لگے اور باقی جو رہے بھاگتے جاتے
...ور بھنے جاتے تھے اور بعد اس فتح کے چند دن بعد طغان خان مر گیا اور اوسکا بھائی ارسلان خان
...ر اوسکی جا بجا بادشاہ ہوا اور اسنے بھی سلطان یمین الدولہ سے بدستور دوستی اور آشتی
...ر سلطان نے اپنے فرزند ابو سعید مسعود کی شادی اسکی دختر سے کی تھی اور اسکو بہت
...لکے ساتھ بلخ بھیجا کہ وہانسے بیاہ کر کے لائے اور یہ سنہ ہجری مین ہوا۔

مطابق سنہ ھ

مطابق سنہ ع

...احمد فرزند سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کا

...ق اور عادات بہت پسندیدہ اور علم و ادب مین خوب فائق ابو النصر فریغونی والی
...لی بیٹی سے اسکا بیاہ ہوا اور اسکو جوزجان کا انتظام دیا اور ابو سعید مسعود کو ہرات کا

ذکر بہاء الدولہ کا اور جو کچھ اوسکا انجام کار ہوا

جب سلطان یمین الدولہ سجستان کا مالک ہوگیا تو بہاء الدولہ نے اوس سے دوستی کے لیے پیغام وخط
بھیجے کہ ان دونو کی مملکت آپس مین متصل تھی سو سلطان نے بھی یہ دوستی قبول کی کہ وہ بھی شریف ہو اور اوسکا
بزرگ بھی بزرگ تھے اور سلطان نے بھی پیغام محبت بلکہ رشتہ داری و قرابت کا قاضی ابو عمرو بسطامی
محدث نیشاپور کے ہاتھ اوسکے پاس بھیجا جب قاضی وہان پونہچا تو بہت تعظیم و تکریم ہوئی اوس نے سب پیغام ادا
کیے بہاء الدولہ نے کہا کہ میرا وزیر فخر الملک بغداد مین ہو اوس سے جاکر یہ پیغام دینا چاہیے بعد اوسکی صلاح
کی جو ہوگا کیا جاویگا پس قاضی جب تک کہ بغداد سے واپس آیا بہاء الدولہ بیمار سخت ہوا اور مرگیا اور لوگون نے
اوسکے فرزند ابو شجاع سے بیعت کی اور قادر باللہ خلیفہ بغداد نے اوسکو سلطان الدولہ لقب دیا اور سلطنت
اوسکی جم گئی اور اقبال اوسکا درست ہوگیا اب قاضی نے سلطان الدولہ سے پیغام دوستی پونہچایا اوسنے
جواب صاف نہ دیا کہ یہ پیغام اصل مین اوسکے باپ کے لیے تھا نہ اوسکے لیے بجز اسکے کہ مجمل یہ کہا کہ ہماری
اور سلطان کی دوستی موروثی ہو اور وفاداری قدیم اور اوسکا بھائی امیر ابو الفوارس اسوقت کرمان مین تھا
اب ان دونون مین جنگ اور مخالفت قائم ہوئی اور سلطان الدولہ نے لشکر مرتب کیا کہ کرمان اوسکے
ہاتھ سے لیوے آخر جنگ ہوئی اور بہت کشت و خون ہوا اور ابو الفوارس کو شکست ہوئی اور بھاگا اور
سلطان یمین الدولہ کے پاس مدد کے لیے جاکر دم لیا سلطان نے نصر ابن اسحاق نائب کو اسکے استقبال اور
مدارات اور اہتمام مہمانی پر مامور کیا نصر نے پونہچتے ہی دس ہزار دینار نثار کیے کہ اس سے اوسکا سجستان
مین نام ہوگیا کہ ایسا کام اور ایسی سخاوت کسی اگلے پادشاہ سے نہوئی تھی جب سلطان سے جاکر ملے تو
طرفین سے ہدایا اور تحفے اسقدر لیے دیے گئے کہ جنکا بیان نہین ہوسکتا بلکہ تمام دنیا کی مالیت سے بھی زیادہ
نہین اور تین مہینے تخمینا مہمان رہا اوسکے بعد اسنے رخصت اور مدد مانگی سلطان نے بہت خوشی سے بہت سا
مال اور دولت دیکر رخصت کیا اور ابو سعد عبد الرحمن ابن محمد طائی کو کچھ فوج دیکر اسکے ساتھ کیا
ابو الفوارس یہ سب کچھ لیکر کرمان پر چلا تو جو لوگ اوسمین تھے فورا بھاگ گئے کہ اونمین تاب مقابلہ نتھی
اور ابو الفوارس نے ابو سعد کو کرمان پر مقرر کیا کہ اوسکا انتظام کرے اور محاصل حاصل کرے پھر ابو سعد ان
ہمراہیون کو لیکر روانہ ہوا اور جو کہ یہان ایک مدت گزر گئی اس لیے سلطان کی طرف سے ان لوگون کو
ایک طرحکا خیال ہوا لیکن جب یہ لشکر وہان پونہچا تو سلطان نے حکم دیا کہ پھر جاؤ اور مملکت ابو الفوارس سے

کریہ جاسوس اور اہل فساد کے نگران ہین اور خوارزم پر حاجب التونتاش کو بھیجا اوس نے سلطنت جاری کرکے خوب انتظام کیا

متھرا اور قنوج کی فتح کا ذکر

سلطان جب خوارزم کو اپنی سلطنت مین ملا چکا تو بست کو روانہ ہوا اور اوسکا بندوبست کرکے غزنہ کو چلا اور
یہان بیس ہزار آدمی ماوراء النہر سے اوسکے پاس اور آگئے اور ارادہ ہوا کہ اب سفر قنوج کرین اور مجوس کی
تاریخ مین لکھا ہی کہ سوای گشتاسپ کے جو شہنشاہ اعظم تھا اور کوئی قنوج فتح نکر سکا اور غزنہ تین مہینے کا راستہ
ہی اور استخارہ کیا اور چلا اور دریای اٹک اور جہلم اور چندراہ اور ابرایہ اور ستلندر سے بعافیت تمام اوتر آیا
اور جس راجہ کی سرحد مین آیا تو اوسکا کیل بنا ہندی اور مستمندی حاضر آیا اور جب کشمیر پر گذر ہوا تو جنگی اسبہی
والی کشمیر بھی خدمت مین آیا اور رہنمائی اور رہبری کرنے لگا اور آدھی رات سے دوپہر دن تک
چلتے تھے اور دسوین رجب ۴۰۹ھ ہجری کو جمنا سے اوتر آئے اور جو قلعہ کہ بلند نظر آیا اوسکو
فتح کرلیا یہان تک کہ برن کے قلعے پر جو راجہ رای ہردت کے ملک مین واقع ہی گذر ہوا راجہ ہردت نے جو یہ حال دیکھا
اور ڈرا تو مناسب یہ جانا کہ اسلام قبول کرے اور دس ہزار آدمی لیکر آیا اور اسلام لایا اب سلطان نے اوسکو
بھی اپنے ساتھ لیا اور راجہ کلچند پر چڑھائی کی اور اپنی فوجکو حکم دیا کہ حملہ کرین سو یہ فوج وہی قلع قمع کرنے لگی
جو کرتی آئی ہی اور سلطان کو جو معلوم ہوا کہ ایک راستہ قلعے کے اوپر سے بھی ہی سلطان اپنی فوج لیکر اوسپر
جا چڑھا راجہ اور اوسکی فوج نے دیکھا کہ یہ قتل عام ہو رہا ہی اور ہماری تلوار کچھ کام نہین کرتی لاچار یہ مشورہ
کیا کہ دریا مین جا پڑین کہ وہ ہمکو بچا لیگا سو بہت تو ڈوب مرے اور بہت مارے گئے اور بہت قید ہوے
و پچاس ہزار آدمی کے قریب قتل و غرق ہوے اور راجہ کلچند نے اول اپنی جورو کو مارا پھر آپ مرا ایک سو
اسی ہاتھی بادشاہ کو سواری اور مال کے ہاتھ لگے یہان سے فتح کرکے متھرا پر چلے جسکو اہل ہند گمان کرتے
ہین کہ یہ شہر آدمیون کا بنایا ہوا نہین ہی جنون کا بسایا ہوا ہی اور اوسکے بیچ مین ایک مندر نہایت عمدہ ہی کہ
ہی خوب عمارت اور ایسا عمدہ نقشہ نہ کسی کاتب کے قلم سے بن سکے اور نہ کوئی مصور تصویر اوتار سکے اور
سلطان نے جو غزنین خط بھیجا تو اوسمین یہ لکھا کہ یہان ایک مندر کی عمارت ایسی ہی کہ اگر کوئی اوسکے مقابل
بنانا چاہے تو شاید بصرف دس کرور دینار دو برس مین اچھے کاریگرون سے بن سکے اور منجملہ ان بتون
کے جو یہان تھے پانچ بت سونے کے معلق ہوا مین کھڑے تھے اور اونمین سے ایک کی آنکھون
مین دو یاقوت تھے کہ اگر شاید بیچے جاتے تو پچاس ہزار دینار کو بھی ارزان تھے اور دوسرے بت کے

مطابق ۱۰۱۸ عیسوی

انتظام سونپا اور اوسکا پیشکار اور منصرم ابو محمد حسن ابن مہران کو کیا باقی حال ان دونون بھائیون کا جو ہوگا آگے مذکور

ذکر ابو العباس مامون خوارزم شاہ اور جو اوسکا انجا[م] یہانتک کہ سلطان یمین الدولہ اوسکا وارث ہو[ا]

ابو الحسن علی جب اپنے باپ کا وارث ہوا تو اوسنے خوارزم کو جرجان سے شامل کرلیا اور اپنی تقوی[ت کے]
لیے سلطان کی بہن سے نکاح کیا گویا سب ایک ہو گئے یہانتک کہ ابو الحسن مرگیا اور اوسکا بھائی ابو الع[باس]
مامون اسکا جانشین ہوا اور اوسنے بھی سلطان کی بہن سے نکاح کیا کہ وہی تقویت اور دوستی رہی سلطان
کے حکم کے موافق اسنے اپنے ملک مین خطبہ سلطان کا شروع کردیا لیکن اوسکی سپاہ اور سرداران سپا[ہ نے]
انکار کیا کہ اگر تو ایسی اطاعت سلطان کی کریگا تو ہم تجھ سے پھر جاوینگے اور تجھکو سلطنت سے نکال دینگے یہ سب نقل
قاصد سلطان نے سلطان سے جاکر بیان کی اور یہ بھی کہا کہ ان سب کا سردار اس امر مین نیالتگین بخاری ہے
اور یہ سب ابو العباس کے قتل پر آمادہ تھے چنانچہ ایکروز بر سبیل سلام اوسکے پاس گئے اور اوسکو قتل کرڈالا اور اوسکے
ایک بیٹے سے بیعت کرلی ہے اور یہ بھی وہ جانتے ہین کہ سلطان اپنی بہن کے لیے اس ملک کا مدعی
ہوگا تو سب نے اتفاق کیا ہے کہ خاص دار الملک کے اندر لڑینگے سلطان کو اپنے بہنوئی کے مارے جانیکا
بہت غم ہوا اور بہت غصہ آیا اور چلا کہ اونکے دار الملک کے صحن مین جا پہونچا اور ان لوگون نے ارادہ کیا کہ
راتکو چھاپہ مارین اور نیالتگین نے یہ سوچتے ہی رات کو ابو عبد اللہ طائی پر کہ مقدمۃ الجیش تھا حملہ کیا
اور لڑائی ہونے لگی اور سلطان بھی یہ سنکر دوڑا اور خوارزمی لوگ صبح سے جبتک کہ خوب گرمی دھوپ
کی ہوگئی لڑتے رہے اور جب دوپہر ہوئی تو اون کو شکست ہوئی اور بھاگے انھون نے جیحون کی ر[اہ]
لی اور بہت مارے گئے اور پانچہزار آدمی پکڑے گئے اور آخرکار نیالتگین بخاری بھی گرفتار آیا اور قید
ہوا ان سب سے سلطان نے پوچھا کہ تمنے اپنے ولی نعمت کو بیوجہ کیون قتل کیا نیالتگین نے ڈھٹائی سے
کہا کہ ہمنے قتل کیا اور اورون نے کچھ جواب نہ دیا پھر سلطان نے حکم دیا کہ ابو العباس مامون کی قبر کے
پاس انکو لیجاؤ اور کوڑے مارو اور ناک اور کان کاٹو اور پھر سولی دو اور ابو العباس کی قبر پر ایک پتھر
یہ لکھکر لگا دو کہ یہ قبر ابو العباس کی ہے کہ اوسکے نوکرون اور خادمون نے اوسپر بغاوت کی ہے اور
اللہ نے سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کو باغیون پر قدرت دی کہ اونکو پھانسے دیکر مارا اور جو قیدی
کہ باقی رہے اونکو طوق پہناکر شہر غزنہ مین تشہیر کے لیے پھرایا گیا اور پھر حکم دیا کہ انکو فوج مین چھوڑ دیا جاوے

لیکن سلطان نے ارادہ کیا کہ جندراہی کا تعاقب کرے کہ وہ یہانسے پندرہ کوس کے فاصلے پر ہو اور شب کے
وقت چھبیسوین تاریخ شعبان کو وہان جا پونچا اور لڑائی ہوئی تو بہت مارے گئے اور بہت قید ہوے اور
تین دن تک برابر لوٹ رہی اور ہاتھی بہت ہاتھ لگے کہ اونکا نام خدا آورد رکھا اور سونا اور چاندی اور یاقوت
اور موتی جو ہاتھ لگا قریب تین لاکھ درہم کے تھا اور لونڈی اور غلام اس کثرت سے ہو گئے کہ بڑی قیمت
اونکی دس روپیہ کی تھی ورنہ دو تین روپیہ کو بکتے تھے +

غزنین کی جامع مسجد کا ذکر

جب یہ کچھ مال ور دولت اور یہ ملک ماوراء النہر وغیرہ سلطان کو ہاتھ لگا تو اب اوسنے ارادہ کیا
کہ غزنہ مین ایک مسجد بناوے اور کڑی اور تختہ وغیرہ ہند اور سندھ سے منگائے گئے اور فرش اوسکا
سنگ مرمر کا بنایا اور نہایت تکلف کیا اور بہت سونا اور چاندی در و دیوار پر لگایا اور اوسکے گرد مدرسہ قائم کیا اور علما کو جمع کیا

ذکر قوم افغانان

یہ قوم راہزن اور غارتگر ہے جب سلطان قنوج کیطرف گیا تھا اوسکے لوگونکو لوٹتے تھے اور مارتے تھے
سلطان نے یہان پونچکر چاہا کہ انسے بدلا لیوے اور اونکا استیصال کرے سو اپنی خاص فوج
لیکر اونپر چڑھگیا اور سواے بچون اور عورتون کے سبکو قتل کیا کوئی باقی نرہا پھر غزنین چلا آیا اور چاہا کہ
بلخ مین آرام لیوے اور باقی سال غزنہ مین پورا کرے اور پھر ہندوستان پر متوجہ ہووے سو اپنی فوج
لیکر ہندوستان پر چلا اور دریای براب پر پونچا اور راجہ بروجیپال ادھر سے خوب چست و چالاک فوج لیکر
سلطان کو دریا پار نہ آنے دیوے سلطان نے جو اوسکا یہ ارادہ دیکھا تو حکم دیا کہ مشکین باندھکر
پار چلے جاوین اور آٹھ غلام تو بموجب حکم سلطان یونہین دریا مین کود پڑے اور اوس کنارے
پہنچے جب راجہ نے دیکھا کہ پانی انکو لئے چلا آتا ہے تو پانچ ہاتھی اور فوج اونپر متعین کردیے کہ
اوترنے نہ دیوے تو ان آٹھ غلامون نے تیرون سے ہاتھیون کے پانون اور چہرے زخمی
پار اوترگئے الغرض کچھ ڈوبے اور باقی سب پار چلے گئے اور سلطان نے آ حملہ کیا اور راجہ کی فوج شراب
پیے تھی سلطان نے اونکو ایسا مارا کہ سب متفرق ہو گئے اور بہت مارے گئے
قید ہوے اور دو سو ستر ہاتھی ہاتھ آئے اور راجہ بھاگ گیا +

بیان حال کا جو بعد وزیر ابو العباس کے نیشاپور مین

گلے مین ایک ٹکڑا یاقوت کا چارسو پچاس مثقال کا تھا اور ایک کے قدم کے نیچے چار ہزار چار سو مثقال کا
تھا اور کل سونا جو ان سب پر تھا اٹھانوے ہزار تین سو مثقال تھا اور چاندی کا وزن اسوقت ممکن نتھا
معلوم ہوسکے اب یہ سب فتوح لیکر قنوج کو چلا اور اپنی فوجکو بدین خیال کہ راجہ قنوج رای جیپال کی فوج بہت
قلیل ہی حاجت سب فوج کے لیجانے کی نہین ہی یہین چھوڑ دیا اور رستے مین مال اور غلام اسقدر ہاتھ
لگے کہ حساب نہین ہوسکتا اور آٹھوین شعبان کو قنوج پونہچا اور رای جیپال سنتے ہی بھاگا گنگا سے
پار اوتر گیا اہل ہند اس دریا کی بہت تعظیم کرتے ہین اور سلطان قنوج کے قلعون مین گیا دریای گنگ کے کنارے
پر سات قلعے مال اور دولت سے مالامال ہین اور اس شہر مین دس ہزار مندر ایسے ہین کہ اہل ہند کو یہ گمان
ہی کہ یہ مندر دو تین لاکھ برس سے ایسے بنے ہوے ہین سلطان نے فوجکو حکم دیا کہ شہر لوٹ لو اور پھر قلعہ فتح پر
کہ برہمنونکا قلعہ کہلاتا ہی گئے اور قتال ہوا آخر سلطان کو فتح ہوئی پھر وہان سے قلعہ آسی پر گئے اور
وہانکا راجہ جنڈال سور تھا جو سب سرداران ہندوستان مین عزت دار تھا اور اوسکا لشکر بھی بہت تھا اب
راجہ قنوج نے اوسکو سلطان کے مقابلے مین کیا اور بہت دن تک لڑائی رہی اور جب راجہ جنڈال کو
سلطان کا حملہ معلوم ہوا تو بھاگ گیا اور سلطان نے اوسکا قلعہ مسمار کروا دیا یہ فتح کرکے راجہ جندرای پر متوجہ
ہوا اور وہ اپنے قلعے سرّوہ مین تھا اور پہلے تو اوسمین اور راجہ بروجیپال مین دشمنی تھی کہ آپسمین ہمیشہ
جنگ وجدال رہتا تھا آخر آپسمین صلح اور دوستی ہوگئی اور راجہ بروجیپال نے اپنے فرزند بھیم پال کی منگنی کا
پیغام راجہ جندرای کی بیٹی سے دیا کہ پھر فساد کبھی نہووے اور ہمیشہ دوستی رہے جب بھیم پال بیاہ کرنے
گیا تو راجہ جندرای نے اوسکو قید کیا کہ جسقدر میرا نقصان تیرے باپ نے کیا ہی وہ سب ادا کرے جب
لڑائی ہوگئی راجہ جیپال اس فکر ہی مین تھا کہ کیونکر اپنا بیٹا چھڑا وے اور کیونکر اوسکا قلعہ لیوے کہ اتنے
مین سلطان جا پونہچا بروجیپال تو راجہ بھوج دیو کے پاس چلا گیا کہ سلطان کے صدمے سے بچے اور
جندرای نے سلطان کا مقابلہ کیا لیکن بھیم پال نے اوسکو نصیحت کی کہ محمود ہندو تو نہین ہی اسلیے
اوس سے لڑنا نہین چاہیے اور چھپ جانا ضرور ہی کہ اوسکے نام سے بہت فوجین تیری اور میرے باپ کی
بھاگ گئی ہین اوسکو یہ نصیحت پسند آئی اور اسباب اور ہاتھی اور مال و دولت سب لیکے اور پہاڑون مین
چھپ رہے اور غرض اوسکی اس نصیحت سے یہ تھی کہ جندرای راجہ کے ساتھ مین گرفتار نہ ہو جاؤن اسکے
وصل ہونے سے مین رہا ہون گا پس سلطان نے جو یہ قلعہ فتح کیا تو بہت مال گھانس مین سے نکلا

اور محبت اپنے بھائی نصر کی تحقق ہوئی اور دوسرے بھائی اسمعیل سے جدائی ہوئی اس لیے اوس نصر کو سپہ سالاری خراسانکی دی اور نیشاپور پر بھیجا اور یہ عہدہ ابتدا مین اسی کا تھا اور چونکہ نصر اوس سے بڑا تھا اس لیے اوسکی توقیر اور تعظیم خوب کرتا تھا یہ شخص چند سال نہایت خوبی اور نیکبختی کے سا اس عہدے پر ممتاز رہا اور بہت اچھے اچھے کام اس سے سرزد ہوے خصوصًا ابی براہیم کے فسادمین نہایت ہوشیاری سے کام کیا پھر سلطان نے اوسکو بلوالیا اور اپنے پاس رکھا کہ جدائی گوارا نہ تھی اور ایسا نیک تھا کہ سلطان نے کبھی کوئی لفظ بیہودہ اوس سے نہ سنا اور کسی نے کبھی اوسکی شکایت نہ کی یہانتک کہ آخر کار مرگیا

ترجمہ مترجم تاریخ یمینی

فقیر حقیر سراپا خطا و التقصیر وکیل احمد ابن شیخ قلندر حسین ابن شیخ محمد وسیم ابن شیخ محمد عطار روح اللہ ارواح اسلافہ و افاض علیہ خصائص الطائفہ کو حق تعالی جل شانہ نے اپنے فضل وکرم سے سکندرپور کے معزز خاندان مین پیدا کیا ہمارا سلسلہ نسبی حضرت بندگی شیخ مبارک فاروقی عدنی کو پونہچتا ہے جو کملین اولیاء اللہ سے تھے انکے وصال کی تاریخ یہ ہے

بزرگے در سکندرپور مشہور	قناعت پیشہ و در فقر مسرور
اگر سال وفاتش را بجوئید	مبارک رفت از دنیا بگوئید ۱۰۱۶

حضرت بندگی کی قبر سکندرپور مین بیزار و متبرک ہے دور دور سے لوگ آتے ہین اور اپنے اس حاجت کو انکے فیض سے بھر پاتے ہین الین قبر پر یون کندہ ہے

زیارت گاہ مردم ہست این قبر	مبارک بود شیخ باکرامت
پئے سال وفاتش گفت غائب	مبارک از جہان بگزیدہ رحلت ۱۰۱۶

سلطین تیموریہ نے مصارف جماعت خانہ حضرت بندگی کے لئے بہت بڑی جاگیر دی تھی ان کے نام علحدہ جاگیر تھی یہ بزرگ چشتی تھے سماع سے نہایت ذوق تھا حالت سماع مین اکثر فرماتے تھے مخدوم تاج محمود حضرت بندگی کے صاحبزادے درویش باکمال صاحب حال وقال تھے انکا مزار بھی بندگی شیخ مبارک کے حظیرے مین ہے لیکن

گزرا اور ابو الحسن علی سیاری وہان کا دیوان ہوا

بسبب بربادی رعایا اور کمی پیداوار اور خراج قانونی کے اور بسبب ویران ہونے زمیندار اور لوٹنے
جوتنے والونکے جو زر باقی وزیر ابو العباس پر نکالا گیا تھا جب اسکا معاملہ ختم ہو چکا تو سلطان نے ابو الحسن طاہر
ابن عبد الصمد رئیس قونشجی کو بلایا کہ یہ شخص آبادی ملک اور تحصیل پیداوار اور قانون دیہاتی سے خوب
واقف ہے اور اوسکو وزیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ منجملہ آمدنی قونشج کے پچاس ہزار دینار واسطے آبادی بادون
کے اور بطور تقاوی زمینداروں کے خرچ کرے سو ۴۰۷؁ ہجری مین نیشاپور گیا اور زمین قابل زراعت

مطابق ۱۰۱۶؁ء

مین زراعت کرائی اور ویران کو آباد کیا اور بھاگے ہوے اسامی کو پھر بسایا اور ظاہر ہے کہ نقصان مدت کا
تو مدت ہی مین پورا ہوگا اور سلطان ہر سال یہ چاہتا تھا کہ مقدار تخمینے سے زیادہ کرے اور یہان یہ حال
ہے کہ کبھی تو پیداوار کم اور کبھی آبادی کم اور کبھی نرخ کم اور متصدی لوگ اپنا کام کرتے تھے یعنی ہر مال مین
اور ہر محال پر اپنا حق لگاتے تھے یہ شخص حیران تھا کہ کیا کرے اور سلطان کی طرف سے ہر وقت مطالبہ اور
دھمکی جاری تھی کہ جو باقی ہے وہ وصول کرکے بھیجے اور جواب پیداوار ہے وہ بھیجے اسنے دیکھا کہ میری ملک
جسقدر ہے وہ تو کبھی بمقدار مطالبہ کافی نہوگی اب اسکو فضیحت اور رسوائی کے غم نے ایسا بیمار کر دیا
کہ قریب مرگ ہوگیا اور ایسا دبلا ہوگیا کہ گویا مردہ ہے اب سلطان نے ابو الحسن سیاری کو وزیر یا دیوان مقرر
کرکے وہان بھیجا کہ نہایت زیرک اور دانا اور حساب دان اور ہوشیار تھا اسنے یہان پونہچکر سب جسنا
اور تمام کاغذ مرتب کیا اس لیے اگرچہ سلطان کو یہ ضرورت تھی کہ اوسکو اپنے پاس رکھے لیکن
خراسان کے بندوبست کے لیے اوسکو بھیجنا ضرور پڑا کہ سب ممالک سے بہت عمدہ
اور بہت اچھی مملکت ہے اور خط استوا مین جو بلاد و امصار ہین اونکا یہ ایک ثلث ہے ✣

ذکر ابو بکر محمد ابن اسحاق ابن محمد شاہ او قاضی ابو علی صاعد ابن محمد اور اونکا انجام کا

یہ دونون صاحب مذہبی آدمی تھے صرف انکی دینداری کا کچھ حال لکھا ہے یہ سب مذہبی
ذکر ہے تاریخ سے کچھ علاقہ نہین ہے اس لیے ترک کیا گیا اور اسقدر کفایت ہے ✣

ذکر سپہ سالار ابو المظفر نصر ابن ناصر الدین سبکتگین کا

جب سلطان نے خراسان کو آل سامان سے خالی کروا لیا اور اوسکا مالک ہوگیا تو اوسکو دی

١٧ تقریر دلپذیر در حرمت خمر و خنزیر - ١٨ مخدد بجہات المجدد - ١٩ رفادہ علی جرح العبادہ - ٢٠ عقد الد
٢١ دافع الشقاق عن [illegible] الانشقاق - ٢٢ تبصرہ - ٢٣ ابطال الاباطیل برد التاویل العلیل - ٢٤ یاقوتی
٢٥ دافع الوبا - ٢٦ لف [illegible] و صال - ٢٧ تذکرۃ اللبیب فیما یتعلق بالطب و الطبیب - ٢٨ ازالۃ المحن عن اکسیر البدن
٢٩ آئینہ حبینی ترجمہ تاریخ یمینی - ٣٠ یاقوت رمانی شرح مقامات بدیع الزمان ہمدانی - ٣١ رسالہ اذان

خاتمۃ الطبع

مدر تحریر حمد و نعت کا ظاہر ہے کہ زبان خامہ اوسکے ادا کرنے سے بالکل عاجز اور قاصر ہے ہان البتہ کوئی تازہ
دہ ہو تو طالبون کو سنانا چاہیے اور شاہد مقصود کا چہرۂ پر نور آئینۂ ظہور مین دکھانا چاہیے کہ یہ کتاب مفید طلاب
ندیدۂ شیخ و شاب یعنی مرآت صورت نمای حسن معنی موسوم بآئینۂ حبینی ترجمۂ تاریخ یمینی جسکو سپہر
ماہ آسمان دوربینی صدر آرای ایوان وجاہت و بردباری فرمانروای مملکت ہمہ دانی تاریخ نگار
ل جلیل مورخ بے بدیل کشاف دقائق معنوی و صوری جناب مولانا مولوی حکیم
ل احمد صاحب سکندرپوری نے صیقل بیان سے آئینۂ سکندری کیطرح چمکایا ہے اور ترجمہ
ہے کے جوہر بلاغت کو اردوی معلی کی فصاحت مین جلوہ گر فرمایا ہے مشکل مضمون کو کیسا آسان
ور پھر اختصار کے ساتھ کہ گویا دریا کو کوزے مین بھر دیا ترجمے کے کمال کی حسن و خوبی اوا کی ہے
عسب تاریخ نگاری کی داد دی ہے کہان ہین طالب اس جوہر فن کے اور کدھر ہین شائق
ہر سخن کے سر سے قدم کر کے آئین اور بنقد دل و جان اسکو خرید فرمائین اور خاص عربی
اردو مین عام نفع اوٹھائین کہ مطبع مصطفائی واقع محمود نگر زیر اکبری دروازہ لکھنؤ مین باہتمام حقر انام
اجی رحمت و غفران محمد عبد الواحد خان بن محمد مصطفی خان مغفور غفر لہما رب غفور سنہ ١٣٠٠ ہجری
مین نہایت صحت کے ساتھ چھپکر جلوۂ ظہور مین آئی ہے اور
آئینۂ حیرت مین زیب و زینت کی صورت
دکھائی ہے فقط

اوسکا صحیح نشان نہین پایا جاتا تاریخ وفات یہ ہی ؎

تاج محمود انتقال نمود	آفتاب ہدی بہ قعر نہفت
سال تاریخ عاجز خستہ	تاج محمود تاج عالم گفت

ہمارے والد مرحوم کے انتقال کی تاریخ یہ ہی ؎

شیخ زمن شیخ قلندر حسین	تن بہ قضا داد بحکم قضا
عاجز دل خستہ لبسالش نوشت	خوابگہ او شدہ دار البقا

نوین ذی حجہ شب جمعہ ۱۲۶۵ ہجری کو مین پیدا ہوا ۱۲۷۱ ہجری تک فارسی کی معمولی کتا
پڑھ کے جونپور گیا وہان خانقاہ رشیدیہ حضرت دیوان محمد رشید جون پوری قدس
مین ٹھہرا اور کتب صرف و نحو و مختصرات منطق پڑھ کے تمام کتب درسیہ حسب سلـ
مولانا محمد عبد الحلیم لکھنوی قدس سرہ کی عالیخدمت مین سماعۃ و قراءۃ پڑھی اور
مین فراغ حاصل کر کے سند علمی حاصل کی جناب مولانا ممدوح کی تاریخ وفات یہ ہی ؎

کان عبد الحلیم ذا علم	رفع اللہ عنہ ما عشرہ
فی الدعار الذی لفیدلہ	قلت تاریخ موتہ غفرہ

پھر لکھنؤ کا عزم کیا کتب طبیہ مولوی حکیم نور کریم لکھنوی سے پڑھین جو مشتہر فی الآفاق
حضرت شاہ عبد الرزاق بانسوی قدس سرہ کی اولاد سے تھے مطب مولوی حکیم حاجی محمد یعقوب
لکھنوی کے سامنے کیا پھر عرصے تک لکھنو و جون پور و سکندرپور مین درس و علاج مرضی مین
مصروف رہا ۱۲۹۵ ہجری مین شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن مین آیا اور سرکار دولتمدار آصفیہ
کی ملازمت اختیار کی باوجود کثرت اشتغال کے مجھے تصانیف کا مشغلہ رہتا ہی جس قدر تصانیف
آج تک مدون ہوی ہین اونکی فہرست حسب ذیل ہی ـ تنبیہ مخالفین بجواب تفضیح مخالفین
معیار الصرف ـ نقل مجلس ـ تشئید المبانی بنکاح الثانی ـ مکاتبہ ـ حد العرفان تعین الطالبین
صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان ـ ارشاد العنود الی طریق ادب عمل المولود ـ سبحۃ رضیہ ـ
وسیلۂ جلیلہ ـ نصرۃ المجتہدین برد ہفوات غیر المقلدین ـ اعتماد بخطا ہی اجتہاد ـ ہدیۂ مجددیہ
مصباح الحق الصریح عن احکام المحدث الحسن و القبیح ـ ارشاد المغاد الی مسلک حجۃ اخبار الآحاد ـ

فہرس اغلاط آئینہ عجیبی ترجمہ تاریخ یمینی حسب نظر ثانی مصنف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۵	عادت	عادات
۵	۱۹	عیسی	عبسی
۱۱	۱۱	روزکی	رودگی
۱۳	۱۳	اور مثل آئینہ سکے شعر ہین	+
〃	۱۵	لگ گئے	ہو رہے ہے
۱۸	۲	غور	فکر
۱۹	۱۳	قریب	قریب ہین
۲۷	۲	جو	+
〃	۴	کہ جبکا شروع قصیدہ ہے	+
۲۸	۵	قہندر	قہندز
〃	۹	یہ کہا ہے	مرثیہ کہا ہے
۳۰	۲۰	کرنے مین	کرتے ہین
۳۲	۱۵	فروزان	فیروزان
〃	۲۲	عشق	حب
〃	〃	لیجاوے	لیجاوی
۳۳	۳	ویجاوے	دیجاوے گی
۳۴	۶	قہندر	قہندز
۴۰	۱۵	مرورود	مروروذ
۴۷	۲۱	مضبط کیجیے	مضبوط لیجیے
۴۹	۳	زنک	زنگ
۵۱	۱۱	تجدی	نجدی
۵۲	۱۱	پھر اور	اور پھر
〃	۱۲	تقدیر پر	تقدیر بہ پر
۵۵	۱۷	گھرے رہ گئے	کھڑے رہ گئے
۵۹	۲۲	جو	جب
۶۲	۲۲	قوشتجی	قوشنجی
۶۷	۱۶	عزیز	عزیر
〃	۲۱	〃	〃
۷۰	۱۶	لوگ	لوگ کہ
۷۹	۷	دلانیا تکین	نیالتکین
۸۰	۲۲	اور کہ	اور
۸۱	۱۷	وہ ہے	وہی
〃	۱۸	〃	〃
۸۳	۵	ہنزال	ہزال
۸۴	۴	صفدی	صعدی
〃	۱۴	اندخوز	اندخور
〃	〃	جوزجان	جورجان
۸۶	۱۹	لی	کی
۸۸	۲۱	قوشتج	قوشنج
۸۹	۷	اسپہند	اصبہبد
۹۰	۱۹	اسپہند	اصبہبد
۹۴	۴	[illegible]	[illegible]
۹۵	۱۸ ۱۹	اسپہند	اصبہبد
〃	۱۹	مزبان	مرزبان
〃	۲۰	اسپہند	اصبہبد
۹۶	۸	اسپہند	اصبہبد
۹۷	۴	تخاسب اور کتان	نخاسب اور کنان
۹۸	۵	جستان	سجستان
〃	۱۶	اسپہند	اصبہبد
〃	۲۰	اسپہندی	اصبہبدی
۹۸	۲۱	اسپہند	اصبہبد
۹۹	۱	[illegible]	〃
۱۰۰	۴	[illegible]	〃
〃	۷	تخاسب	نخاسب
〃	۸	اسپہند	اصبہبد
〃	۹	تخاسب	نخاسب
۱۰۵	۱۶	جوزجان	جورجان
۱۰۷	۱۵	نیک جو	نیک خو
〃	۱۶	ملنشی	مفشی
〃	۲۱	رشتہ بندی	رشتہ مندی
〃	۲۳	ہے	ہوا
۱۰۹	۳	دولتون	دلوان
۱۱۴	۵	جو کہ	[illegible]
〃	۱۳	گھسنے	گھسٹنے
۱۱۵	۴	زودلی	زوزنی
۱۲۱	۸	صیلان	صیمان
〃	۱۸	اور ابوالعباس	وزیر ابوالعباس
۱۲۳	۲۲	ترقی	نرمی
۱۲۸	۱۲	اسپہند	اصبہبد
۱۲۹	۴	〃	〃
۱۳۱	۱۷	اور سمجھے جاتے تھے	+
۱۳۳	۶	کے حکم کے	حکم کے
〃	۱۴ ۱۵	نیالستکین	نیالتکین
۱۳۶	۴	قوشتجی	قوشنجی
〃	۱۰	محمد شاہ	محمد شاذ